SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, June 11, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اظلم ممن افترىٰ على الله الكذب وهو يدعى الى الاسلام- و الله لا يهدى القوم الظلمين- يريدون ان لطفئوا نور الله با فوا ههم- والله متم نوره ولو كره الكفرون- هوالذى ارسل رسوله بالهدىٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره المشركون-

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو گا اسے بلایا جائے اسلام کی طرف مگر وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے۔ اللہ تعالیٰ تو ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ لیکن اللہ پاک اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ کافر ناخوش ہی کیوں نہ ہوں وہی ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے دنیا کے تمام ادیان پر غالب کرے خواہ مشرک ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔

(۶۱ الصف : ۷ - ۸)

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

جناب رضا محمد رضا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔

POINT OF ORDER: RE: LEGAL FRAMEWORK ORDER

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! ایوان بالا کے تمام معزز اراکین کو بخوبی علم ہے کہ اس ملک کے فوجی حکمران نے اس ملک پر LFO کے نام سے دائمی مارشل لاء کا جو فوجی آئین مسلط کیا ہے، اس نے اس ملک کو بدترین آئینی بحران سے دوچار کیا ہے۔ اس ملک کے وفاقی، پارلیمانی، جمہوری نظام کو تباہ کیا ہے۔ اس ملک کے صوبوں کی خودمختاری کو تباہ کیا ہے۔ اس ملک میں جمہور کی حکمرانی اور منتخب پارلیمنٹ کی بالادستی کو تباہ کیا ہے۔ ہمارے IMF اور World Bank کے فرمانبردار وزیر باتدبیر نے جس Money Bill کو اس ایوان میں پیش کیا ہے وہ سراسر غیر آئینی ہے۔ LFO اس آئین کا حصہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک کی نہایت ذمہ دار اپوزیشن اس غیر آئینی طریقہ کار کے خلاف واک آؤٹ کا اعلان کرتی ہے اور اس پر پرزور احتجاج کرتی ہے۔

جناب وسیم سجاد: میں گزارش کروں گا معزز اراکین سے کہ وہ واک آؤٹ نہ کریں

اور اس اجلاس میں شرکت کریں۔ یہ بہت اہم دستاویز ہے جو ہمارے سامنے پہلی دفعہ آئی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ وہ اس میں شرکت کریں۔ میں دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں۔

جناب کامل علی آغا: یہ عوام کی فلاح کی بات کریں۔ یہ بجٹ ہے۔ پورے سال کے لئے قوم کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے۔ ان کو چاہیے کہ یہ ہاؤس میں بیٹھیں، عوام کی نمائندگی کریں۔ یہ تنخواہیں تو لے رہے ہیں نمائندگی کیوں نہیں کر رہے ہیں ۔الاؤنسز بھی لے رہے ہیں نمائندگی کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ یا تو ان کو بجٹ کی سمجھ نہیں ہے یا ان کو قوم کے مسائل کی پرواہ نہیں ہے اور یہ مسائل پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ ان کو عوام کے مسائل کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Wasim Sahib, you can go and discuss with the Opposition.

Mr. Wasim Sajjad: Yes sir.

میر محمد نصیر مینگل: جناب چیئرمین! لاہور ہائی کورٹ کی قرارداد، جو کہ اخبار میں چھپی ہے، کا متن ہے، "صدر کا وردی میں رہنا، حکومت اور دوسرے اداروں کی آئین اور قانون کے مطابق کارکردگی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ترمیم کرنا آئین کی پامالی نہیں۔ ایل ایف او ایسا آلہ ہے جس نے آئین بحال کیا ہے"۔ لہذا یہ کورٹ کا فیصلہ ہے۔ ہمارے معزز ممبران اپوزیشن کو چاہیے کہ وہ contempt of court نہ کریں۔ ایل ایف او کو انہوں نے جائز قرار دیا ہے اور صدر کی وردی کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ لہذا ان کو اس کارروائی میں شامل ہونا چاہیے چونکہ یہ اب قانونی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

Mr. Chairman: Wasim Sahib, if you would like to go and persuade them. We will continue discussion. You can make an effort.

Mr. Wasim Sajjad: I will make my attempt in the mean time the

honourable members can speak.

جناب چیئرمین: آپ کا فیصلہ ہے میں تو تجویز دے سکتا ہوں۔ آپ کا فیصلہ ہے۔

We will continue our discussion on the recommendations if any to be made to the National Assembly on the Finance Bill 2003. Today is the concluding day, I would request the speakers to please be brief and limit themselves to maximum of 10 minutes. Mr. Asfand Yar Wali.

Mr. Asfand Yar Wali: The fact that we of the ANP have always opposed the LFO, we only accept those amendments, made to the Constitution as prescribed in the manner of the 1973 Constitution.

ایک تو یہ بات میں نے کرنی تھی۔ دوسری بات آپ سے جناب چیئرمین، آپ نے ایک Adhoc Committee بنائی تھی۔ اس کے چیئرمین صاحب یہاں بیٹھے ہیں ان سے۔

That matter for which you had constituated an adhoc committee was an urgent matter and I am very sorry to say sir, uptill now we have not even met. Through you I would like to request the Chairman to please expedite that. It is an important matter, if it was not, you would not have constituted the Committee.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Coordination has taken place and I have talked to the sides. We are gathering the requisite papers, statements and newspapers clippings and everything in that respect. So that we have something in hand before start the meetings. In fact we have proposed a date on Saturday, we are meeting at 10.30.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thaheem: I agree, Mr. Asfand Yar on that day, because of my proposal, that committee be

constituted and it was your porposal, that you proposed my name. Instead of that consensus on number and I proposed that today we start the proceedings and record the statement of mohterma, that was the day, 5 days have passed, now Mr. Asfand Yar Walli, has very kindly objected to my chairmanship, I agree. I therefore, in protest resign from the committee. Thank you sir.

Mr. Chairman : I think we should expedite this committee. We will talk to Thaheem Sahib but I also think, informations which are probably ordinary are received in routine.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Mr. Chairman, unfortunately I have to be away yesterday but it does take a little bit of time to gather informations, requisite informations, so that the committee is in a position to discuss facts and not fictions which come out in the newspapers.

Mr. Chairman . First speaker today is Mr. Waqar Ahmed Khan, kindly restrict your speeches to ten minutes, so that we can accommodate maximum speakers as today is the concluding day.

DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE FISCAL YEAR 2003-4.

جناب وقار احمد خان: آپ اگر کہیں تو پانچ منٹ میں ہی کر دیں گے۔ Thank you Mr. Chairman! for allowing me to speak. سب سے پہلے تو میں چند ایک باتیں کرنا چاہوں گا۔ مجھے آج اپوزیشن کے رویے سے بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ جب بجٹ یہاں پر پیش کیا گیا تو یہیں سے اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ تین سال کی figures پیش کی جائیں اور ان پر بحث کی جائے۔ تین سال تو چھوڑیں وہ آج ایک سال کی figures پر بھی بات نہیں کرنا چاہتے۔ یہ بجٹ کوئی گورنمنٹ کا بجٹ نہیں ہے' یہ بجٹ کوئی اپوزیشن کا بجٹ نہیں ہے۔ یہ

بجٹ پاکستان کے عوام کے لیے ہے اور ایک اچھا بجٹ ہے۔

دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ ہمیں ماضی کی باتیں بھول کر مستقبل کی طرف سوچنا چاہیئے۔ ملک اور قوم کی بہتری اور بھلائی کے لیے سوچنا چاہیے۔

We should be involved in the nation building togather as a collective force, not as two devides as we see in the Senate. آج پارلیمانی پارٹی میں پرائم منسٹر صاحب نے ایک بات کی جس کا مجھے کافی افسوس ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے فلور آف دی ہاؤس پر اس دن چند باتیں کیں اور چند وضاحتیں کیں۔ اس وقت اپوزیشن کے تمام ممبران ایوان بالا میں موجود تھے لیکن کسی نے بھی اس کا rebuttal اس وقت نہیں دیا۔ rebuttal انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں دیا کہ ہم اس بات پر ایک موشن پیش کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر ہوگا کہ اپوزیشن اور حکومت کے درمیان جو بھی negotiations ہوتی ہیں اس کو public کیا جائے تاکہ عوام کو پتا چلے کہ کس issue پر ہمارا disagreement اور کس issue پر ہمارا agreement ہے تاکہ یہ issues once for all resolve ہوں۔

Mr. Chairman! LFO in my opinion is not an issue. We have all been elected as members of the Parliament. Whether this is the Parliament, the Lower House, the Upper House and the Provincial Assemblies.

ہم سب نے اس LFO کے تحت الیکشن میں حصہ لیا۔ یہ women seats جو آج آپ سینیٹ میں اور قومی اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں یہ سب LFO کے تحت ہوا ہے۔ صوبہ سرحد کی جو صوبائی اسمبلی ہے وہ بھی LFO کے تحت ہی وجود میں آئی ہے۔ مجھے وہاں پر LFO کا کوئی ذکر نظر نہیں آتا۔ نہ وہاں پر کوئی بائیکاٹ ہے کیونکہ وہ وہاں پر حکومت میں ہیں اس لئے وہاں پر They don't create it as an issue.

جناب چیئرمین! اب بجٹ کی طرف آتے ہیں۔ میں economist تو نہیں ہوں لیکن economics ضرور پڑھی ہے اس لئے میں چند points پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ جو بجٹ شوکت عزیز صاحب نے پیش کیا ہے۔ وہ اچھا بجٹ ہے۔ لیکن بجٹ اس

وقت اچھا ہوتا ہے جب اس پر letter and spirit میں implementation ہو۔ مجھے پوری توقع ہے کہ حکومت اس بات کو سنجیدگی سے لے گی اور اس بجٹ پر implementation کرے گی۔ بجٹ کو میں دیکھ رہا تھا تو کافی points highlight ہوئے ہیں اور ان میں کافی issues ہیں۔ The objectives of the budget کہ بجٹ کے کیا مقاصد ہوتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستانی بجٹ میں top priority poverty alleviation کو ہونی چاہیئے۔ اس ملک میں کافی غربت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پہلی ترجیح یہ ہونی چاہیئے کہ اس غربت کو کس طریقے سے دور کیا جائے۔ غربت کو جب آپ define کرتے ہیں تو اس میں کافی issues آجاتے ہیں جن میں unemployment, basic needs for the people اور عوام کی جو مشکلات ہیں وہ شامل ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت ہمارا قرض upward ہے اور ہم show کر رہے ہیں کہ we are in the upwardly trend لیکن اس کو maintain کرنے کے لئے اور sustain کرنے کے لئے We need good governance. For good governance we need political stability and without political stability there can't be any economic stability. It is imperative that we should have political stability in this country. ہم ایک transition stage سے گزر رہے ہیں اور ابھی تک یہ stage complete نہیں ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ کہنا، اپوزیشن کا یہ کہنا اور صدر کی وردی کو issue بنانا اس وقت موزوں نہیں ہے۔ ہمیں اس issue کو چھوڑ کر آگے کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ ایک nation building کا کام کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایک ساتھ چل کر اس ملک کے عوام کی خوشحالی اور اس کی بہتری کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ ہم ان ایوانوں میں elect ہوکر آتے ہیں۔ عوام کی نمائندگی کے لئے آتے ہیں۔ عوام کی نمائندگی ہم خلوص دل سے تبھی کرسکتے ہیں جب ہم عوام کے interest کو supreme رکھیں۔ ہم اپنے ذاتی مفاد کو side پر رکھیں اور غریب عوام کی آواز کو سنیں اور ان کی ضروریات کو محسوس کریں۔ ان کی مشکلات کو محسوس کریں۔ عوام کی جو تکالیف ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

جناب چیئرمین! دوسرا پوائنٹ میں بتاؤں گا کہ poverty alleviation کے کافی طریقے ہیں لیکن جو دو basic باتیں میرے ذہن میں آتی ہیں Those are the

improvements in the agriculture sector and building of infrastructure.

پاکستان کے تقریباً ۵۰ فیصد لوگ agriculture sector میں کام کرتے ہیں لیکن ابھی بھی بڑی حیرت کی بات ہے کہ ہم خود کفیل نہیں ہو سکے۔ یعنی ساڑھے سات سے آٹھ کروڑ عوام ہمارے کاشتکار ہیں۔ اور ابھی بھی ہم باہر سے import کرتے ہیں various products۔ جب تک ہم خود کفیل نہیں ہونگے agriculture sector میں، اور جب تک ہم ایسی innovative technologies نہیں لائیں گے agriculture sector میں اور جب تک ہم کسان کو مراعات نہیں دیں گے تب تک ہم agriculture sector میں خود کفیل نہیں ہو سکتے and we will be dependent on others for help۔ تیسری بات آتی ہے جی infrastructure building کی۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ ہمارے reserves اس وقت دس بلین ڈالرز ہیں اور اس میں I think the better part of the contribution is from the expatriates living outside Pakistan لیکن اس میں میں یہ سمجھوں گا کہ ہمارے missions کا کوئی کمال نہیں ہے یہ 9/11 کی وجہ سے expatriates نے funds, remittances بھیجی ہیں۔ ہمیں ایک interaction create کرنا چاہئیں ان expatriates اور missions کے درمیان، ان میں awareness create کرنا چاہئے، ٹیکس بڑھانا چاہئے تاکہ یہ چار بلین ڈالر جو آپ کے پاس آئیں ہیں یہ چار سے دس بلین ہوسکیں، بارہ بلین ہوسکیں۔ اور ہماری ایک متناسب نمائندگی بھی ہو سکے وہاں پر۔

تیسری بات میں کہوں گا جو میری نظر میں بہت ضروری ہے وہ ہے ایجوکیشن۔ we need to spend more on education ایجوکیشن کے لئے یہاں پر کافی وسائل ہونے چاہئیں تاکہ ایک awareness create ہو عام انسان پڑھ لکھ کر اپنے بارے میں سوچ سکے۔ اور اس کو پتہ چلے کہ اس کے پاس کس چیز کی کمی ہے اور کس چیز کے لئے اس نے آگے بات کرنی ہے اور اپنے نمائندوں سے وہ کیا حقوق طلب کرے۔ about challenges, جب آپ دیکھتے ہیں کہ اس حکومت کو کیا challenges ہیں۔ کہ جی investment کرنی ہے۔ یہاں پر investment Minister صاحب بھی بیٹھے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ he is doing his best to encourage the investment climate in Pakistan لیکن investment climate میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک، چاہے آپ جو بھی کرلیں، اس وقت تک improve نہیں ہو سکتا

جب تک اس ملک میں political stability نہیں آجاتی اور اسی لئے آج میری گزارش ہے اپنے ساتھیوں سے جو اس وقت واک آؤٹ کر کے باہر گئے ہیں کہ وہ national interest کو supreme رکھتے ہوئے عوام کے مفادات کو سپریم رکھتے ہوئے اور اس ملک کی سالمیت کے لئے آئیں بجٹ بحث میں حصہ لیں۔ تقریر میں حصہ لیں۔ بجٹ کے بارے میں اپنے comments دیں چونکہ یہ ایک national issue ہے - I mean you can always hold the LFO issue in abeyance and still participate on the budget matter کیونکہ بجٹ صرف گورنمنٹ کا نہیں ہے۔ problems ہم سب کو پتا ہیں۔ ہمیں solutions چاہئیں اور میرا خیال میں ہماری حکومت اس وقت کام کررہی ہے solutions پر اور اس کی implementation پر بھی کام کررہی ہے۔ infrastructure building کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آپ کے پاس reserves ہونے چاہئیں basic capital ہونا چاہئے۔ ماشاء اللہ ہمارے پاس دس بلین ڈالر موجود ہیں اگر ہم ان کو infrastructure building میں لگائیں تو ہم تیس چالیس بلین ڈالر کا infrastructure create کر سکتے ہیں جس سے کافی jobs create ہونگے جس سے economy کا پہیا چلے گا۔ تو یہ تھیں چند ایک گزارشات جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیں۔ میرے خیال میں ہمیں privatization کرنی چاہئے پہلے اپنی agriculture کو ' اس کے بعد industrialization تبھی یہ ملک self-sufficient ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی وقت ہم ایک طاقت ور ملک کے طور پر سامنے آئیں گے۔ اور اگر LFO کا issue آپ لیتے ہیں تو ایل ایف او کے issue پر بات کرنے کی بجائے ہمیں پارلیمنٹ کی supremacy کی بات کرنی چاہئے۔ اگر اپوزیشن آج یہ بات اٹھائے ہاؤس میں' کہ ہاؤس میں appropriation committees قائم کی جائیں جو کہ government کی various bodies ہیں ان میں جو appointments ہوں آیا وہ bureaucracy میں ہوں یا judiciary میں ہوں یا فارن آفس میں ہوں' ان appointments کے اوپر اپنی recommendations دیں گی۔ اور ان appropriations committees کی کارروائی live دکھائی جائے۔ جس سے آپ یہ سمجھیں کہ ایک transparency بھی create ہو گی ایک پارلیمنٹ کی بالادستی بھی بنے گی اور پارلیمنٹ سپریم بھی ہو گی۔ پارلیمنٹ کہنے سے صرف سپریم نہیں ہوتی۔ پارلیمنٹ کو اگر آپ اختیارات دیں گے۔ پارلیمنٹ ان اختیارات کو

صحیح استعمال کرے گی تبھی پارلیمنٹ سپریم ہو گی۔ thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جناب بابر خان غوری۔

جناب بابر خان غوری: شکریہ جناب چیئرمین! بہرصورت مسائل کو تو حل کرنا ہی پڑتا ہے۔ مسائل ایسے سائل ہیں کہاں بائیکاٹ سے ٹلتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ بجٹ' Finance Bill اس ایوان میں آیا ہے اور یہ وہ ایوان ہے جہاں پاکستان کے چاروں صوبے' چاروں اکائیاں برابری کی بنیاد پر یہاں موجود ہیں۔ قومی اسمبلی میں نمبروں کی بنیاد پر کوئی صوبہ ایسی تجاویز منظور کر لیتا ہے جس سے چھوٹے صوبوں کے اندر احساس محروم پیدا ہوتی ہو تو اس کے تدارک کے لئے یہ حل نکالا گیا کہ Finance Bill کو سینیٹ میں لایا جائے جہاں چاروں صوبوں کی اکائیاں موجود ہیں اور اگر وہ سمجھیں کہ اس میں کوئی ایسی چیز جو چھوٹے صوبوں کے لئے نقصان دہ ہے یا فائدہ مند ہے تو اس پر بحث کرکے ان تجاویز کو نیشنل اسمبلی میں بھیجا جائے۔ مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ وہ لوگ جو صوبائی خودمختاری کی بات کرتے ہیں' جو جمہوری روایات کی بات کرتے ہیں' جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں' ان ہی لوگوں نے اس عمل کو اچھا نہیں سمجھا یا اس کو تسلیم کرنے سے گریز کیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ صاحب! ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس کی کوئی قانونی حیثیت ہی نہیں ہے۔ یہ وہ صاحب کہہ رہے تھے کہ جو خود ایک مارشل لاء کی حکومت میں وزیر تھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس قانونی حیثیت سے وہاں وزیر تھے۔ یہ جواب ان کا ضمیر ان کو دے گا۔

جناب والا! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بجٹ ہے۔ یہ بجٹ ظفر اللہ جمالی صاحب کا نہیں ہے' یہ شوکت عزیز صاحب کا نہیں ہے' یہ پرویز مشرف صاحب کا نہیں ہے۔ یہ بابر غوری کا نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کا ہے بلکہ یہ چودہ کروڑ عوام کا ہے اور ان چودہ کروڑ عوام نے ان عوامی نمائندوں کو ان ایوانوں میں بھیجا ہے تاکہ وہ ان کے مسائل کے لئے یہاں بات کریں۔ ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اگر کوئی غلط عمل ہو رہا ہے تو اس کو روکنے

کی کوشش کریں۔ اسی بات کی انہیں تنخواہیں ملتی ہیں، allowances ملتے ہیں۔ جیسے کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے ابھی تک تنخواہ کی مد میں ان اراکین کو ادا کئے جا چکے ہیں اور ساڑھے آٹھ روپے کا کام نہیں ہوا۔ بجٹ میں جب کام کرنے کا وقت آیا، جب عوامی issue کو اٹھانے کا وقت آیا، آپ کے اختلافات اپنی جگہ پر ہیں۔ آپ L.F.O. پر اختلاف رکھتے ہیں یا کسی اور مسئلہ پر اختلاف رکھتے ہیں لیکن کم از کم بجٹ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں یکم جولائی سے لے کر پورے سال کے لئے عوام کے کاروبار زندگی کے متعلق پروگرام ہوتے ہیں۔ خواہ ایک فوجی ہو، یا ایک بس والا ہو یا middle class clerk ہو یا ایک businessman ہو، کوئی بھی ہو، ان سب کے کاروبار زندگی کا دارومدار اس بجٹ کے اوپر ہوتا ہے۔ اس بجٹ پر بجائے اس کے کہ اپنی تجاویز دیں۔ ---اگر ہم نے مل کر عوامی فلاح و بہبود کے کچھ کام کرنے ہیں تو ان تجاویز کو discuss کریں اور انہیں پاس کریں اور انہیں آگے بھیجیں تا کہ عوام بھی مطمئن ہوں۔

میرے پاس ایک letter آیا ہے، کسی صاحب نے Parliament lodges میں بھیجا ہے۔ اس نے اس میں اپنی آراء دی ہیں۔ اس نے کہا کہ پاکستان میں مجھے L.F.O. کے مسئلہ میں interest نہیں ہے۔ مجھے اس سے کیا interest ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انہیں honest government اور good governance چاہیے۔ Implimentation of law that is denied to the population چاہیے۔ اس کے اوپر کام ہونا چاہیے۔ عوام کو نوکریاں نہیں مل رہی ہیں، ان پر کام ہونا چاہیے۔ Industrial developmen t اور compulsory education ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو لوگ چاہ رہے ہیں کہ حل ہوں۔ انہوں نے یہ خط صرف مجھے ہی نہیں لکھا ہے بلکہ تمام parliamentarians کو بھیجا ہوگا۔ ان سب کو بھی یہ خط گیا ہوگا۔ لیکن ہم کس چیز میں لگے ہوئے ہیں کہ بورڈ توڑ دو۔ ارے بابا! ہمارا ایمان اتنا کمزور کیوں ہے کہ بورڈ دیکھ کر، ایک خاتون کا چہرہ دیکھ کر لرز جائیں۔ اگر ایسا ہے، پھر تو ہم اس قابل ہی نہیں ہیں اور ہم علماء کہلائیں۔ پھر تو ہم ایک مسلمان ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ اگر ہمارا ایمان اتنا کمزور ہے۔

جناب والا! ہم بیرونی دنیا کو کیا message دے رہے ہیں۔ بیرونی دنیا کو ہم کیا پیغام دے رہے ہیں۔ کیا ہم میں tollerance نہیں ہے۔ آپ کسی بھی اسلامی ملک میں جائیں۔

یہ سب لوگ جاتے ہیں خود بھی جاتے ہیں آپ اردن چلے جائیں، نائیجریا چلے جائیں۔ آپ انڈونیشیا چلے جائیں، آپ دوبئی چلے جائیں۔ کیا وہاں پرمسلمان نہیں رہتے ؟ وہاں پر بورڈ کیوں نہیں ٹوٹ رہے، وہاں پر یہ مسائل کیوں نہیں کھڑے ہو رہے۔ وہ لوگ کیوں ترقی کر رہے ہیں۔ ہم انہی مسائل میں رہ کر آخر میں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہمارا کلچر جہالت کی طرف جا رہا ہے۔ یہی نہیں، اس سے ہمارا مذہب بھی بدنام ہو رہا ہے۔ آج پوری دنیا میں جب ہم جاتے ہیں اور کسی امیگریشن کی لائن میں لگتے ہیں اور جہاں وہ پڑھتے ہیں۔ محمد بابر خان غوری، انہوں نے پڑھا محمد side میں آ جاؤ۔ ہم side میں ہاتھ باندھے کھڑے ہو گئے۔ کس وجہ سے، پہلے ہمارے پاسپورٹ ان مسائل کا شکار تھے۔ اب صرف ہم اپنے نام سے مسائل کا شکار ہیں۔ پاکستان کے اندر جو کچھ ہوا، ایک پاکستانی کی حیثیت سے پوری دنیا میں بدنام کیا گیا۔ اب اگر ایک پاکستانی امریکی citizen بھی ہے یا برٹش شہری بھی ہے لیکن وہ مسلمان ہے تو اس کو بہت سی جگہ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے اپنے آپ کو یہ ثابت کیا یا ہم نے یہ prove کرنے کی کوشش کی کہ ہم شاید تم لوگوں سے الگ ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن شریف میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ رب المسلمین ، وہاں لکھا ہے رب العالمین، کہیں دکھا دیں مجھے، بتائیے مجھے؛ یعنی وہ تو ساری دنیا کا رب ہے تو اس نے ساری دنیا کی سننی بھی ہے اور انکے مسائل بھی اسی نے حل کرنے ہیں۔ اگر آج ان کے پاس ترقی ہے تو ان سے پوچھیں کہ کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ وہ انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ انسانیت کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہم مسجد سے نکلتے ہیں اور سامنے جا کر امام بارگاہ پر فائرنگ کر دیتے ہیں کہتے ہیں کہ انہیں ہمارے مذہب سے اختلاف تھا۔ مار دو جنت میں جائیں گے۔ یا امام بارگاہ سے نکلے مسجد پر حملہ کر دیا ۔ یہ کونسی ہمیں تربیت دی جا رہی ہے۔ کس اسلام میں یہ کہا گیا ہے ۔

اب میں تھوڑا سا بجٹ پر آؤں۔ تھوڑی سی بات out ہو گئی تھی۔ ہماری ایک سابقہ وزیراعظم صاحبہ کا بیان آیا کہ ملک کی معیشت بہت خراب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں سیاسی عدم استحکام ہے اور سیاسی عدم استحکام اس لیے ہے کہ ۱۹۹۶ء سے ہمیں ہماری حکومت سے ہٹا دیا گیا تھا اور یہ عدم استحکام جب تک رہے گا۔ جب تک ہم اقتدار میں نہیں آتے۔ یعنی بلی تھیلے سے باہر آ گئی مسئلہ LFO کا نہیں ہے۔ مسئلہ اس بجٹ کا نہیں ہے۔ مسئلہ عوامی مسائل کا نہیں

ہے ۔مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اقتدار میں آنا ہے۔ یہ کل کے اخباروں کے اندر on record statement ہے۔ سو آپ عدم استحکام رکھیں گے۔میں تو اسفند یار ولی صاحب کو خراج تحسین پیش کر رہا ہوں کہ یہ بجٹ کے معاملات میں discussion کو بیٹھ کر سن رہے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اختلافات اپنی جگہ ،بلور صاحب بھی ہیں ۔ بلور صاحب میں معذرت چاہتا ہوں۔ اختلافات اپنی جگہ لیکن مسائل کو کم از کم سنیں اپنا point of view دیں۔ ہم سے اختلاف کریں۔ضروری نہیں جو میں کہوں وہ اس کو مانیں یا وہ جو کہیں میں اس کو مانوں لیکن ہم مل کر ایک راہ نکال سکتے ہیں۔ کچھ چیزوں پر ضرور ہمیں بھی اختلاف ہو گا انہیں بھی اختلاف ہو گا لیکن عوامی مسائل کے حل کے لیے آپ کا یہ کہنا کہ یہ عدم استحکام تب تک رہے گا جب تک ہماری حکومت نہیں آتی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کل آپ اعلان کر دیں کہ LFO ختم ، وردی ختم لیکن اس کے باوجود کوئی نیامسئلہ کھڑا ہو جائے گا ۔جی ہمیں سومرو صاحب پسند نہیں ہیں ۔ چیئرمین تبدیل کرو ۔ یا ہمیں لیڈر آف دی ہاؤس پسند نہیں ہے ۔ وسیم سجاد صاحب کو ہٹاؤ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسائل تو آتے رہیں گے۔تو یہ بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ پھر اس کے بعد کہ یہ عوامی بجٹ نہیں ہے۔ اس میں ہاؤسنگ سے غریب آدمی کو کوئی فائدہ نہیں۔ ارے بابا جب مکان بنتا ہے تو پلستر کون کرتا ہے۔ آصف زرداری صاحب آ کر کرتے ہیں۔ وہ ایک غریب آدمی کرتا ہے۔ چونا کون کرتا ہے ۔ ایک غریب آدمی آ کر کرتا ہے ۔پلمبر کون ہوتا ہے۔غریب آدمی ہوتا ہے۔ بڑھئی کون ہوتا ہے ایک غریب آدمی ہوتا ہے۔ بھٹے پر انیٹیں کون بناتا ہے۔تو یہ تو غریب کا بجٹ ہے ۔ عوامی بجٹ ہے اس کو کہنے میں کیا ہے ۔بس میں ناں مانوں' اچھا پھرغریب کون ہے ۔پاکستان میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ غریب کو ہاؤسنگ کے لیے سہولت دی گئی ہے۔ ہم لوگ باہر جاتے تھے اوراکثریت ممبران کی ، ہر گھر سے کوئی نہ کوئی باہر ہے اور پتہ ہے کہ دنیا میں کہیں بھی جاؤ اگر گھر خریدنا ہو' پانچ فیصد' دس فیصد down دو اور اپنا مکان خرید لو اور آ کر ہم لوگ یہ مثالیں دیتے تھے۔آج جب ہمارے ملک میں یہ عمل ہونے جا رہا ہے کہ ایک غریب آدمی ایک مڈل کلاس ایک کلرک یہ سوچتا ہے کہ میں ہزار روپیہ یا بارہ سو روپیہ کرایہ دینے کی بجائے ایک لاکھ کا مکان خرید لوں تو دس ہزار روپے جمع کر کے ۹۰ ہزار loan مل جائے۔ جس کی

قسط ۹۰۰ روپیہ مہینہ میں دوں جو کرایے سے بھی کم ہوگی تو یہ کونسی بری بات ہے۔ اس کو تو appreciate کرنا چاہیے تھا۔ یعنی غریب مکان بنائے تو منع، آپ بلاول ہاؤس بناؤ، دوبئی میں رہو اور سرے محل بناؤ۔ وہ آپ کو آزادی ہے۔ کس بات کی آزادی ہے آپ کو۔ اچھا جب خود بجٹ پیش کرتے تھے تو باقاعدہ آخر میں یہ کہا جاتا تھا کہ پٹرول بڑھ گیا، آٹا بڑھ گیا، گھی بڑھ گیا اور پھر کہتے تھے کہ یہ جو چیزیں ہم نے کی ہیں۔ اس سے عام آدمی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ غریب آدمی متاثر نہیں ہوگا۔ تو بھئی غریب کون ہے۔ غریب کون ہے ۲۲ گریڈ کا افسر ہے۔ جو سرکاری گاڑی میں جا رہا ہے۔ اس پر اثر نہیں پڑے گا۔ بات یہ ہو رہی ہے کہ اگر کوئی آپ نے اچھی چیز کی ہے تو ہم اس کو قبول کریں گے۔ آپ نے یہاں پر اچھے کام کئے ہیں۔ پھر ایک سابق وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ بجٹ جو ہے وہ ہیرا پھیری ہے، اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے۔ ان سے یہ پوچھا جائے کہ آپ نے جو آئی ایم ایف سے چوری کی تھی، کتنی شرمندگی پاکستان کو اٹھانی پڑی تھی؛ غلط نمبرز، اعداد و شمار provide کئے تھے۔ جب ان کی ٹیم یہاں آئی تو انہوں نے چیک کیا اور پاکستان کو اس کی fifteen million dollars pre- payment کرنی پڑی۔ یہ نظر نہیں آ رہا کہ ہم نے کیا کیا؟ جو آپ نے کیا دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھا جا رہا ہے۔ آپ نے تو پاکستان کو بین الاقوامی اداروں کے سامنے رسوا کیا۔ آپ نے باقاعدہ غلط نمبرز پیش کئے۔ یہ کوئی کوتاہی نہیں تھی بلکہ دانستہ کیا گیا تھا۔ آپ نے ان کی شرائط کے لئے نمبرز تبدیل کئے۔ تو اگر ایک اچھا بجٹ آیا ہے، اگر وہ عوامی بجٹ ہے، اگر کسی نے اچھی کوشش کی ہے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔ ٹھیک ہے، انسان ہے غلطی ہوسکتی ہے۔ تجاویز ہم بھی دیں گے آپ نے ہم سے کہا ہے، ظاہر ہے ہم سینیٹ میں بیٹھے ہیں، سینیٹر ربڑ سٹیمپ تو نہیں ہیں اور یہ حکومت بھی ہمیں prove کر رہی ہے اور ہمیں پوری آزادی ہے اور ہم اپنی سفارشات دیں گے۔ اس کے اوپر یہاں ووٹنگ ہوگی۔ آپ ہوتے تو ہم مل کر سفارشات دیتے۔ عوامی فلاح، بہبود اور بہتری کے لئے ہم سب لوگ مل کر تجاویز دیتے۔ میں تو آپ کو بھی دعوت دوں گا۔ ہمارے ممبران موجود ہیں، اگر وہ میری تجاویز کو بہتر سمجھتے ہیں تو وہ بھی میرے ساتھ محرک ہو جائیں۔ مجھے خوشی ہوگی کہ ہم مل کر کریں تاکہ عوام میں یہ پیغام جائے کہ ان کے taxes پر ہم یہاں بیٹھے ہوئے جو privileges لے رہے ہیں، کم از کم کچھ تو ان کا کام کریں۔

ایسا نہ ہو کہ ہم صرف یہاں آئیں۔ بھئی اگر دو منٹ کے لئے آنا تھا تو پہلے ہی نہ آتے۔ آتے ہیں اس لئے کہ حاضری لگے تا کہ الاؤنس ملے۔ جناب میں تو کہتا ہوں کہ اس کے اوپر بھی کچھ رولنگ ہونی چاہیے -----

آوازیں: ہاں بالکل ہونی چاہییں -

جناب بابر خان غوری: اصولاً جناب بات یہ ہے کہ ہماری محترمہ سابقہ وزیر اعظم صاحبہ نے بیان دیا کہ ہاؤسنگ سے غریب آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا اور میں نے آپ کو بتایا کہ یہ ہاؤسنگ کا بڑا انقلابی کام ہے جو ہونے جا رہا ہے۔

دوسری بات: یہ کہا گیا کہ اس سے عوام کا خون چوسا جا رہا ہے۔ مہنگائی بڑھ جائے گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو عوام کی بنیادی ضرورتیں ہوتی ہیں، بجلی ہے، ہاؤسنگ پر ہی اگر آ جائیں کہ یہ غریب عوام کا نہیں ہے، آپ نے تو نعرہ ہی یہ دیا تھا روٹی، کپڑا اور مکان۔ مکان کا ہاؤسنگ آ گیا۔ سو آپ نے مکان دیا نہیں۔ کپڑے لوگوں کے اتر گئے۔ آخر میں لوگ اس پر آ گئے کہ خدا کے لئے روٹی تو رہنے دو۔

اب دوبارہ یہ عمل شروع ہو رہا ہے۔ عوام میں شعور جاگ رہا ہے کہ روٹی کے علاوہ ان کو اب واقعی مکان مل رہا ہے۔ یہ سیاسی نعرہ نہیں تھا۔ نہ یہ شوکت عزیز صاحب کا نعرہ تھا، نہ پرویز مشرف صاحب کا نعرہ تھا کہ جی ہم آئیں گے تو روٹی، کپڑا اور مکان دیں گے۔ لیکن اگر بغیر نعرے کے ایک چیز دی جا رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تعریف کی جانی چاہیے۔ یہ بڑا انقلابی قدم ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ پھر بجلی ہے، آئی پی پی کا تحفہ کس نے دیا؟ جس کا خمیازہ ہم لوگ آج تک بھگت رہے ہیں۔ یہ front load کس نے نکالا تھا؟ وہ کیا تھا؟ وہ عوام کو کچلنے کا ایک عمل تھا۔ جس کی وجہ سے ہم آج بجلی مہنگی خرید کر suffer کر رہے ہیں۔ اس کا کون ذمہ دار ہے؟

موجودہ حکومت بند بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور اس سے بجلی پیدا ہوگی تو فائدہ کس کو ہوگا؟ تو اچھی چیزوں کی تعریف کریں۔ جو غلط چیز ہوگی اس میں ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اپوزیشن میں ہوں یا حکومت میں ہوں۔ بطور ممبر ہمارا فرض ہے کہ جو عوام کی بہتری کے

لئے کام ہو اس کو قبول کریں۔ اگر وہ ان کے لئے نقصان دہ ہے تو اس کو oppose کریں۔

اگلی بات یہ ہے کہ ایک اور سابق وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے بیان دے دیا کہ موجودہ حکومت کے آنے سے ڈالر باون روپے سے اٹھاون روپے ہوگیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں، تنقید برائے تنقید کئے جا رہے ہیں، آپ یہ بتائیے کہ آپ نے اپنی حکومت کے دوران جب آپ برسر اقتدار تھے یا اس حکومت کا حصہ تھے، آپ نے لوگوں کے فارن کرنسی اکاؤنٹس، جو امانت تھی، پاکستان حکومت کے پاس لوگوں کی امانت تھی، آپ نے امانت میں خیانت کی اور اس کو ضبط کیا اور بیالیس روپے کا ڈالر ساٹھ روپے کا ہو گیا تھا اور یہ تو ہمارے مذہب میں ہے کہ جو امین نہیں، جو خیانت کرے وہ میرے خیال سے اچھا مسلمان بھی نہیں ہے۔ جناب میری سمجھ میں نہیں آتا ہمارے ایم ایم والے ساتھی کس طرح ان کے ساتھ چل رہے ہیں، یہ جو خیانت کی گئی تھی اس پر میں چاہوں گا کہ وہ فتوٰی بھی جاری کریں کہ اس کی کیا سزا ہے۔ عوام نے ایک امانت foreign currency accounts کی رکھوائی جس کو Government of Pakistan کی protection تھی لیکن آپ نے سب کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اس پورے کو ضبط کیا اور لوٹ لیا۔ کیا فائدہ ہوا؟ عوام کا اعتماد کہاں گیا؟ investors کا اعتماد کہاں چلا گیا؟ پاکستان کہاں سے ترقی کرتا؟ آج معیشت اگر ترقی کر رہی ہے تو وہ good governance سے ہے، پالیسی کے تسلسل کی وجہ سے ہے، اس کو appreciate کرنا چاہیئے۔ آپ آئیں، آپ بھی تسلسل جاری رکھیں تاکہ پاکستان کے جو عوام ہیں ان کو یہ تو پتا ہو کہ کل جب ہم اٹھیں گے اور آج جو میں investment کر رہا ہوں، جو فیکٹری لگا رہا ہوں مجھے پتا ہے اس پر میں ایک لاکھ روپے ماہانہ کماؤں گا، لیکن صبح اٹھتا ہوں، اس زمانے میں جو ایک SRO culture چلا ہوا تھا، وہ investor صبح آتا ہے اسے پتا چلتا ہے کہ اس کی فیکٹری بیٹھ گئی اور دوسری ایک فیکٹری تھی جس کو ایک لاکھ کی بجائے ایک کروڑ روپے کا منافع ہوگیا، وہ culture تو ختم ہوگیا۔ کم از کم آج investor کو پتا تو ہے کہ اگر ایک تسلسل چلے گا تو میری جو ماہانہ آمدنی ہے وہی مجھے ملے گی۔ یہ تو ایک اچھی چیز ہے، یہ good governance کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے ہماری معیشت بہتر ہوئی ہے اور ساڑھے دس ارب ڈالر ہمارے reserves کے اندر پڑے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی اچھی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ آپ نے جو بیکار خرچے تھے، جو لوٹ مار تھی، جو un-necessary

expenditure تھا اس کو ختم کیا، اس کو بھی appreciate کیا جائے۔ لیکن اگر ہم یہ target کرلیں کہ نہیں، میں نہ مانوں، ہر بات پر ہمیں اعتراض کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں ہے۔ آج کے موجودہ حالات میں اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ پاکستان economic طور پر بھی مضبوط ہو، پاکستان financially بھی strong ہو اور پاکستان کی تمام قوتیں یکجا ہو کر ایک قوم بنیں تاکہ ہم بین الاقوامی طور پر جو صورتحال آج امت مسلمہ کو درپیش ہے اس کا مقابلہ کرسکیں۔ لیکن ہم اپنے ہی گھر کے اندر، ابھی ہم نے پچھلے دنوں اخبارات میں ایک خبر پڑھی کہ European Union سے احتجاج کیا گیا۔ اس سے پہلے Common Wealth میں احتجاج کیا گیا، اس سے پہلے جب کراچی میں ایک دور میں نوجوانوں کو ماورائے عدالت قتل کیا جاتا تھا اور ہم کہیں رابطہ کرتے تو ہم سے کہا جاتا تھا کہ گھر کی بات ہے، آپ باہر کیوں جا رہے ہیں؟ یہ تو غلط بات ہے آپ ہر مسئلے کو باہر کیوں اٹھا رہے ہیں، ہم نے کہا ٹھیک ہے، ہم آپ کے سامنے اٹھاتے ہیں لیکن جب ہم آپ کے سامنے مسائل اٹھانے آئے، آپ نے خود وہی عمل باہر جا کر شروع کر دیا جب کہ آپ نے تو زیادتی کی تھی، آپ نوجوانوں کا خون کر رہے تھے اور اب آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو رہی، ملک کی بہتری ہے، اس کے باوجود ملک کو بدنام کرنے کے لئے آپ سازش کر رہے ہیں Common Wealth کے اندر پاکستان کو membership سے روکا گیا، بہانہ کیا گیا کہ Opposition سے یہ objections آئے تھے۔ بہرحال یہ لمبی باتیں ہیں۔ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ایک اچھا بجٹ ہے اور جنہوں نے محنت کی ہم ان کو بہت appreciate کرتے ہیں لیکن جو خامیاں ہیں، میں نہیں کہتا کہ یہ مکمل ہے، جو خامیاں ہیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تعلیم کا مسئلہ ہے، روزگار کا مسئلہ ہے، اس میں ہم اچھی تجاویز دیں گے اور جیسا کہ آپ نے کہا کہ کل کا دن تجاویز کے لئے ہے، کل ہم اپنی recommendations دیں گے، جو دوست اپنی سفارشات دینا چاہیں، وہ سب دیں گے۔

جناب والا! آج ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہماری خرابیاں کہاں کہاں ہیں اور اگر کوئی good governance کر رہا ہے اور good governance ہو رہی ہے تو اسے سراہا جائے اور اس سے پہلے کیا تھا؟ اگر آج یہ کوشش ہو رہی ہے کہ جو جس field کا آدمی ہے وہ یہ کام کرے اور ہماری بھی کوشش ہے کہ جہاں نہیں ہیں، کئے جائیں۔ لیکن اگر آج بھی ہم اس advanced

دور میں پہلوان سے ہڈی جڑوانے جائیں اور اسی دور میں چل رہے ہوں تو آج لوگوں میں اس کی عزت نہیں ہے۔ پتا چلا درد آدمی کو کسی اور وجہ سے ہو رہا تھا اس نے پورا بازو ہی موڑ دیا۔ وہ چیخ رہا ہے اور پہلوان کہہ رہا ہے کہ دیکھا، اس کو کتنا اثر ہو رہا ہے۔ پس مسئلہ یہ ہے کہ آج advanced دور ہے، technology کا دور ہے، ہمیں اس طرف توجہ دینی ہے اور یہ توجہ جب ہی ہوگی جب ہم مل کر کام کریں گے۔ میں اس پر سب سے زیادہ appreciate کروں گا حکومت کو، وزیر خزانہ صاحب کو، جمالی صاحب کو بھی اور مشرف صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے اس بار تعلیم پر 80 per cent بجٹ بڑھا دیا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور یہ سب کی demand تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کو اس کو appreciate کرنا چاہیئے تھا۔

اس کے علاوہ صوبوں میں communications کے حوالے سے developments بہت تیزی سے ہو رہی ہیں اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ investment بلوچستان میں ہو رہی ہے۔ گوادر پورٹ بن رہی ہے، یہ بہت بڑا کام ہے۔ اس سے کم از کم وہاں کے جو مقامی لوگ ہیں ان کو نوکریاں ملیں گی۔ اس سے وہاں پر ترقی ہوگی، وہاں infrastructure بن رہا ہے، سڑکیں بن رہی ہیں۔ چاروں صوبوں میں کام ہو رہا ہے۔ ابھی کل ہی کوہاٹ tunnel کا افتتاح ہوا ہے۔ یہ بڑی اہم tunnel تھی۔ اس سے حادثات کم ہوں گے۔ وہاں کے ناظمین نے بتایا اور خود وزیر اعلیٰ سرحد نے صدر صاحب کے سامنے تسلیم کیا کہ ہزاروں لوگ اس وجہ سے دنیا سے چلے گئے۔ آج وہ tunnel بنی ہے، جس کی وجہ سے اوپر کا جو چڑھائی کا راستہ تھا وہ ختم ہو گیا اور نیچے 30 میل کا فاصلہ کم ہوگیا ہے۔ اگر آپ کوہاٹ سے پشاور جائیں تو پہلے سے اب 30 minutes کم لگتے ہیں۔ یہ اچھے projects ہیں، ان کو appreciate کرنا چاہیئے۔ پنڈی بھٹیاں، فیصل آباد M-3 بن رہی ہے۔ اسلام آباد پشاور M-1 پر کام speed سے ہو رہا ہے۔ فیصل آباد ملتان M-4 کا کام رہتا ہے۔ اسی طرح کراچی میں جو projects کافی عرصے سے رکے ہوئے تھے جیسے Northern Bypass پر کام تیزی سے ہو رہا ہے۔ لیاری Express way پر کام شروع ہو گیا ہے اور کیماڑی کی بندرگاہ پر PL-2 جو KPT نے ابھی شروع کیا ہے، اس کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے تاکہ بین الاقوامی معیار کے terminals بنائیں کیونکہ اب بہت تبدیلی آچکی ہے۔

دور ہے۔ اب بوریوں کی بجائے containers آتے ہیں۔ دوسرے بہت سے Advanced cargo یہاں نہیں آتے کیونکہ انہیں یہاں deload کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

جناب والا! یہ جو سارے mega projects ہو رہے ہیں ان کو appreciate کرنا چاہیئے۔ جب سے یہ عوامی حکومت آئی ہے اتنے development کے کام ہو رہے ہیں، تو اس جمہوری دور کو ملک میں چلنے دیں۔ LFO کے حوالے سے بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ اب اس پر بات کرنا بے کار ہے۔

جناب والا! یہ ضمیر کی بات ہے کہ جس LFO کے تحت الیکشن لڑا، اسی کے تحت یہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اس LFO کے تحت انہوں نے ووٹ لئے۔ 21 سال کی بجائے 18 سال کے لوگوں کے ووٹ لئے۔ ان سب چیزوں سے اس کی نفی ہو جاتی ہے۔ اگر آپ میں واقعی courage ہے تو پبلک کے پاس جائیں، پبلک کو بتائیں۔ اگر اس مسئلے پر پبلک آپ کے ساتھ ہے تو ٹھیک ہے welcome لیکن اس طرح خاص طور پر بجٹ کے اجلاس کو سبوتاژ کرنا جیسے عوام بھی دیکھ رہے ہیں، مناسب نہیں ہے۔ بہت غلط وقت پر ایسی باتیں کی گئیں ہیں۔ بہرحال I don't know ان کا کیا agenda تھا۔ اب انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ جب ہم واپس اقتدار میں آئیں گے تو پھر سیاسی عدم استحکام ختم ہو گا۔ اب دوسری پارٹیوں یعنی MMA اور مسلم لیگ (ن) یا دوسرے لوگوں کو ان کی statement پر سوچنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ مسئلہ LFO کا ہے، نہ وردی کا بلکہ یہ مسئلہ پاور کا ہے کہ اب ہم اقتدار میں آئیں گے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

جناب والا! یہ ساری باتیں کرنی تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے پر ہمارے اور دوست بھی بولیں گے۔ میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا۔

کہاں تک عوامی بجٹ سے دوستوں کی بے دلی کا کریں ہم ماتم

عوام الناس کو دیں چلو کچھ اچھی تجویزیں

انشاء اللہ تعالیٰ کل آپ کو تجویزیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی میمن صاحب۔

Mr. Nisar Ahmed Memon: Sir, I would like to know when the recommedations are to be sent?

Mr. Chairman: Today is the end of discussions and filing of recommendations.

Mr. Nisar Ahmed Memon: Whom are they to be sent?

Mr. Chairman: You will send them to the Secretary Senate and then they will be discussed and if approved by the House, they will be forwarded. Yes, Mr. Asfandyar Wali.

جناب اسفند یار ولی: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم دو ہی ہیں جنہوں نے بولنا تھا۔ اگر ہم کچھ زیادہ بول گئے یا کچھ تلخ بول گئے تو اس کی معذرت۔

جناب چیئرمین ! first of all let me clarify, I stand here speaking today under protest. حالانکہ یہ ہماری دلی خواہش تھی کہ بجٹ سینیٹ میں آئے لیکن بجٹ اس طریقے سے سینیٹ میں آیا کہ دروازہ تھا لیکن وہ دیوار توڑ کے اندر آیا۔ اس پرہمیں افسوس ہے۔ جہاں دروازے ہوتے ہیں وہاں دیوار توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ دروازہ کھول کر لوگ اندر کمرے میں چلے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! یہاں میرے بھائی نے بجا طور پر کہا کہ it represents the federation of Pakistan اور جس وقت آئین بن رہا تھا تو Bicameral House اس لئے بنا کہ وہ numbers game ایسی تھی کہ چھوٹے صوبوں کے حقوق کا تحفظ ناممکن تھا اور equal representation یہاں سینیٹ میں نہیں ہوتی۔ آج جناب چیئرمین! میں تو یہاں ایک صوبے کی نمائندگی کر رہا ہوں، ہمارے حلقے تو ہوتے ہیں نہیں، جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں، ہر ایک اپنے federating unit کی نمائندگی کر رہا ہے اور اس federating unit میں رہنے والے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کے حقوق کی جنگ، ان کے حقوق کی لڑائی یہاں ان کے نمائندے کریں۔

ہماری پشتو زبان میں ایک ضرب المثل ہے جناب چیئرمین! ایک بیوی اپنے شوہر سے

کہتی ہے کہ مجھے نتھ خرید کر دے دو، شوہر اسے جواب دیتا ہے کہ میں تو تمہاری ناک کاٹنے کی فکر کر رہا ہوں اور تم نتھ کی بات کر رہی ہو۔ جو تھوڑی بہت provincial autonomy تھی، جو ہم چلا چلا کر یہ کہتے تھے کہ یہ provincial autonomy ناکافی ہے، وہ provincial autonomy, Local Government کے ذریعے ختم ہوگئی ہے۔ جو اختیارات صوبے کے تھے، وہ تو صوبے سے devolve ہوگئے۔ And if I am correct ایک televise address میں صدر صاحب نے کہا تھا یہ ایک phase تھا جس میں ہم صوبے سے ضلع کی level پر گئے اور اب مرکز سے صوبے کی level پر آئیں گے۔ وہ جو تھوڑے بہت اختیارات صوبے کے پاس تھے وہ چلے گئے districts کے پاس، مرکز سے ایک قطرہ اختیار صوبے میں نہیں گیا۔ میں تو ہر جگہ یہ کہتا ہوں جناب کہ اگر آج آپ confine کرجاتے ہیں، اس process کو آپ ختم کرلیتے ہیں کہ devolution process is finished تو اس کے بعد صوبائی وزیر اعلیٰ کی مثال صوبے کے پوسٹ ماسٹر جنرل کی سی ہے اور اس سے زیادہ آگے کچھ نہیں ہے۔ اس کی صرف ایک ہی duty ہے کہ یہاں کہ پیغامات اٹھا کر وہ ضلعوں میں بھیجے اور ضلعے جو جواب دیں وہ واپس اٹھا کر مرکز میں بھیجے۔

ایک process آپ نے شروع کیا۔ ہم نے تو اس وقت بھی یہی لڑائی کی کہ جب سیڑھیوں سے اترنا ہے تو پہلی سیڑھی سے پہلے اترو۔ You come from the second floor on to the first floor and then from the first floor you come on to the ground floor. لیکن یہاں ایسے ماہرین بیٹھے تھے جو کہتے تھے کہ You jump down to the ground floor and then we climb back to the first floor. They jumped from the second floor. نیچے پہنچ کر ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور they can't climb back on to the first floor.

صوبوں کی جو حالت ہے جناب چیئرمین! آج کوئٹہ میں، پرسوں کے اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ ایک sect کے 13 بندے قتل کئے گئے ہیں۔ This is not a minor incident. کاش یہاں وزیر داخلہ ہوتے، میں تو ویسے زیادہ interested تھا اپنے وزیر پانی اور بجلی میں، کیونکہ میرا تو زیادہ مسئلہ اس طرف ہے۔ آج جناب کہتے ہیں کہ transitional

period ہے۔ ایک تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہمارا transitional period ختم کب ہوگا۔ ہم تو جب
بھی اسمبلی میں آئے ہیں، جب بھی یہاں بیٹھے ہیں، یہی ایک رٹ لگی ہوئی ہے کہ transitional,
transitional, transitional, let us once and for all decide, do away with this
transitional period. آج کہتے ہیں کہ یہاں نمائندگی ہوتی ہے صوبوں کی۔ بڑے ادب سے
عرض کرتا ہوں اپنے بھائی سے یہ پہلا بجٹ بنا ہے جناب چیئرمین! جس پر اس سے پہلے NFC
Award نہیں ہوا۔ کسی صوبے سے کسی نے پوچھا کہ تمہیں کس کس چیز کی ضرورت تھی اور
کس چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ Until and unless you have that NFC award where
all the Chief Ministers and Governors of all the four provinces are
involved, you cannot, under any circumstances, say کہ صوبوں کی مرضی اس میں
شامل ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسلام آباد کے قمقموں میں بیٹھ کر ہم حکم دیں اور بیچارے
صوبے والے خاموش بیٹھے رہیں۔ That is different. لیکن کیا صوبوں کو حقیقتاً اس بجٹ پر
sense of participation دیا گیا؟ No. اور major problem اس ملک کا ہے، لوگ جو کچھ بھی
کہیں جناب چیئرمین! I want to be on record for one thing. The major problem
that we face in this country is your provinces do not have a sense of
participation in running the affairs of this country. Mr. Chairman Sir, that
is a very very dangerous trend. It is going to have very very bad
repurcussions. آج وہ sense of participation پیدا کرنی ہے، چھوٹے صوبوں کی
محرومیوں کو آج سے دور کرنا ہے۔ Without any fear of contradiction Mr.
Chairman, میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ today you are at a cross-roads, you got to
choose between a strong Pakistan and a strong center, both of them can
not co-exist. If you want to go for a strong Pakistan Mr. Chairman, you
have to empower the provinces of this country. What is the need of
concurrent list? مجھے یہ تو کوئی بتا دے، یہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں تو صوبائی اسمبلی
میں بھی رہ چکا ہوں، یہاں قومی اسمبلی میں بھی رہ چکا ہوں۔ بہت سے ہمارے معزز اراکین ہیں جو

یہ جانتے ہیں کہ اگر صوبائی اسمبلی میں زراعت کے بارے میں سوال کرو تو وہ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے بات کرو۔ یہاں وفاقی حکومت میں اس پر بات کریں تو وہ کہتے ہیں کہ اس پر جا کر صوبے میں بات کرو۔

جناب چیئرمین! یہ میں نہیں کہہ رہا۔ 1973ء کا آئین جب بن رہا تھا there were two authors at that time to that constitution, one of them is dead اللہ بخشے میاں محمود علی قصوری صاحب، he started of the process, it was completed by Abdul Hafiz Pirzada sahib. ابھی کوئی دو سال پہلے یہاں اسلام آباد میں حفیظ پیرزادہ صاحب موجود تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ 1973 Constitution was a unanimous constitution. جب question hour ہوا تو میں نے پوچھا کہ Pirzada sahib, can I put you a question? تو انہوں نے کہا کہ جی بالکل پوچھیں۔ میں نے کہا کہ جناب accepted that the 1973 Constitution was unanimous, وہ زندہ ہیں، any one who wants, he can go and ask him. Was the 1973 Constitution unconditional? He said, no. The only way the Opposition parties agreed to sign the document was after he gave them an assurance that the issue of the provincial autonomy will be reopened after ten years. لیکن ہماری بدقسمتی دس سال بعد ہم نہیں تھے، ضیاء الحق صاحب بیٹھے تھے، so, therefore, that issue stayed so, where it was. Even then that decision was taken اور آج گستاخی نہ ہو تو اگر میں comparison کروں اس اسمبلی کا اور آج کی اسمبلی کا، اس وقت کی political leadership اور آج کی political leadership کا، تو comparison ہی نہیں ہے، یعنی I stay where Khan Abdul Wali Khan was, this just has no comparison. میں تو ان کے جوتے کے برابر بھی نہیں ہوں۔ Look at Zulfiqar Ali Bhutto and look at Benazir Bhutto, look at Mian Mahmood Ali Qasuri and look at my brother Khurshid Qasuri, there is no comparison. I am sorry if I am taking some time.

جناب والا! میں تو آج تک اس ملک میں بے نام ہوں، مجھے جو بیج دیا گیا ہے اس پر

لکھا گیا ہے صوبہ سرحد۔ کیا مجھے اس ملک میں کوئی بندہ اٹھ کے ایک ایسا صوبہ بتائے جو صوبہ سرحد
نہیں ہے ۔ Doesn't Punjab has its borders with India? Doesn't your (Mr.
Chairman) province has its borders with India? Doesn't Balochistan with
Iran and Afghanistan? لیکن میرا نام نہیں، I don't have even a name, you
people have names, you are lucky. There is Punjab, Sindh and
Balochistan but for me not a name, its geographic location. I am the North
West Frontier Province of Pakistan. اور بڑے ادب کے ساتھ، میرے بڑے بھائی ہیں
وسیم صاحب، if he picks up the atlas and he looks at it, I am not even a
North West Frontier Province of Pakistan, geographically even that is
wrong.

جناب والا! ہمارے ہاں یہ عجیب سی بات ہے، بلوچ صاحب اپنی تقریر میں اکثر یہ بات
کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ریت یہ ہے کہ جہاں لوگ نقشے سے اپنا نام نکلوانا چاہتے ہیں
تو وہ کہتے ہیں کہ یہ غدار ہے۔ یہاں ہم اپنا نام نقشے میں ڈلوانا چاہتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ
غدار ہیں ۔ for God's sake یہ ویسے نہیں ہے ۔ Let us also be a part of Pakistan.
جناب! ہمارے صوبے میں تو agricultural land پس خیر خیریت ہے۔ میرے صوبے سے جو
سینیٹر دوسری طرف بیٹھی ہیں وہ میرے خیال میں اس بات کی بھی گواہی دیں گی کہ
industry بھی ہمارے پاس نہیں ہے ۔ All that we have is natural resources.
Minerals ہیں یا hydels ہیں۔

اب واپڈا پر جب میں بات کرتا ہوں تو جناب چیئرمین! ایک زیادتی جو میرے صوبے
کے ساتھ ہوتی ہے، بلوچستان کو اپنی گیس کا جو پیسہ ملتا ہے that is always transferred
from the Federal Consolidated Fund to the Provincial Consolidated Fund.
سندھ کو جو پیسہ ملتا ہے that is always transferred from the Federal
Consolidated Fund to the Provincial Consolidated Fund. مجھے واپڈا کے پیچھے
کیوں بھاگنا پڑتا ہے؟ یہ ذرا مجھے کوئی سمجھائے۔ جب سندھ اور بلوچستان کو OGDC کے پیچھے نہیں

بھاگنا پڑتا تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں واپڈا کے پیچھے بھاگوں and the Federal

Government is the guarantor of that agreement. Sir! guarantor کا ہمارے ذہن

میں تصور یہ ہے کہ گاؤں میں پچیس ہزار کا loan Agricultural Development Bank سے

ایک بندے نے لیا ہوتا ہے، وہ جب غائب ہوتا ہے تو پولیس جا کر guarantor کو گلے سے پکڑ

کر تھانے میں بند کر دیتی ہے کہ تم نے ذمہ داری لی ہے لہذا تم payment کرو۔ یہاں ہمارے

چھ ارب روپے کی guarantee ان لوگوں نے دی ہے، آج وہ پیسہ ہمیں نہیں مل رہا، میرا

guarantor بھی خاموش بیٹھا ہے۔ میں کہاں جا کے روؤں، کس کے پاس جاؤں؟

ایک ایک بات کو دیکھیں جناب! فاٹا سے میرے بھائی یہاں بیٹھے ہیں، میں ان سے

بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ FATA is Federally Administered Tribal Area,

FATA لیکن Federally Administered Tribal Areas کا صوبے سے کوئی کام نہیں

کے جتنے بقایاجات ہیں جناب چیئرمین! وہ واپڈا at source میری صوبائی حکومت سے کاٹ لیتی

ہے۔ مجھے جو net profit ملنے ہوتے ہیں اس سے at source deduction ہوتی ہے، جو میری

جائیداد نہیں ہے، Federal Area ہے۔ تو کیا وہ deductions Federal Government کو

دینی پڑتی ہیں یا ہمیں دینی پڑتی ہیں۔ آج تو خوش قسمتی ہے کہ واپڈا کا وزیر بھی اسی صوبے کا

ہے اور اس issue پر وہ لڑ چکا ہے جس پر آج میں لڑ رہا ہوں۔ کم از کم یہ ایک ہمارا مسئلہ تو حل

کریں۔ یہ جو at source deduction ہم سے فاٹا کے لئے ہوتی ہے یہ تو نہ کریں۔

جناب پچھلے مالی سال ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۳ء میں ہماری جو ایک ہی main agricultural crop

ہے that is "tobacco" اور tobacco واحد agricultural crop ہے جس کی excise duty

center لیتا ہے۔ Now the year ending 2002-2003 اور وہ excise duty تقریباً تیس

کروڑ روپے ہے۔ Our total budget is not above that اگر ہر صوبے کی agricultural

products پر جو income ہے وہ اس صوبے کی ہے تو میں اگر یہ بات کہوں کہ میری

agricultural income میرے صوبے کو مل جائے تو یہ پاکستان کو کمزور کرنے کی یا پاکستان

دشمنی کی بات نہیں۔ جناب! اس ملک نے چلنا ہے let's be serious وسائل صوبوں میں تقسیم

ہونے چاہیئں۔ جب تک آپ صوبوں کو وسائل کا اختیار نہیں دیتے وہ صوبے نہیں چل پائیں

گے اور جب صوبے چل نہیں پائیں گے تو یہ ملک چل نہیں پائے گا۔

جناب چیئرمین! ہم جب الیکشن میں گئے تو ہم کہتے تھے کہ یہ حق کی جنگ ہے۔ صوبائی حقوق کی جنگ ہے، دوسری طرف سے کہا جاتا تھا کہ نہیں، صوبے کی جنگ نہیں اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ اسلام اور کفر والے جب آئے وہ ہر روز، اگر ہم اخبار اٹھاتے ہیں تو ہمارے صوبے کا چیف منسٹر آج وہی بات کر رہا ہے آج جو ہم کر رہے ہیں۔ تو So that is seriously a problem that we have, I hope, Mr. Chairman, and we can move as a federation, a federation not for mere words, not only a part of Constitution but as a federation in letter and spirit. ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو confederation کی بات کریں۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو ادھر ادھر کی بات کریں۔ We are a part of Pakistan, we are a part of the federation of Pakistan بڑے بھائی کو عزت دینا پختون اچھی طرح جانتے ہیں بڑے چھوٹے ہم میں سے ہیں، کوئی ایک بڑا بھائی ہے، باقی تین چھوٹے بھائی ہیں۔ چھوٹے بھائی عزت دیں گے، توقع ہمیں یہ ہے کہ بڑا بھائی شفقت دے گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Hameed ullah Jan Afridi : Point of personal explanation

جناب چیئرمین : جی حمید اللہ صاحب۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی : اسفند یار ولی صاحب نے FATA کے electricity liability کی بات کی ہے۔ فاٹا کی outstanding کوئی liabilities اس sense میں نہیں ہیں کیونکہ ہم جو edible items چاہے وہ چینی ہے، آٹا ہے، گھی ہے so much so کہ شناختی کارڈ پورے پاکستان میں مفت بنتا ہے ٹرائبل additional تین سو روپے لئے جاتے ہیں یہ کہہ کر کہ electricity charges deduct ہورہے ہیں تو اس لحاظ سے liability کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو NWFP province سے اگر اس کی deduction ہوتی ہے تو وہ ایک ایشو تو ہے وارسک ڈیم کی royalty that is tribal اس کی royalty ملتی ہے province کو، وہ بھی ایک ایشو ہے۔ تو اگر اس کی royalty province لے رہا ہے تو اس کی

deduction بھی province سے ہی کریں گے۔ تو اس لئے I want to clear that point sir.

جناب اسفند یار ولی : جناب چیئرمین! بجٹ میں تو ایسے کبھی نہیں ہوا کہ ایک ایک پوائنٹ کو ہر بندہ clarify کرے۔ میں نے تو پہلے ہی بڑے ادب سے کہا ہے کہ ذرا figure دیکھیں کتنی ہے at source deduction. It goes to billions, at source deduction. فاٹا کے نام پر میں نے کہا ہے کہ ہم سے ہو رہی ہے۔ اس میں تو انہیں چاہیئے کہ ہمیں support کریں۔ اپنے آپ کو صاف کریں کہ بابا ہمارے نام پر کیوں deduct کر رہے ہو۔ ہم نہیں استعمال کر رہے تو تم کیوں ہمارا پیسہ ان سے کاٹ رہے ہو۔

جناب چیئرمین : مسز گلشن سعید' بی بی یاسمین شاہ۔

بی بی یاسمین شاہ : شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے اس بجٹ میں بولنے کا موقعہ دیا۔ جناب چیئرمین! اس فلاحی progressive اور tax free بجٹ پیش کرنے پر میں اپنے وزیراعظم میرظفر اللہ خان جمالی اور ان کی کابینہ خاص طور پر وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ موجودہ حکومت کی پالیسیوں اور ان کی عوام کے ساتھ commitment کی وجہ سے وزیر خزانہ اتنا شاندار بجٹ پیش کر سکے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس قسم کا بجٹ پیش کرنا یقیناً قابل تحسین ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گی اگر میں صدر محترم' جناب پرویز مشرف صاحب کا ذکر نہ کروں۔ میں نہ صرف صدر محترم کو شاندار الفاظ میں مبارکباد پیش کروں بلکہ قوم اور خاص طور پر چھوٹے صوبوں کے عوام کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ان کی مستحکم معاشی' اور سیاسی پالیسوں اور good governance کی وجہ سے اتنا شاندار بجٹ پیش ہو سکا ہے۔

یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ بجٹ کو ایوان بالا میں بحث کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے چھوٹے صوبوں کا اعتماد بحال ہو گا اور وفاق مستحکم ہوگا اور یہ قدم بہت ضروری تھا۔ اس کا سہرا بلاشبہ جنرل پرویز مشرف کو جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے جنرل صاحب کا یہ قدم آنے والی تاریخ

میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

جناب چیئرمین! ڈھنڈورا تو یہ پیٹا جا رہا ہے کہ 1973ء کا آئین جمہوری بھی تھا اور وفاقی بھی لیکن وفاق کے ایک اہم ستون یعنی ایوان بالا کو کوئی اختیار نہیں تھا۔ وہ ایک شو پیس کی طرح تھا اور یہ سوچنے کی بات ہے کہ سیاستدانوں کی بجائے یہ credit ایک وردی والے کو یعنی جنرل پرویز مشرف کو جاتا ہے کہ انہوں نے اس ایوان کو جو تمام صوبوں کی برابر نمائندگی کرتا ہے عزت اور وقار دیا۔ میں جنرل صاحب کو وردی والا اس لئے کہہ رہی ہوں کہ ہمارے حزب اختلاف والے جو چلے گئے ہیں ان کو وردی پر کافی اعتراض ہے - ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ یہ سارے کام وردی والے نے ہی کیے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اس ایوان کو جو صوبوں کی برابر نمائندگی کرتا ہے اشتراک اور وقار دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے نہ صرف اس ایوان کے ممبران کی تعداد میں اضافہ کیا بلکہ سینیٹ کو یہ اختیار بھی دیا کہ مالیاتی اور قانون سازی وغیرہ میں بھرپور شرکت کر سکیں۔ لہٰذا یہ credit پرویز مشرف کو جاتا ہے کہ انہوں نے چھوٹے صوبوں کے عوام کے دیرینہ مطالبے کو پذیرائی بخشی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے میرے معزز ساتھیوں نے تفصیل سے اور بڑے دلائل کے ساتھ ہر چیز کا ذکر کیا ہے۔ لیکن میں چند باتوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی تاکہ آپ کی وساطت سے یہ باتیں حکومت تک پہنچیں اور ان پر غور کیا جا سکے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا ملک بنیادی طور پر زرعی ملک ہے۔ اور زراعت اس ملک کی back bone ہے۔ ملک کی آبادی کا 74% حصہ زراعت سے وابستہ ہے اور ملکی وسائل اور آمدنی میں زراعت کا حصہ نمایاں ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلانا چاہوں گی کہ زرعی شعبے کو اگرچہ نظرانداز نہیں کیا گیا لیکن اس کا جائز حق بھی نہیں دیا گیا۔ خوردنی تیل کے بیجوں کی درآمد پر 20 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ آئل سیڈ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ آئل سیڈ ہیں جو کاشتکار فصل اگانے کے لیے درآمد کرتے ہیں اور دوسرے آئل سیڈ وہ ہیں جو خوردنی تیل پیدا کرنے کے لیے درآمد کیے جاتے ہیں۔ بجٹ دستاویزات میں اس بات کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ کونسے بیجوں کی درآمد پر سیلز ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ اگر تمام قسم کے بیجوں کی درآمد پر سیلز

ٹیکس عائد کیا گیا ہے تو یہ بات سوچنے کی ہوگی کہ اس سے کاشتکار بد دل ہو کر نہ صرف فصل کاشت کرنا کم کر دیں گے بلکہ ملک کو بھی بھاری نقصان ہو گا اور خوردنی تیل میں خود کفیل ہونے کا خواب خواب ہی رہ جائے گا۔ اس لیے میں اپیل کرتی ہوں کہ اس بات کی وزیر خزانہ صاحب وضاحت فرما دیں کہ اس ٹیکس کا اطلاق فصل اگانے والے بیجوں پر نہیں ہو گا۔

جہاں تک زراعت میں استعمال ہونے والی مشینری پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ کا تعلق ہے تو ایک دم مستحسن اور اچھا قدم ہے لیکن یہ سمجھنا کہ اس سے کاشتکار اور کسان کو کوئی فائدہ ہو گا تو یہ محض خوش فہمی ہو گی کیونکہ اس کا سارا فائدہ سرمایہ دار، کارخانے دار اور importer کو جاتا ہے اور وہ یہ فائدہ کسان کو کبھی بھی منتقل نہیں کرے گا۔ اس کی میں ایک چھوٹی مثال دوں گی کہ ہمارے سندھ میں بھنڈی یعنی lady finger پانچ روپے کلو ملتی ہے لیکن وہ بھنڈی یہاں اسلام آباد میں سات روپے کلو ملتی ہے۔ اب سات روپے کلو بھنڈی خریدنے والا تو یہ خیال کرتا ہو گا کہ یہ کسان تو لکھ پتی ہو جائے گا۔ اس خریدار کو یہ پتہ نہیں کہ کسان نے چھ مہینے جو مشقت کی ہے، اس فصل کو اگایا ہے اس کو تین روپے بھی بڑی مشکل سے مل رہے ہیں۔ باقی سارا فائدہ middleman کو گیا۔ زرعی مشینری پر چھوٹ کا بھی یہی حال ہے۔ زراعت اور کسان کو اگر فائدہ دینا ہے تو براہ راست کسان کو relief دینا ہو گا۔ امید تھی کھاد کی قیمتوں میں بھی کمی ہو گی لیکن امید امید ہی رہ گئی۔ ضرورت ہے کہ کھاد کی قیمتوں میں بھی کمی کی جائے اگر زرعی سیکٹر کو ترقی دینی ہے تو کسان جو کہ آبادی کا اکثریتی طبقہ ہے، اسے خوشحال دیکھنا ہے اور اگر ملک کو خوشحال بنانا ہے تو زرعی شعبہ کو حقیقی اور براہ راست relief دینا ہو گا۔

جناب چیئرمین! ہم غربت میں کمی کرنے کی باتیں تو کرتے ہیں لیکن اس کو کم کرنے کے لئے ہم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس سے غربت کبھی ختم نہیں ہو گی۔ سوال یہ ہے کہ غریب کون لوگ ہیں، غربت کس کی ختم کرنی چاہیئے۔ آبادی کا 74 فیصد حصہ کسان اور زرعی شعبہ سے تعلق رکھتا ہے، 20 فیصد مزدور اور آڑھتی ہیں یہ ہو گئے 94 فیصد، یہ لوگ دو وقت کی روٹی کے لئے محتاج ہیں۔ ہم نے غربت کے خاتمے کے لئے کافی رقم رکھی ہے لیکن اس کا بھاری حصہ NGO's کے ذریعے خرچ ہوتا ہے۔ اب سب کو پتا ہے کہ آدھی رقم تو NGO's اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں باقی رقم پاکستان کی روایتی کمیشن مافیا کی نظر ہو جاتی ہے تو غربت کہاں سے

ختم ہو گی۔ جناب چیئرمین ! اگر ہم واقعی غربت کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں آبادی کے اکثریتی حصے کے حقیقی مسائل کو سائنسی انداز میں حل کرنا ہوگا اور ملک کا اکثریتی حصہ یقیناً زراعت سے وابستہ لوگ ہیں اور زراعت سے متعلق لوگوں کے مسائل کیا ہیں۔ اس وقت ملک میں فصلوں کے لئے نہ تو خالص اور معیاری بیج کھادیں دستیاب ہیں اور نہ ہی خالص اور معیاری زرعی ادویات دستیاب ہیں۔ نقلی بیج، نقلی کھاد اور نقلی دواؤں کے ذریعے کسانوں کو لوٹا جا رہا ہے اور حکومت کی طرف سے اس پر کوئی Check نہیں ہے اور نہ کوئی پوچھنے والا ہے۔ کسان نہ صرف یہ کہ مطلوبہ پیداوار حاصل نہیں کر پا رہا بلکہ اس کی قوت مزید ختم ہوتی جا رہی ہے اور معاشی طور پر تباہ حال ہے۔ آپ صرف اس شعبہ پر توجہ دیں خالص بیج، خالص کھاد اور زرعی ادویات کا fool proof انتظام کریں تو غربت بڑی حد تک ختم ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین! اب میں زرعی شعبے کو ملنے والے قرض پر بات ضرور کروں گی۔ کسانوں کو قرض دینے کا طریقہ کار اتنا ناقص اور پیچیدہ ہے کہ کوئی کسان کمیشن دیئے بغیر قرض حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر کمیشن دینے کے بعد بھی وہ قرض وقت پر نہیں ملتا۔ اس طرح ایسے قرضہ جات پیداواری مقصد کے لئے استعمال نہیں ہوتے اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس قرضے کے حصول کو آسان بنایا جائے۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ Water Management کی طرف ضرور دلانا چاہوں گی کیونکہ زراعت میں Water Management بھی اہم شعبہ ہے۔ اس سلسلے میں اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ ایک تو پانی کے ضیاع کو روکا جا سکے اور دوسرے اس سے روزگار کے مواقع بھی حاصل ہوں گے۔ اس سے عوام کو اور گورنمنٹ کو بھی فائدہ ہو گا۔

دوسرا میں یہ چاہتی ہوں کہ ایجوکیشن کے لئے بجٹ کا زیادہ سے زیادہ حصہ رکھا جائے تا کہ اس سے ہماری تعلیم کا معیار بہتر ہو سکے اور اس کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ جب تک تعلیم کا معیار بہتر نہیں ہو گا میں نہیں سمجھتی کہ اس وقت تک ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے کیونکہ ہر شعبے میں تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ ملک کے جتنے بزرگ لوگ ہیں انہیں عمر کے اس حصے میں آرام ملنا چاہیئے جس حصے میں کہ انہیں کسی نہ کسی وجہ سے گھر سے باہر نکال دیا جاتا ہے یا ان کے اپنے

بچے انہیں گھر سے باہر نکال دیتے ہیں اور وہ بچارے سڑکوں پر آ جاتے ہیں یا ادھر اُدھر اپنا پیٹ پالنے کے لئے پھر رہے ہوتے ہیں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ان کے آخری ایام سکون سے گزریں۔ ہم سب کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے ایسا کوئی ادارہ قائم کر دیا جائے جہاں پر کہ وہ اپنا آخری وقت آرام سے گزار سکیں۔ ان کے لئے دوا وغیرہ اور ان کی جو بھی ضروریات ہیں وہ وہاں پر پوری کی جاسکیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ آمدنی میں ٹیکس میں صوبوں کا حصہ 214 ارب روپے دکھایا گیا ہے، بہتر ہوتا کہ 214 ارب روپے میں یہ بھی دکھایا جاتا کہ کس صوبے سے کتنا ٹیکس وصول ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ صوبوں کو قابل تقسیم پول 47 ارب روپے دیئے گئے ہیں لیکن دوسری آمدنی کی مد میں صوبوں کو PFDP کی self financing میں 30 ارب روپے ادا کرنے کو دکھایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صوبوں کو صرف net، 17 ارب روپے ملیں گے جو کہ بہت کم رقم ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائے اور صوبوں کے مالی وسائل کو بہتر بنایا جائے۔

جناب چیئرمین! ایک مسئلہ اور بھی ہے جو کہ میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ کراچی میں دل کے مریضوں کے کے لئے صرف ایک بڑا ہسپتال ہے اور وہ NICVD نام سے ہے، وہاں ہزاروں دل کے مریضوں کا علاج ہوتا ہے اور غریب لوگوں کا مفت علاج ہوتا ہے۔ اس ادارے کو گورنمنٹ grant دیتی ہے۔ اس کے سربراہ ڈاکٹر فاروقی اور ان کا سٹاف بڑی خدمت کر رہا ہے۔ گورنمنٹ اس ادارے کی grant بڑھائے یا گورنمنٹ خود اسے اپنی تحویل میں لے۔ جیسے جناح پوسٹ گریجوئیٹ ہسپتال ہے جس کا کہ سارا خرچ فیڈرل گورنمنٹ برداشت کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ میں نے جو تجاویز پیش کی ہیں گورنمنٹ اس پر ضرور غور کرے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مسز گلشن سعید۔

مسز گلشن سعید : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اپنی اور ہاؤس کی جانب سے پرائم منسٹر جمالی صاحب اور شوکت عزیز صاحب کو

بہترین بجٹ لانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر خزانہ شوکت عزیز اور ان کی ٹیم کی دن رات محنت کے بعد اتنا اچھا بجٹ پیش کر سکے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اس پر بہت محنت کی ہے اور بہت کام کیا ہے۔ کسی اچھی حکومت کو judge کرنے کے لئے بجٹ ہی ایک ایسی چیز ہے جسے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جتنے ہمارے وسائل ہیں ان کو کس طرح بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ سب سے زیادہ تاریخی واقعہ بجٹ کا سینیٹ میں پیش کیا جانا ہے جس کا کہ سارا credit صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب کو جاتا ہے۔ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کتنے محب الوطن اور سیاسی بصیرت رکھنے والے لیڈر ہیں۔ جہاں ہمیں یہ بجٹ سن کر خوشی ہوئی ہے وہاں حزب اختلاف کے بائیکاٹ کے رویے سے بہت شدید تکلیف پہنچی ہے۔ کاش کہ وہ قومی بجٹ کی بحث میں حصہ لے کر اپنی سیاسی بصیرت کا اور حب الوطنی کا ثبوت دیتے لیکن انہوں نے اب تک اس کے برعکس وردی کو مسئلہ بنایا ہوا ہے اور اسی وردی والے صدر نے آج ان کو پارلیمنٹ میں بٹھایا ہے۔

عوام کا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ صدر نے وردی پہنی ہوئی ہے یا نہیں۔ عوام کو ایک مضبوط پاکستان، خوشحال پاکستان اور ایک اچھی زندگی کی ضرورت ہے۔ میں ان کو احساس دلاتی ہوں کہ ان کے ہاؤس میں واپس آ کر بجٹ میں حصہ لینے سے ہمیں بڑی خوشی ہو گی اور ان کو چاہئیے کہ وہ اپنا یہ حق استعمال کریں کیونکہ لوگوں نے ان کو اسی وجہ سے یہاں پر select کر کے بھیجا تھا۔ پاکستان کے لوگوں کو قانون سازی کی ضرورت ہے جو ہم دونوں Houses میں ابھی تک کچھ بھی نہیں کر سکے۔ میری opposition سے درخواست ہے کہ وہ LFO کے تحت الیکشن لڑ کر اسمبلیوں میں آنے کے بعد اور سینیٹ میں آنے کے بعد میں نہ مانوں والی ضد چھوڑ دیں اور اسمبلی میں آئیں اور بجٹ کی بحث میں حصہ لیں۔ یہ ان کا اور ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔ ان سے عوام بھی اسی سلوک کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ سب ممبران کو جو بھی leaflet دیا گیا ہے وہ پڑھا ہے اور سمجھا ہے۔ لہذا میں اس سلسلے میں چند خاص باتیں جو بجٹ کی ہیں اس پر بحث کروں گی۔

جناب چیئرمین! یہ ایک بڑا متوازن بجٹ ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، بیوہ عورتوں اور ریٹائرڈ لوگوں کے لئے سہولتیں احسن

اقدامات ہیں۔ ملک کے خزانے میں ریکارڈ دولت موجود ہے جو کہ 12 billion dollar کے قریب ہے۔ defaulter ہونے کا خطرہ ٹل چکا ہے۔ GDP کی growth 2.4% سے 5.1% تک ہے اور مزید انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرے گی۔ اس بجٹ سے ہاؤسنگ انڈسٹری کو بہت زیادہ relief ملا ہے۔ سیمنٹ اور دوسرا تعمیراتی سامان سستا کردیا گیا ہے۔ گھروں کے لئے قرضے ہر ایک کے لئے ہیں۔سب لوگ گھر بنا سکتے ہیں اور یہ ایک بڑا اچھا قدم ہے۔ زراعت کو فروغ دینے کے لئے پہلے سے بہت زیادہ فنڈ مختص کیا گیا ہے جو قابل اطمینان بات ہے۔ زراعت میں خودکفیل ہونا ہی ہماری پہلی ضرورت ہے اور یہی خوشحالی کا راستہ ہے۔ اس پر اور بھی بہتر planning کی ضرورت ہے اور جو planning ہو اس پر سنجیدگی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری برآمدات میں دن رات اضافہ ہو رہا ہے جو بڑی قابل اطمینان بات ہے اور inflation کم ہوگئی ہے foreign investors بہت زیادہ آ رہے ہیں انہوں نے جو اعدادو شمار دئیے ہیں اس کے حساب سے تو بڑی اچھی صورتحال ہے۔ utility bills کو stable کرنے کے لئے واپڈا کو جو رقم دی گئی ہے میرا خیال ہے کہ اس کے بعد بجلی کے بل نہیں بڑھیں گے اور اب جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ غربت مٹاؤ پروگرام، خوشحالی بنک اور بیت المال اور زکواۃ سے بہت سے غریبوں کو مستفید ہونا چاہیے اور اس کے لئے طریقے ایسے اپنانے چاہئیں جن میں جھول نہ ہو۔ اور غریبوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ملے۔ کیونکہ غربت بہت زیادہ ہے اور ہماری حکومت کا پہلا فرض یہی ہے کہ غربت کم کی جائے۔ ہماری حکومت ایک دفعہ پھر سے عوامی حکومت کے طور پر ابھر کے آئی ہے جس پر مجھے فخر ہے۔ اس بجٹ اور آنے والے سالوں میں میں ایک نیا پاکستان دیکھ رہی ہوں۔ اللہ کرے کہ میری دعائیں اور خواہشات پوری ہوں اور میں ایک دفعہ پھر جمالی صاحب کو اور وزیرخزانہ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب الیاس بلور صاحب۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman, I requested the Honourable Minister for Finance, he told me that he is coming within five

minutes, if you like.

Mr. Chairman: Ok, we have one speaker now. Mr. Muhammad Abbas Kumaile.

جناب محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! معزز اراکین سینیٹ، سب سے پہلے میں اس امر پر معذرت خواہ ہوں کہ میں اپنی وردی میں نہیں ہوں حالانکہ مجھے بھی اپنی مخصوص وردی میں ہونا چاہیے تھا جیسا کہ مولانا اپنی وردی میں ہیں۔لیکن سوال یہ ہے کہ وردی سے کیا ہوتا ہے۔ کیا وردی پہن کر یا نہ پہن کر انسان کی شخصیت بدل جاتی ہے۔ اس کے اندر جو ظرف ہے وہ تبدیل ہوجاتا ہے۔ اس میں جو صلاحیتیں ہیں وہ تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بات تو انسان کی اپنی صلاحیت کی ہے۔ اس کے اپنے ظرف کی ہے' اس کی اپنی قابلیت کی ہے۔ اگر قابلیت ہے تو بغیر وردی کے بھی وہ قابل ہے اگر قابلیت نہیں ہے تو وردی کچھ نہیں کرسکتی اور کیا کوئی کسی پر جبر کرسکتا ہے کہ میں وردی میں کیوں ہوں یا وردی میں کیوں نہیں ہوں۔ میں وردی میں نہیں آیا مجھ سے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو زیب نہیں دیتا آپ ہمیشہ شیروانی میں رہا کریں میں نے کہا کیوں؟ آخر میری مرضی، میں جب چاہوں شیروانی پہنوں جب چاہوں نہ پہنوں۔ مجھے اور مختلف کام کرنے ہوتے ہیں اور اگر میں شیروانی پہن لوں تو کیا میں اسی صورت میں قابل قبول بن جاؤں گا؟ نہیں یہ ایک بچگانہ بات ہے اور ضد کی بات ہے اور پھر کیا وردی پہننا یا نہ پہننا اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے؟ کیا اسلام مجبور کرتا ہے کہ آپ وردی پہنیں یا نہ پہنیں؟ پہننے والوں سے وردی اتروانا کون سا اسلام ہے کونسی شریعت ہے؟ اور جنہوں نے نہیں پہنی کوئی خاص وردی ان سے پہنوانا کونسی شریعت ہے؟ یہ انسان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ کونسا لباس جب چاہتا ہے پہنتا ہے اور جب چاہتا ہے نہیں پہنتا۔لیکن انسان کو مہذب ہونا چاہیے۔ اور پھر وہ لباس، وردی جس کا تو تقدس لازم ہے۔ اور پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ اوائل اسلام میں جو سربراہان مملکت تھے وہ ساتھ ہی ساتھ کیا افواج کے بھی سربراہ نہیں تھے؟ خدارا تاریخ کا مطالعہ کریں۔ اوائل اسلام میں جو سربراہان مملکت تھے وہ سب کے سب افواج کے بھی سربراہ تھے لہذا آج یہ بحث کرنا یا پوائنٹ بنانا کہ یہ دونوں عہدے یکجا نہیں ہوسکتے کیا یہ

عین اسلام ہے۔ کیا عین شریعت ہے۔ پھر سوال یہ کہ اس طرح سے احتجاج! احتجاج ضرور کریں لیکن احتجاج کا بھی ایک طریقہ ہے۔ہم اس سینیٹ میں کیوں آئے ہیں؟ مشاورت کے لیے، مشاورت بھی تو اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ کیا اسلام ہمیں مشاورت کرتے ہوئے اس طرح سے احتجاج، desk thumping اور walk out کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ کیا قرآن و سنت میں اس کی اجازت ہے؟ کیا یہ فعل عین قرآن و سنت ہے یا اس کے مخالف ہے؟ اور پھر بالخصوص جب مشاورت کی تنخواہ بھی لی جا رہی ہو۔ سب سے پہلا مرحلہ اور سوال تو یہ ہے کہ آیا از روئے اسلام، از روئے شریعت، چونکہ شریعت کی باتیں بہت ہو رہی ہیں۔اس مشاورت کی تنخواہ جائز اور حلال ہے کہ جس کا بائیکاٹ کر کے باہر چلے جائیں؟

(ڈیسک بجائے گئے)

یہ مرحلہ ان حضرات کے لیے قابل غور ہے جو مذہب کے نمائندہ، ٹھیکیدار ہوتے ہوئے، تنخواہیں وصول کر رہے ہیں اورمسلسل روز اول سے بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ پہلے دن جب آپ کا انتخاب تھا۔ جناب چیئرمین! اس دن بھی انہوں نے بائیکاٹ کیا۔ اس دن کون سا مسئلہ تھا؟ لیکن انتخاب کا بھی بائیکاٹ کیا۔ کیوں! جان رہے تھے کہ کامیابی ممکن نہیں ہے۔ شکست کے خوف سے بائیکاٹ ہوا۔ آج اس بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ ہو رہا ہے۔ کیوں! بجٹ سے کیا دشمنی ہے؟ ملک کی خوشحالی کا بجٹ ہی پر انحصار ہے۔ یہ پہلا عوامی بجٹ ہے۔ یہ پہلا بجٹ ہے کہ جس میں عوام کی خوشحالی کو مد نظر رکھا گیا ہے، جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ یہ بجٹ ملک کے روشن مستقبل کی عکاسی کر رہا ہے۔ یہ پہلا بجٹ ہے جو اس بات کی ضمانت دے رہا ہے کہ ہم نہ تو دیوالیہ ہوئے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں بلکہ ہم ایک اہم موڑ، ایک اہم سنگ میل پر پہنچے ہیں کہ جہاں سے راستہ ملک کی خوشحالی کی طرف جاتا ہے۔ اگر یہ محب الوطن تھے، اگر یہ عوام کی خوشحالی چاہتے تھے تو آتے، اس پر تنقید کرتے، یا مفید تجاویز دیتے۔ بائیکاٹ کر کے انہوں نے عوام کو ان مفید تجاویز سے محروم کیا ہے جو یہ دے سکتے تھے۔ جس سے ملک اورعوام خوشحال ہو سکتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے عوام کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ عوام کے ساتھ ظلم کیا ہے اس سنہری موقع کو کھوکر، جو بعد میں نہیں آئے گا۔

حضور والا! وزیر خزانہ بھی تشریف لا چکے ہیں۔ بجا طور پر یہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

یقیناً ان کی قابلیت اور صلاحیت اس بجٹ کی صورت میں ہمارے سامنے آئی ہے۔ ہم انہیں اور وزیر اعظم جمالی صاحب کو بجا طور پر مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دور کا آغاز اس شاندار طریقے سے کیا ہے۔ لیکن میں پھر بھی کہوں گا جناب چیئرمین! یہ بجٹ جو اس وقت کاغذ پر ہے یہ ایک سنہری خواب ہے جس کی تعبیر بھی ضروری ہے، عملی تعبیر بھی ضروی ہے۔ یہ تعبیر کب ہوسکتی ہے؟ جب ملک میں political stability بھی ہو اور امن و امان بھی ہو۔ اگر political stability نہیں ہے یا امن اور امان نہیں ہے تو پھر یہ بجٹ سنہرا خواب ہی رہ جائے گا جو کبھی تعبیر نہیں پا سکے گا۔

آپ نے دیکھا کہ جب سے جنرل پرویز مشرف صاحب نے اقتدار سنبھالا ہے امن و امان کی صورتحال بتدریج بہتر ہوتی گئی ہے۔ یہ پہلا حکمران تھا اور ہے کہ جس نے دہشت گردی کو لگام دی ہے اور جس نے دہشت گردوں کو گرفتار کیا ہے۔ ان سے پہلے بھی جو حکومتیں تھیں جو جمہوری ہونے کا دعویٰ کر رہی تھیں، ان کے ادوار میں ملک کی امن و امان کی کیا صورتحال تھی۔ جینا اجیرن کر دیا گیا تھا۔ لاشوں کے انبار لگ رہے تھے۔ خون کے دریا بہہ رہے تھے۔ ہم دیوالیہ ہونے کے قریب بھی اسی لئے پہنچ رہے تھے۔ investment climate ختم ہو چکی تھی۔ لوگ ملک سے کثرت کے ساتھ پیسہ نکال نکال کر باہر جا رہے تھے۔ capital flight کی ہو رہی تھی۔ اب صورتحال برعکس ہے۔ باہر سے سرمایہ آ رہا ہے، جا نہیں رہا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ امن و امان کی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ اب جبکہ سرمایہ آ رہا ہے، ایسے وقت میں پھر اس دہشت گردی کے آغاز کی ایک نئی لہر گزشتہ ہفتہ سے بلوچستان میں آئی ہے۔ وہ صوبہ کہ جہاں MMA کی بڑی حد تک حکومت ہے، یہ ناقابل فہم ہے۔ پھر ایک ہفتے میں متواتر ۳ واقعات۔ پہلے واقعہ پر نوٹس نہیں لیا۔ دوسرا واقعہ پیش آیا۔ دوسرے پر نوٹس نہیں لیا گیا۔ تیسرا واقعہ پیش آیا۔ تیسرا واقعہ اس بڑے scale پر کہ ۱۴ افراد بے دردی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد DIG صاحب کا اور ان کے ساتھیوں کا بھی قتل ہوتا ہے۔ یہ کس بات کی غمازی کرتا ہے۔ پہلے کراچی میں قتل و غارت گری ہوئی۔ کراچی کا امن اور اس کی economic stability کو بھی تباہ کیا گیا۔ capital flight کی کراچی سے ہوئی۔ لوگ سرمایہ لے کر باہر جانے لگے۔ اب چونکہ بلوچستان میں development ہو رہی ہے، جیساکہ کہا گیا گوادر وغیرہ، اس لئے بلوچستان کو

ٹارگٹ بنایا گیا تا کہ foreign investment نہ آئے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کے عوام کا مسئلہ نہ LFO ہے اور نہ وردی ہے۔ مسئلہ امن و امان ہے۔ مسئلہ political stability ہے۔ مسئلہ عدل و انصاف ہے۔ امن و امان ایک وردی والا مضبوط اور بااختیار صدر ہی دے سکتا ہے کوئی اور نہیں دے سکتا۔ ایک کمزور صدر جو ایک rubber stamp کی حیثیت رکھتا ہے، وہ امن و امان کی کیا security دے سکتا ہے۔ ہم نے ماضی میں خوب دیکھا کہ وہ صدور بے اختیار تھے۔ وردی پرویز مشرف کے لئے ضروری نہیں ہے، ملک اور عوام کے لئے ضروری ہے تاکہ یہاں امن و امان رہے، economic stability رہے۔ economy بہتر ہوئی ہے جیساکہ یہ اعداد و شمار بتلا رہے ہیں۔ جیسا کہ میرے دوست بابر غوری صاحب نے کہا کہ ماضی کی حکومتوں نے روٹی، کپڑے اور مکان کی بات کی لیکن عوام کو روٹی سے بھی محروم کیا۔ کپڑے بھی اتار لئے اور رہنے کے لئے چھپر بھی نہ رہا۔ اس دفعہ پہلی مرتبہ عوام کے لئے سہولت دی گئی ہے کہ وہ مکانات کی تعمیر کے لئے قرضے حاصل کر سکیں لیکن قرضوں کا حصول بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ بھی ایک کار دارد، لہذا procedure کو simplify کیا جائے۔ building rules کو بھی simplify کرنے کی ضرورت ہے جو بہت پیچیدہ ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ اس سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ آپ کا تعلق مالیاتی اداروں سے بھی رہا ہے۔ آپ کو بخوبی احساس ہوگا کہ قرضے حاصل کرنا بہت مشکل امر ہے اور قرضے ان ہی حضرات کو ملتے ہیں جو influential ہوتے ہیں جو اثرات رکھتے ہیں اور غریب اور متوسط طبقے کے لئے دشواریاں ہی دشواریاں ہیں۔ تو ان دشواریوں کو آسان بنایا جائے۔ تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ہونا چاہئے۔ ہمارا مسئلہ ہی یہی ہے۔ تعلیم کو compulsory قرار دیا جائے۔ اور اگر کوئی کسی بھی سبب تعلیم حاصل نہیں کر سکتا تو اس کے لئے فنی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ Technical training ضروری ہے۔ ایک اور شعبہ جسے نظر انداز کیا گیا ہے اس بجٹ میں، میں سمجھتا ہوں وہ مذہبی تعلیم ہے۔ مذہبی تعلیم ضروری ہے اور ہر کس و ناقص کے لئے ضروری ہے ایک لیول تک پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن کے ساتھ کیونکہ ملک میں مذہبی جاہلیت عام ہے۔ یہ جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے، خون خرابہ ہو رہا ہے، یہ مذہبی جاہلیت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ یہاں لوگ خود تو نہیں پڑھتے، نہ پڑھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ سنی سنائی باتوں پر اتفاق

کرتے ہیں۔ جو خطبہ مجھ جیسے کسی حقیر سے سن لیا اسی کو ذہن میں بٹھا لیا۔ خود تحقیق کرنا گوارا نہیں کرتے۔ جس کسی سے سن لیا کہ جی وہ کافر ہے، وہ مسلمان ہے بس اس پر یقین کر لیا۔ اگر ہر matriculate کو، ہر graduate کو ایک مناسب مذہبی تعلیم دی ہو تو پھر وہ کسی کی کہی ہوئی بات کو کبھی قبول نہیں کرے گا بلکہ خود اپنی بصیرت سے طے کرے گا اور پھر comparative study of religion بھی تو ضروری ہے تاکہ پتہ چلے کہ صحیح صورت حال کیا ہے۔ تو مذہبی تعلیم کی طرف بھی توجہ ضروری ہے اور مجھے تو حیرت ہے کہ اس ملک میں جب سے مذہبی امور کی وزارت قائم ہوئی ہے اس وزارت نے کیا کیا ہے اور کیا کر رہی ہے۔ صرف ایک ہی شعبہ اس کا رہ گیا تھا حج کروانا اور حج کے سلسلے میں بھی جو گزشتہ سال تکالیف اور دشواریاں پیش آئیں ہیں وہ حاجی حضرات جانتے ہیں۔ اور پھر حیرت کہ اس وزارت میں بھی کرپشن، مذہبی امور کی وزارت میں بھی کرپشن اور غبن۔ زکواۃ کے فنڈز میں بھی کرپشن، ہم کہاں جارہے ہیں؟ میں یہ بات کہوں تو بے جا نہیں ہوگا اور kindly اس کو نوٹ کیا جائے کہ اس ملک میں جہاں بے تحاشہ کرپشن ہے وہاں جتنی مذہب کے نام پر کرپشن ہے کسی اور نام سے نہیں۔ مذہب کے نام پر بے تحاشہ کرپشن ہے اور مذہب کے نام پر کرپشن کرنے والوں کے لئے کوئی NAB نہیں ہے۔ کوئی ان کا ہاتھ نہیں روکتا۔ کوئی انہیں پکڑتا نہیں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ مذہب کے نام پر بھی جو کرپشن ہے اسے چیک کیا جائے اور صحیح معنوں میں چیک کیا جائے۔ مدارس، مساجد اور امام بارگاہوں کے نام پر ایک مافیا ہے جو زمینوں پر قبضہ کرتا ہے اور ڈنڈے کے زور پر اپنی industry قائم کرتا ہے جو ٹیکس فری اور investment free industry ہے۔ جو مراعات یہاں حاصل ہیں مذہب کے نام پر وہ دنیا میں کہیں نہیں۔

رہ گئی پھر بات economic stability کی۔ خلیجی ممالک میں بھی تو مسلمان ہیں، عرب ریاستوں میں بھی تو مسلمان ہیں، وہاں بھی اسلام ہے لیکن وہاں قتل و غارت گری نہیں ہے۔ وہاں خون خرابہ نہیں ہے۔ وہاں کوئی کسی کو قاتل نہیں کہتا۔ وہاں کوئی کسی کی جان کے در پر نہیں ہے کیوں وہاں rule of law ہے۔ ہمارے پاس rule of law نہیں ہے۔ قانون ہے اس کا نفاذ نہیں ہے۔ وہاں قانون کا نفاذ ہے اور وہاں لوگ جرم کا احتساب کرتے ہیں ڈرتے ہیں۔ یہاں مزید پیچیدہ قوانین بنانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ Law کی implementation ضروری

ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بھی وزیر داخلہ نہیں ہیں۔ کل انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا ہمیں کوئٹہ کی صورتحال کا کچھ علم ہو سکتا۔ خدا کرے کہ وہ صورت حال پر قابو پانے میں کامیاب ہوں۔ اس لئے کہ ایک ہفتہ میں متواتر یہ چوتھا incident ہے اور یہ کس بات کی غمازی کر رہا ہے۔ یہ آگ دوسرے صوبوں میں بھی پھیل سکتی ہے۔ یہ انتہائی حساس نوعیت کا مسئلہ ہے۔ Coming to the budget---

Mr. Chairman: Please try to conclude.

جناب محمد عباس کمیلی: جناب والا! دو باتیں ہیں جن کی طرف میں متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کراچی اب مسائلستان بن چکا ہے۔ پورے ملک کے مسائل الگ ہیں۔ کراچی میں خاص طور پر بجلی اور پانی کے مسئلے ایسے ہیں جنہوں نے زندگیاں اجیرن کر رکھی ہیں۔ اسلام آباد میں پرسوں light نہیں تھی ' load shedding تھی۔ لوگ کتنے پریشان تھے۔ اس صورت حال سے کراچی والے روز گزر رہے ہیں۔ اس قدر load shedding کیوں ہے؟

اس کے علاوہ میں آپ کو اور متعلقہ وزارت کو دو points کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو fixed charges ہیں۔ which are called minimum charges یہ اسی صورت میں K.E.S.C یا واپڈا charge کر سکتا ہے اگر وہ continuous uninterrupted supply, as per Electricity Act دے رہی ہو۔ otherwise not ۔ آپ electricity act دیکھیں۔ چونکہ ایک certain amount of power is reserved for that industries اور اسی کے آپ monthly charges لے رہے ہیں approximately Rs.255 per kilo wat آپ charge کر رہے ہیں کیونکہ آپ نے اتنا amount,sanctioned loan کے مطابق reserve دیا ہوا ہے۔ لیکن load shedding ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کچھ نہیں دے رہے ہیں، آپ کے پاس کوئی reserve نہیں ہیں۔ تو پھر during the period of load shedding جو fixed charges ہیں یہ charge نہ کئے جائیں' minimum charges نہ charge کئے جائیں یا پھر جتنے بھی hours آپ نے load shedding کی ہے اور بجلی بند رہی ہے۔ آپ اس کے مطابق کٹوتی کریں۔ بلکہ میں یہاں تک بتا دوں کہ بہت ساری ایسی

industries ہیں کہ جنہیں جب load shedding ہوتی ہے تو انہیں double loss production میں ہوتا ہے۔ ان کا خیال رکھا جائے۔

دوسری بات voltage ہے۔ 440 voltage کی جگہ 300 voltage آ رہی ہے۔ This increases the cost of production to the extent of 35% اس کا خاص خیال رکھا جائے۔ 25% increase ہو رہی ہے۔

تیسری بات جو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ بہت ساری edible items پر sales tax leviable نہیں ہے اور بہت ساری industries ایسی ہیں جن کا دارومدار ہی بجلی پر ہے۔ Basic raw material بجلی ہے یا پانی ہے یا دونوں ہیں۔ تو ان پر کیسے K.E. S.C. یا WAPDA والے sales tax charge کر رہے ہیں which is very heavy amount every month. لہذا ان industries پر جو food items سے related ہیں، edible ہیں، ان پر sales tax K.E.S.C charge نہ کرے، WAPDA charge نہ کرے یہی میری کچھ تجاویز تھیں اور ان کو میں writing میں بھی پیش کروں گا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے بہت تحمل کے ساتھ مجھے سنا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب الیاس بلور۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Thank you, Mr. Chairman! that you give me honour to speak in the presence of Honourable Finance Minister, a dynamic and very learned Finance Minister. I think he is the most political man than anybody else.

جناب والا! بجٹ کا سینیٹ میں آنا ہماری پارٹی کی ایک پرانی خواہش تھی۔ لیکن آج بھی ہماری یہ خواہش ادھوری ہے کیونکہ آج ہم بجٹ پر discussion تو کر سکتے ہیں لیکن بجٹ پاس کرنے کا حصہ نہیں بن سکتے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے further آگے بڑھانا چاہیے جیسے اسفند یار ولی خان صاحب نے کہا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ ایک ایسا ہاؤس ہے جو چاروں صوبوں کی برابر نمائندگی کرتا ہے۔ اس لئے اسے power ملنی چاہیے۔ اسے یہ power بھی ملنی چاہیے کہ یہ

بجٹ پاس کرے۔ بجٹ کے بارے میں گزارش ہے کہ میرے Honourable Minister for Finance has tried to present a balanced budget. میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ پہلے ہی کافی وقت ہو چکا ہے، شاہ صاحب کافی بول چکے ہیں۔ میرے چند دوستوں نے اس side سے ایک بات بار بار کی ہے۔ میں کہتا ہوں let us come and voluntarily do it. بار بار ایک بات کہتے ہیں کہ تنخواہ، یار کیا تنخواہ ہم لیتے ہیں؟ ۱۳۶۰ روپے۔ آؤ سب مل کر کسی کو خیرات دے دیں۔ غوری صاحب نے بھی تنخواہ کے اوپر بات کی، شاہ صاحب نے بھی کی، کیا تنخواہ دیتے ہیں؟ اس دن میں آیا۔ میرے ساتھ ایک industrialist تھا۔ میں تنخواہ کا چیک لینے لگا تو مجھے کہنے لگا کہ تجھے شرم آنی چاہیئے۔ یہ سینیٹ کی تنخواہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہی تنخواہ ہے۔ تو بھائیو! خدا کے واسطے! آپ کو اگر تکلیف ہے تو آئیے volunteerly surrender it. I will be the first person. ہر وقت یہ کہنا کہ اپوزیشن الاؤنس لیتی ہے اور بار بار واک آؤٹ کرتے ہیں۔ دیکھیں ہر آدمی کا ایک جمہوری طریقہ ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ وہ آتے ہیں اور تنخواہ لیتے ہیں، الاؤنس لیتے ہیں this is wrong. مہربانی کیجئے، بار بار یہ نہ کہیں۔ اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو آئیے! تنخواہ واپس کرتے ہیں، کیا فرق پڑتا ہے۔ کتنی تنخواہ مل رہی ہے؟ ۱۳۶۰ روپے تو ہمیں مہینے کے ملتے ہیں۔ الحمد للہ بہت تنخواہ ہے۔ Anyhow, sir, I am coming on the budget.

جناب بابر خان غوری: پوائنٹ آف آرڈر انہوں نے باقاعدہ نام لے کر بات کی ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے کہ وہ تنخواہ لیں۔ ہمیں یہ اعتراض ہے کہ کیا وہ یہ جائز سمجھتے ہیں اور انہوں نے جو تیرہ ہزار کی بات کی، وہ تیرہ ہزار کی بات نہیں ہے۔ Daily allowance کی بھی بات کر رہا ہوں اور جو ٹکٹ دیا جاتا ہے میں اس کی بھی بات کر رہا ہوں تو یہ total amount چالیس پنتالیس ہزار روپے بنتی ہے۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ کیا وہ جائز ہے؟ جس مقصد کے لیے آپ یہاں آرہے ہیں، الاؤنسز مل رہے ہیں اور وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا اور عوام نے جس مقصد کے لیے آپ کو بھیجا، آپ وہ کام نہیں کر رہے، تو کیا آپ کا ضمیر یہ بات گوارا کرتا ہے؟ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ جہاں تک تیرہ ہزار یا پندرہ ہزار کی بات ہے تو بھائی آپ مل کر بیٹھیں اور بڑھوائیں۔ ہم بھی خوش ہونگے اگر آپ بڑھوائیں گے لیکن بات یہ ہے کہ

الاؤنسز آپ کو مل رہے ہیں اور کام آپ نہیں کر رہے تو وہ غلط ہے۔ یہ بات میں نے کہی تھی۔ شکریہ۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman, I am sorry,

غوری صاحب اس کو ابھی بھی غلط طریقے سے بیان کر رہے ہیں۔ I object it. یہ جمہوریت کا ایک طریقہ ہے۔ ہمارے ایک فاضل سینیٹر صاحب جو ادھر سے تھے، جب آپ نے وسیم سجاد صاحب اور دوسرے منسٹر صاحبان سے اپوزیشن کو منانے کے لیے کہا تو ہمارے ایک young Senator صاحب جو (ق) لیگ کے سیکرٹیری جنرل بھی ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم نہیں مناتے لیکن یہ ایک جمہوری طریقہ ہے۔ اپوزیشن واک آؤٹ کرتی ہے۔ جو لیڈر آف دی ہاؤس ہیں یا منسٹرز ہیں وہ منانے کے لیے جاتے ہیں۔ وہ آئیں یا نہ آئیں، یہ الگ بات ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ غلط ہے، یہ سیاسی طور پر غلط بات ہے۔ اس کو میں نے سیاسی طور پر کہا ہے--

جناب چیئرمین: بجٹ پر آپ بات کریں۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے سمگلنگ کو کنٹرول کرنے کے لیے items پر ڈیوٹی کم کی ہے this is the only way. میں تھوڑا سا item-wise آؤں گا کہ یہی ایک راستہ ہے جس سے سمگلنگ کنٹرول ہوسکتی ہے لیکن میرے خیال میں کچھ اور items جناب فنانس منسٹر صاحب رہتے ہیں۔ مثلاً ٹائر ٹیوب اور بھی چند ایسے items ہیں جن میں ان کو ڈیوٹی کم کرنی پڑے گی اور اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرا item کیا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ DTRE بزنس کمیونٹی کو بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس میں simplification کی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ اس میں بیوروکریسی کچھ روڑا نہ اٹکائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے ۲ فیصد انکم ٹیکس میں reduction کی ہے اور maximum slab 35% رکھا ہے، یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں point-wise آ رہا ہوں I don't want to take long time.

چوتھی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو 160 billion رکھا ہے development projects, it is very encouraging. لیکن میں یہ request ضرور کروں گا کہ it should

اپنے میں اور be eventually and transparently spent on the four provinces. صوبے کی بات ضرور کروں گا شوکت عزیز صاحب۔ شوکت بھائی! بات یہ ہے کہ ہم نے 25/30 سال افغانستان کے اپنے مہاجر بھائیوں کا بوجھ اٹھایا ہے۔ ہمارے صوبے کو کچھ نہیں ملا، اربوں روپے کے ڈالر آئے ہیں۔ کچھ کوئی لے گیا، کچھ کوئی لے گیا ہے۔ ہمارے صوبے کو کوئی extra نہیں ملا۔ ہمارا infrastructure تباہ ہوا، ہماری roads ختم ہوئیں۔ ہمارے باغات، ہمارے درخت کاٹ کاٹ کر جلاتے رہے۔ ہمارے بھائی تھے، ہم نے سینے سے لگایا۔ افغان مہاجرین کا جو 160 ملین ہے اس میں سے مہربانی کر کے شوکت صاحب ہمارے صوبے کے لیے ایک خاص کوشش کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا. it is highly significant. ہاں housing میں جو آپ نے کیا ہے I must appreciate it. ہاؤسنگ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کافی انڈسٹریز چلتی ہیں۔ گھر بنانے میں وہ سب کچھ لگتا ہے۔ اس میں پائپ لگتا ہے، رنگ لگتا ہے اور کافی انڈسٹریز چلیں گی۔ میں اس دن بھی کسی دوست سے discussion کر رہا تھا کہ انہوں نے ایک بڑا target of tax collection 508 billion کا رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ بڑا ambitious target ہے لیکن میرے خیال میں یہ achieve اس لئے ہوگا کہ industrialization سے کاروبار بڑھے گا اور اس سے jobs بڑھیں گے۔ امید تو یہی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ Govt.servants کی پندرہ فیصد تنخواہ بڑھی ہے۔ اس سے بھی ان کی buying power بڑھے گی اور اسی طریقے سے انڈسٹری چلے گی، کوئی گاڑی خریدے گا، کوئی کیا کرے گا اور کوئی کیا خریدے گا۔ یہ بھی بڑی appreciable چیز ہے۔

جہاں تک گوادر کا تعلق ہے۔ میرے بلوچستان کے بھائی بڑے خوش نظر آ رہے ہیں۔ معافی کے ساتھ، فنانس منسٹر صاحب، یہ بڑے بیچارے لوگ ہیں۔ ان کو پتہ نہیں ہے۔ ان بلوچستان والوں کا کیا حشر آخر میں ہونا ہے۔ یہ incentive دے رہے ہیں ۔وہ incentive کیا ہوگا جناب؟ وہ گدون ہوگا، گدون کی طرح انڈسٹری قبرستان ہوگا اور وہاں کوئی incentive جو ہے -----

(مداخلت)

مسز پری گل آغا: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! فاضل مقرر نے بلوچستان کے بارے میں بات کی۔ تو ہم اتنے بیچارے نہیں ہیں جتنا انہوں نے ہمیں بنایا ہے۔ اصل میں بیچارے یہ خود ہیں۔ اللہ کا دیا ہوا بہت ہے، بلوچستان والوں کے پاس غیرت بھی ہے، طاقت بھی ہے، سب کچھ ہے۔ آئندہ کے لئے بلوچستان والوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال نہ کریں۔ آپ اپنے اپوزیشن والے بیچاروں کے لئے استعمال کریں۔

جناب الیاس احمد بلور: میں معافی چاہتا ہوں محترمہ سے، انہوں نے اس کو دوسری طرح لیا۔ میں تو ان سے ہمدردی ظاہر کر رہا تھا۔

مسز پری گل آغا: ناں۔ ناں۔

جناب الیاس احمد بلور: اور میں یہ آج بھی کہتا ہوں۔ میں آج دعوے سے on floor of the House کہتا ہوں اور یہ ریکارڈ پر رہے گا۔

مسز پری گل آغا: جناب والا! بیچارے نہیں ہیں۔ کیا ضرورت ہے بلوچستان والوں سے ہمدردی کرنے کی۔

جناب الیاس احمد بلور: بیچارے تو نہیں ہیں۔ آپ بات تو سن لیں ناں۔ میں جو آج کہہ رہا ہوں، میری بات سنیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے ساتھ اور ہمارے صوبے میں گدون امازئی میں ہوا ہے، انڈسٹری کا قبرستان بنا ہوا ہے اور گوادر بلوچستان میں جو کچھ سڑکوں کا ہو رہا ہے، سڑکیں ضرور بنیں گی، سارا کچھ بنے گا لیکن اس انڈسٹری کا فائدہ کون اٹھائے گا؟ میں جو کہنا چاہتا ہوں محترمہ، میری بات سن لیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور آج میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جب گدون انڈسٹریل زون میں incentives دیئے گئے تھے اس کا فائدہ فرنٹیئر کے لوگوں نے نہیں اٹھایا۔ اس کا سارا فائدہ کراچی اور پنجاب کے ان دوستوں نے اٹھایا اور وہ وہاں کی ساری انڈسٹری کو چھوڑ کر چلے گئے، وہاں کی انڈسٹری وہاں رہی، اور بنکوں کے پیسے بھی کھا گئے اور انڈسٹری چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ اب قبرستان بن گیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں محترمہ کو کہ ایک ایسا قانون بنائیں اور فنانس منسٹر کو یہ request کریں کہ اگر وہاں کوئی انڈسٹری لگانے آئے تو اس کو جس طرح آج افغانستان اور دوسرے ملکوں میں ہے کہ local investors کو بیچ میں invest

کروائیں۔ اس کا partner بنوائیں۔ چونکہ باہر والا آدمی آ کر پیسے لگا کر اپنے پیسے نکال کر بھاگ جاتا ہے، اسے کیا پرواہ ہے۔ مستقل تو آپ لوگ ہیں۔ فرنٹیئر میں ہم لوگ تھے۔ این ڈبلیو ایف پی میں ہمارے پختونخواہ میں پانچ فیصد لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ 95% پنجاب اور کراچی سے لوگ آئے، پیسے بنا کے، لے کر اور لوٹ کر اور دروازے بند کر کے چلے گئے اور بنکوں کے پیسے بھی کھا گئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان والوں کو گوادر سے جو فائدہ ملنے کا جوش ہے I am sorry, I have doubt, ایک بزنس مین لیڈر کی حیثیت سے میری ایک سوچ ہے اور ایک چھوٹے صوبے کا آدمی ہونے کی وجہ سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے یہ ایک خواب ہے اور اللہ کرے ایک چھوٹے صوبے کے خواب کی تعبیر ہو۔ اگر بلوچستان ترقی کرے، تو پاکستان ترقی کرے گا۔ اگر سرحد پختونخواہ ترقی کرے تو پاکستان کی ترقی ہوگی۔ پنجاب ترقی کرے تو پاکستان کی ترقی ہوگی۔ یہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن میں جس چیز سے ڈرتا ہوں کیونکہ یہ میرے ساتھ ہو چکی ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان والو! خدا کے لئے اس پر ذرا سوچتے رہو۔

اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب نے اپنی بجٹ تقریر کے بعد پریس کانفرنس کی، اس میں بڑی خوبصورت بات کہی جو بجٹ میں ہم نے نہیں سنی تھی۔ انہوں نے یہ کہا کہ سی بی آر نئے investors کو بنیادی طور پر یہ بتا دے گا کہ آپ نے in advance کیا کرنا ہے، کیا کرنا چاہیے۔ It is highly appreciable, it is for the first time. ایک اور بات انہوں نے کہی کہ one, single audit اب single audit کے متعلق انہوں نے بڑا categorically کہا اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اگر sales tax کا single audit ہو، میں technical باتیں single audit کے متعلق کر رہا ہوں، ایک نئے SRO کا letter issue ہوا ہے جو 26 section 45 (a) ہے جس میں کہا گیا ہے The managerial note for the word and collector, and collector adjudication shall be substituted.

(b) For subsection (4) the following shall be substituted namely:

یہ جو powers سارے namely: the collector or the collector judicature may in respect of any case decided by any officer subordinate to him, exercise all or any of the powers of the board specified in sub section (1).

اب یہ جو ایک نیا پیرا آیا ہے اس کے متعلق میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ پیرا اس لئے آیا ہے کہ اپنے audit کو ایک کے بعد چار audit دو audit تین audit justify کرنے کے لئے industrialists کے لئے یہ پیرا آیا ہے تو I will request the honourable Finance Minister کہ اس پیرے کو مہربانی کریں، نکالیں، کیونکہ آپ نے بڑے پیارے انداز سے کہا ہے کہ ایک audit ہو گا دوسرا نہیں ہو گا۔

اب میں تھوڑی سی وہ باتیں کروں گا جو میرے ذہن کے مطابق اس بجٹ میں غلط ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ investment کے لئے اس میں کوئی investment friendly چیز نہیں دی گئی۔ وزیر خزانہ صاحب سے اور صدر مملکت صاحب سے بھی meeting میں ہم نے کہا تھا کہ نئی industrialization کے لئے source of investment نہ پوچھا جائے حالانکہ اس میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اگر یہ اپنے بجٹ میں announce کر دیں تو اس میں کوئی تکلیف نہیں ہے، ایک یا دو فیصد پر انسان ڈالر باہر سے منگوا کر وہ clear ہو سکتا ہے۔ شوکت عزیز صاحب کو یہ سارا کچھ پتا ہے، یہ تو خود کھلاڑی ہیں ماشاء اللہ ہر چیز خود جانتے ہیں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ announce کرنے میں ان کو کوئی تکلیف ہوتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا تھا اور میں نے شوکت عزیز صاحب سے یہ درخواست کی تھی personally بھی کی تھی اور صدر پاکستان سے بھی کی تھی اور business federation کی طرف سے بھی ان کے ساتھ meeting میں کی تھی کہ جو نیا آدمی investment کرتا ہے تو اس پر sales tax and tax ہمارے under developed areas, mean to say in the interior of Sindh, interior of Punjab جہاں industrialization نہیں ہے، صوبہ سرحد اور بلوچستان ان کو کوئی tax holiday دینا چاہیئے، یہ بار بار بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ IMF کی conditionalities اور World Bank کی conditionalities ہم پر ختم ہو گئی ہیں تو میرا خیال ہے کہ نئی سرمایہ کاری کے لئے اگر tax holiday دیا جائے تو that will be sales tax and income tax holidy, they will bring money میں یہ کہنا چاہتا ہوں، میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر شوکت عزیز صاحب نے بھی کہا اور ہم خود بھی جانتے ہیں کہ چار billion US dollars expatriates کے پاکستان میں آئے، وہ کہاں گئے، وہ صرف

property اور stock exchange میں گئے۔ ہم business community والے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ پیسہ صنعت میں آئے تو poverty alleviation تب ہوگی۔ اگر industrialization ہوگی تب وہاں ملازمت ملے گی۔ اگر industrialization ہوگی تب لوگوں کا پیٹ بھرے گا، لوگ ملازم ہوں گے، اس وقت جو ہزاروں کی تعداد میں پڑھے لکھے بچے پھر رہے ہیں۔ حکومت down sizing کر رہی ہے، سارا کچھ کر رہی ہے، بینکوں نے بھی down sizing کر دی، سب نے کر دی، لوگوں کو گھروں میں بٹھا دیا۔ تو میں یہ سمجھتا تھا کہ investment friendly budget کے لئے کہ یہ چار billion dollar جو باہر سے آئے ہیں اگر اس سے industry لگتی تو پچاس فیصد سے زیادہ آپ کی poverty alleviation ہوتی۔ غربت کے خاتمے کے لئے سب سے بڑی چیز industrialization ہے۔

جناب والا! میں honourable Finance Minister سے پوچھتا ہوں کہ غریب آدمی کو بجٹ سے کیا ملا، کچھ بھی نہیں ملا، اگر آپ کہتے ہیں کہ کچھ ملا تو میرے ذہن کے مطابق کچھ نہیں ملا۔ جب ہم کہتے ہیں بجلی کے rate کم کرو تو درمیان میں IPP آ جاتی ہے اور کہتے ہیں فلاں نے کیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ گیس کے ساتھ کس نے کیا۔ Is gas not your natural resource? Why can not you reduce the prices of gas? Why are the prices of gas going so high? For God's sake give some relief to the poor people.

ہاں میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ غریب آدمی کو یہ relief ملا ہے کہ نیا کوئی ٹیکس نہیں لگا۔ اب شوکت عزیز نے خود ایک اچھا کام کیا تھا جب وہ سینیٹر نہیں تھے اور فنانس منسٹر تھے۔ ہم نے ان سے بار بار ایک request کی تھی کہ RBD ایک آئل ہے جس کی انڈیا میں import ban ہے۔ وہ انہوں نے ban اس لئے کیا کہ they are very health conscious اور وہ اپنے عوام کی health کے لئے زیادہ سوچتے ہیں۔

جناب والا! Olein Oil کا melting point 14 سے لے کر 17 تک ہوتا ہے جبکہ RBD کا melting point 38 plus ہوتا ہے۔ ہم نے ان سے بار بار request کی اور meetings کیں اور انہوں نے مہربانی کی کہ Olein کی ڈیوٹی کم کر دی اور RBD کی زیادہ رہی، 9150 کر دی۔ اس سے فائدہ ہوا کیونکہ RBD کی direct filling, melting point of which is 38.5

اس کو اگر آپ ڈبے میں ڈال دیں تو وہ automatically گھی بن جاتا ہے اور اسے 38 or process کی ضرورت نہیں ہوتی اور جس کا melting point 14 to 17 ہے اس کو process کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گھی process سے بنے تو وہ صحت کے لئے برا نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین! انہوں نے اس بجٹ میں ایک ایسی مہربانی کر دی کہ crude palm oil کے اوپر 500 روپے ڈیوٹی کم کر دی اور انہوں نے یہ بڑے فخر سے فرمایا کہ ہم نے raw material پر duty کم کر دی۔ حضور! crude palm oil سے یہاں RBD بنے گا۔ ان کو کس نے کہا 18000 ton capacity کی industry ہے۔ یہاں میں بتاتا چلوں کہ دو بالکل تیار کھڑی ہیں اور تیسری بن رہی ہے۔ اس وقت چار Industries وجود میں ہیں اور یہ صرف RBD بنائیں گی۔ They don't have the capacity, ان کے پاس وہ dehydration نہیں ہے کہ یہ اس کا Olein بنا سکیں۔ آپ نے crude palm oil پر duty کم کر کے اچھا نہیں کیا۔ آپ نے خود ہی اس قوم کے غریب عوام کی صحت پر مہربانی کی تھی۔ اب پھر اس کو کیوں کیا؟ آپ اس کو withdraw کریں۔

جناب والا! اگر میں یہاں ایک لفظ کہہ دوں تو میرا خیال ہے برا نہیں منائیں گے کہ یہ lobby budget ہے۔ جو lobby زیادہ مضبوط ہے اس نے اپنا کام کروا لیا۔ یہ تو refinery کی lobby ہے۔ دوسری seed کی lobby، محترمہ نے seed کے بارے میں کہا تو seed والوں پر جو انہوں نے 20% sale tax لگایا ہے اور seed inspection کے اوپر 20% لگایا ہے، یہ بھی ان کی lobby ہے۔

جناب والا! ایک کام انہوں نے بڑا اچھا کیا ہے کہ اس پر وہ کم از کم documented ہو گئے ہیں۔ وہ جو tax oil پر لگائیں گے وہ documented ہوں گے۔ ابھی جو 10% ڈیوٹی دے کر oil بیچتے تھے اس میں ان کو فائدہ تھا کیوں کہ وہ documented نہیں ہوتے تھے، نہ ہی کوئی گھی والا document دیتا تھا، نہ income tax دیتا تھا۔ انہوں نے documented تو کر لیا لیکن ان کو 10% duty ختم کر کے further 2% کا فائدہ ملا اور definitely جیسے محترمہ نے کہا کہ جو بیجائی کے لئے seed ہے اس پر duty نہیں ہونی چاہیئے کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے seed lobby کو نوازا گیا اور جس طرح پچھلے 10 سال سے نوازا جا رہا ہے تو پاکستان

cotton جو کہ یہ ہے آپ کی خوش قسمتی ہو گا۔ seed کے معاملے میں کبھی خود کفیل نہیں ہو گا۔

grow ہوتی ہے جس کی وجہ سے آپ کو cotton seed oil ملتا ہے ورنہ آپ کو کوئی اور seed نہیں مل سکتا کیوں کہ seed lobby اتنی مضبوط ہے اور وہ اتنا benefit لے جاتے ہیں کہ جو local seed growers ہیں وہ بیچارے grow نہیں کر سکتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ it should not be for the growers. اس کے بعد ایک بہت important بات ہے جو میں Finance Minister کے سامنے ہاؤس میں کہنا چاہتا ہوں اور پاکستان کے عوام سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں مارک اپ ریٹ بہت کم ہوئے ہیں۔Treasury Bill کے تو 1.7, 1.6 ہوگئے ہیں۔ لیکن اس میں ایک اتنا بڑا تضاد ہوگیا ہے جناب کہ امیر امیر تر ہوجائے گا اور medium طبقہ پس جائے گا۔ %2 کے مارک اپ پر، %3 مارک اپ پر، %5 مارک اپ پر، مگر میرے جیسے medium class کے آدمی کو %10 ,%8 مارک اپ پر ملے گا اور جو غریب لوگ، چھوٹے لوگ ہیں ان کو %16 مارک اپ پر دیتے ہیں۔ اب میرے پاس سب کے نام بھی ہیں، لیکن I don't want to take their name and the Finance Minister knows it very well. تو یہ اتنا زیادہ فرق ہے۔ تو balance sheets تو خود بخود تباہ ہو جائیں گی۔ جس کا %2 کے مارک اپ پر loan ہے یا %3 مارک اپ پر loan ہے، اس کا اور %10 اور %16 مارک اپ والے loan کی balance sheet کا تو بیڑہ غرق ہوجائے گا automatically. تو یہ کیسے balance sheet چلے گی۔ اتنا فرق نہیں ہونا چاہیئے۔

کل نثار میمن صاحب نے ایک بات کی، یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بجٹ کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ نہروں پر hydro کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ جناب وزیر خزانہ صاحب میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے پر غور کریں، جس کا میں نمائندہ ہوں، اس کے لئے آپ نے کیا کیا ہے اس بجٹ میں۔ میرے پاس تو 35000 mega watts capacity ہے electricity کی اور میرے پاس اتنے mineral resources ہیں، تو میرے صوبے کے لئے آپ نے کیا رکھا ہے۔ ایک تو بدقسمتی یہ ہے کہ ہم لوگوں کو intentionally ہرایا گیا پتا نہیں کون سی طاقتیں تھیں۔ علماء حضرات کو MMA بنا دیا گیا۔ یہ وہی لوگ تھے جو ایک شیعہ کو شیعہ کافر اور سنی کو سنی کافر کہتا تھا۔ یہ ایک دوسرے کو کافر کہتے

تھے، آج وہ اکٹھے ہوئے اور MMA کو بنایا گیا صرف nationalist parties کو ہرانے کے لئے۔ میرے صوبے کی تو بدقسمتی ہے کہ اس میں investment تو آنی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دو MNAs خود جلوس کو lead کر کے بورڈ اتار رہے تھے، توڑ رہے تھے جس پر لڑکی کی تصویر لگی ہوئی تھی اور وہ ایک ایک بورڈ بیس، بیس، پچیس، پچیس لاکھ روپے کا ہے۔ اور وہ ان کو توڑ کر چلے گئے ہیں اور ان MNAs کی تصاویر GEO TV پر نظر آئی ہیں۔ اب میری بدقسمتی یہ ہے کہ میرے پاس investor نہیں آئے گا۔ وہ investor کہاں سے آئے گا، باہر سے تو آئے گا نہیں۔ تو جناب وزیر خزانہ صاحب میرے صوبے پر مہربانی کریں، میرا صوبہ تو تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ وہ جو دو MNAs lead کر رہے تھے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، 1970 ، میں جب ہماری حکومت تھی، ارباب سکندر مرحوم گورنر تھے، یہی مفتی محمود صاحب چیف منسٹر تھے، میرے چھوٹے بھائی نے جلوس نکالا، وہ پختون اسٹوڈنٹ فیڈریشن کا صدر تھا، وہ پورے صوبے کا صدر تھا، افراسیاب خٹک، وہ بہت نامی گرامی آدمی ہے، انہوں نے جلوس نکالا، انہوں نے صرف مشرق اخبار کے بورڈ اتارے، کیونکہ مشرق اخبار اس وقت مرکز کے پاس تھا اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی یہاں مرکز میں حکومت تھی، مشرق اخبار کے بورڈ انہوں نے اتارے اور پندرہ دن جیل میں رہے وہ سارے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب اگر جماعت اسلامی سے اتنے ڈرتے ہیں تو استعفیٰ دے دیں۔ میں نے تو اس دن کہا ہے، حافظ حسین احمد صاحب سے کہا ہے، حافظ صاحب آپ ڈرتے ہیں، آپ میں اتنی جان نہیں ہے، دو گھنٹوں کے لئے تو گرفتار کر لیتے ان دونوں آدمیوں کو جو lead کر رہے تھے جلوس کو۔ یہ کون سا اسلام کہتا ہے۔ کیا اسلام میں یہ ہے کہ آپ بورڈ توڑ دیں، اس طرح کون سی investment آئے گی۔ وزیر خزانہ صاحب ہمارے یہاں تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اور دوسری بات جناب کہ I have received 40, 50 calls from Lahore, Karachi, Interior Sindh مبارک ہو، مبارک ہو، مسلمان ہوگئے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ شریعت نافذ ہوگئی ہے۔ میں نے کہا سندھ والوں کو بدبختو! محمد بن قاسم آیا تھا صرف اور پھر چلا گیا تھا، basically اسلام کو تو ہم پٹھان ہی لے کر آئے ہیں۔ ہمیں کس لئے کہتے ہو۔ وہ کہتے ہیں نہیں، نہیں، ابھی تم لوگ مسلمان ہوگئے ہو، تمہارے ہاں شریعت آگئی ہے۔ کل جمعہ کی چھٹی بھی منا رہے ہو۔

جناب وزیر خزانہ صاحب ہمارے صوبے پر مہربانی کریں، ہم پر ذرا رحم کھائیں۔ ہمارے صوبے کے لئے بالکل کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ جہاں تک سمیڈا (SMEDA) ہے۔ اب نہروں کے لئے آپ نے پیسے رکھے ہیں، تو ہمارے لئے بھی فنانس بل میں کچھ پیسے رکھیں ناں۔ جہاں تک سمیڈا کا تعلق ہے، وزیر خزانہ صاحب سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ آج تک سمیڈا نے کیا کیا ہے، سمیڈا نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں، I am from private sector, I am business community leader, I know SMEDA has done nothing, why to waste your money on SMEDA? اور آپ ہر وقت Small and Medium industries کی بات کرتے ہیں، اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔

جناب وزیر خزانہ! ایک اور بہت اہم چیز جس کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ ہمارے ہاں جیسے اسفند یار ولی خان نے یہ کہا کہ تمباکو کی کتنے بلین کی ایکسائز ڈیوٹی ہے۔ جی میں tobaco کی بات کر رہا ہوں۔ چونکہ یہ ایک agriculture product ہے جس کا سارا ٹیکس لے لیا جاتا ہے۔ مجھے ایک دوست نے یہ کاغذ بھیجا ہے کہ اس کے متعلق ضرور بات کریں۔ ہمارے سرحد میں تین سو فلور ملیں بند ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم گندم پیدا نہیں کرتے۔ گندم ہمارا بڑا بھائی پنجاب پیدا کرتا ہے اور transportation کی وجہ سے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ پہلے ایسا نہیں تھا، یہ تحفہ، یہ مہربانی ہمارے ساتھ میاں نواز شریف صاحب نے کی تھی کہ انہوں نے prices میں rate of difference کر دیا۔ پاکستان جب سے بنا تھا کراچی سے لے کر خیبر تک گندم کی خرید اور فروخت کا ایک ہی ریٹ ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے difference کر کے اپنے پنجاب کے دوستوں سے ووٹ لینے کے لئے جو بھی کیا، اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے۔

جناب والا! اس وقت 27 departments ہیں اور اس پر بہت working ہو چکی ہے۔ ایک businessman 27 انسپکٹروں کو face کرتا ہے اور ہر انسپکٹر یہ چاہتا ہے کہ میں Chief Executive سے ملوں، مینجر سے بات نہیں کرنا چاہتا، Chief Executive سے ملوں یا ڈائریکٹر سے ملوں۔ جناب! خدا کے لئے اس پر کافی کام ہو چکا ہے، فیڈریشن نے اس پر کافی کام کیا ہے، حفیظ پاشا صاحب کے وقت میں کام کیا ہے۔ آپ کے سامنے سارا ریکارڈ موجود ہے، ان 27 departments کو، جس میں کچھ صوبائی ہیں، کچھ وفاقی ہیں، ان کو اکٹھا کیجئے۔ ہم سے ٹیکس وہی

لیں جو اب لے رہے ہیں، جو بنتے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم سے ٹیکس کم لیں، ٹیکس وہی لیں۔ لیکن ہم ان 27 departments کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ ہر انسپکٹر کو ہم payment نہیں کر سکتے، ہر انسپکٹر سے ہم مل نہیں سکتے، we don't have that much time, either we should work or we should just meet them. For God's sake this is very important issue.

جناب چیئرمین! میں آخر میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے ایک request کرتا ہوں کہ یہ ہمارا prerogative ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے anomaly committee بنائی ہے۔ اس میں انہوں نے سیکرٹری فنانس، سیکرٹری انڈسٹری، چیئرمین سی بی آر کو شامل کیا ہے۔ ارے بابا خدا کا واسطہ ہے انہوں نے تو بجٹ بنایا ہے وہ ہماری anomalies کو کیسے ٹھیک کریں گے، why don't you take one man from the Senate, one man from the National Assembly and two persons from the private sector تب anomaly ٹھیک ہو گی۔ ورنہ وہ جو لوگ ہیں وہ کیا خاک ہماری anomaly ٹھیک کریں گے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں ایوان سے کہ چیئرمین صاحب! you are the Chairman and this is the National budget, Finance Minister صاحب بھی موجود ہیں، میں ان سے یہ request کرتا ہوں کہ اس میں ایک آدمی سینیٹ کا، ایک آدمی قومی اسمبلی کا اور دو business community کے آدمی بیٹھیں، یہ کمیٹی بنے تو تب یہ anomalies ختم ہوں گی۔

جناب والا! اگر یہ کاپی ایوان میں ممبران کو تقسیم کروا دیں۔ ایک بہت ہی اہم چیز کی طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ 1800 سی سی سے اوپر والی موٹر کار پر ٹیکس معاف اور اس سے نیچے local manufacturers کی لابی اتنی مضبوط ہے کہ وہ ہر حکومت میں فائدہ اٹھاتی ہے۔ جناب والا! میں یہ کاپی لایا ہوں۔ Local car assemblers evaded custom; sales tax worth Rs. 622 million. یہ میں نے نہیں کہا جناب، یہ Auditor General نے رپورٹ کیا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان کے متعلق کیا ہوا؟ آج بھی ڈیڑھ لاکھ روپے کی گاڑی بک رہی ہے۔ گاڑی کی payment آپ کرتے ہیں، جب ہم بات کرتے ہیں، میں نے جناب President صاحب سے اس دن بات کی تو انہوں نے کہا کہ یار انہوں نے تو production double کر دی

on the ہے۔ میں کہتا ہوں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں یہ بھی آپ کو دعوے سے کہتا ہوں floor of the House وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نے deletion programme شروع کیا ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ deletion programme کیا ہوتا ہے جناب؟ let me tell you آپ نے شاید visit کیا ہو۔ وہ Vendor Industry کا کہہ دیتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ ہم نے Vendor سے بنوایا ہے۔ مثلاً میں اگر ٹیوٹا بنا رہا ہوں تو میں نے آفریدی صاحب کو اپنا Vendor بنا لیا ہے کہ یار تم مجھے shock absorber supply کرنا۔ آفریدی صاحب جتنے shock absorbers کی مجھے ضرورت ہوتی ہے وہ import کرتے ہیں اور مجھے دے دیتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ یہ local Vendor سے خریدے ہیں۔ جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیوں اتنا پیار ہے۔ اس لابی کے ساتھ کیوں اتنا پیار ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم دو سے تین ہزار کم کریں گے ارے بھائی کیوں؟ انڈیا میں تو ڈھائی لاکھ روپے میں Maruti آپ لے سکتے ہیں جو fully loaded ہے۔ یہاں پر پانچ کی کیوں ملتی ہے؟ Why? جناب! یہ بہت کھا چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر car manufacturing companies کو ایک ایک کمپنی کو دو سے تین بلین کی چھوٹ مل رہی ہے۔ اگر وہ چھوٹے صوبوں کو مل جائے تو میں کہتا ہوں کہ وہاں صنعتیں ہی صنعتیں لگ جائیں۔

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ تو foreign investment لائے ہیں۔ ارے صاحب foreign investment اب کون سی، وہ تو کروڑوں اب تک لے جا چکے ہیں۔ اس ملک میں deletion programme اگر دیکھا جاتا تو نتائج کچھ اور ہوتے۔ اس وقت کیا ہو رہا ہے؟ اس وقت ملک میں جتنے بھی medicines بنانے والے ہیں، foreign investors جو آئے ہوئے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ وہ باہر سے مال منگوا کر اسے pack کر کے یہاں صرف آپ کو بیچتے ہیں۔ کس نے raw material منگوایا ہے؟ صرف ICI نے industry لگائی ہے اور اس کے علاوہ ایک پاکستانی Firm نون گروپ "لاہور سے ہے" ان دونوں نے لگایا ہے۔ باقی raw material کون بناتا ہے یہاں پر؟ کوئی بھی نہیں بناتا، یہ totally import ہوتا ہے pack ہو کر بک جاتا ہے۔ یہ ہمارے وزیر صحت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں یہ پتا ہے، کافی حد تک پتا ہے۔ ان چند الفاظ کے ساتھ آخر میں، میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ ان car manufacturers کو، خدا کے لئے

ٹھیک کیا جائے۔ وہ کافی لوٹ چکے ہیں۔ انہیں پاکستان کو اور لوٹنے کی اجازت نہ دی جائے۔

میں ایک بار پھر Finance Minister Sahib کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا لیکن جو غلطیاں تھیں یا میرے ذہن کے مطابق جو نقائص تھے یا جو بات ہونی چاہیئے تھی، میرا یہ فرض بنتا تھا کہ یہ میرے بھائی ہیں، میں ان کو بتاؤں Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Syed Dilawar Abbas.

Syed Dilawar Abbas: Honourable Chairman! thank you very much for giving me the floor. It is so unfortunate that the Opposition has again taken, in the larger interest of democracy, which they think they are preaching, the line of boycott. So, in this situation when they have boycotted the session, which is the most important session of the Parliament, when the budget has been placed first time before the Senate on great demands and expectations from previous Assemblies and previous Senates, they have decided to be away from the House. We can see how this debate has given the boost, when our brother Asfandyar Wali from the other side, Ilyas Bilour have participated in the discussion and debate. They must realize the importance of this session. They represent the public and their voters to whom they are deceiving and to whom they are, I will choose the word "cheating" by not participating in this debate.

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

آج صبح کی effort میں اور کل کی effort میں جب کہ ہمارے Parliamentary

اور بہت سے دوسرے لوگ جمہوری روایات کو پورا کرنے کے لئے، Leader Wasim Sajjad انہیں منانے کے لئے جاتے رہے اور جو انکی ذمہ داریاں ہیں ان کو یاد دلاتے ہیں۔ تب بھی انہوں نے یہی attitude رکھا ہے جو کہ وہ کہتے ہیں کہ آئین کا حصہ نہیں، جس کی وہ خود پیداوار ہیں، جس کی بدولت اس وقت یہ بجٹ بھی پہلی دفعہ پیش ہوا ہے، اب اس کو حصہ نہ ماننا اور کبھی ایک کلاز، کبھی دوسری کلاز، کبھی دس کلازز، کبھی پندرہ کلازز، میرا خیال ہے کہ وہ خود نہیں جانتے کہ کہاں ٹھہریں گے اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے، ان کا یہاں نہ ہونا ایک بہت بڑا قومی سانحہ ہے۔

Coming to the budget now, Sir, I will take some help and assistance because I will be taking on the figures. So, I will come to the budget now, and I will take assistance from notes. Government is to be complemented on presenting an investment friendly, development continuity and progressive budget. Particularly with no new taxes. It is a very balanced budget which with help to promote business atmosphere and activity further. Now coming to the gap between the receipt and the expenditure of Rs. 179 billion is proposed to be financed by internal and external borrowing keeping the overall budgetary deficit within the target of 4% which will be a great achievement once the budget will be passed and implemented. It is very creditable that in the budget a number of measures including a substantive relief of 15% by way of increase in salary of government servants and all employees including the pensioners have been offered which helps the Government to fulfil its promise of providing relief to the concerned.

A public sector development programme P.S.D.P. at Rs. 160 billion with 21.50 % over previous year revised estimate and poverity alleviation

related social sectors pendings at Rs. 185 billion are in the right direction for achieving our main objectives. Similarly 20% increase in allocation of health sector at Rs. 2. 795 billion is also an indication of Governments determination to extend greater medical care to the common people. 30% higher allocation for development projects and facilitation to SME's sector and provision of micro credit would further help in creating job opportunities, specially in the private sector.

Now under the new *Tameer-i-Pakistan* programme which was started in 2003 under the direction of the Prime Minister with initial allocation of Rs. 2 billion will be supplemented by a further allocation of Rs. 3. 6 billion. Under this programme legislatures would recommend the scheme of roads, electrification, communication which would also help in poverty reduction, because these projects will be at the level where all projects should be implemented and where all common people, poor people will get benefit and in the areas of the M.N.As and MPAs and the parliamentarians will be implemented, it will be the right direction. So, this is the one very significant portion of the budget which is presented with an objective. The Finance Minister has announced 25% reduction in excise duty on cement and a limitation of excise duty on wire and cable which will catergorically and definitely boost the construction industry. Other exemptions given in the related sector will definitely be a boost to the building and construction industry in the larger interest of the public.

Housing sector has been focussed in the budget as a one main sector for which government is launching up programme for providing

homes to the government employees by granting loans for house building, from House Building Finance Corporation and there is the same increase in the limit of tax exemptions on mark up and reduce mark up on such loans. It is felt that similar loan facility with tax exemption should also be extended to private sector. This is what should be our recommendation.

Gawadar port which has been declared as a special economic zone which will be free of custom duty, sales tax and all other government levies, within seven years tax holiday will certainly be a very positive step to boost the exports. Similar zone are also required to be created at country's airports for boosting exports of our fresh fruits, vegetables with the swift shipment to the countries where those can be exported.

Repealing the wealth tax Act of 1963 is a very good step and government by taking the step in ending a lingering apprehension amongst the tax payers which is a great step. Now to encourage the industry and investment in industrialization a proportion has been made in the budget to provide initial depreciation to plants and machinery imported with the second hand and used in the country which is another right step in the right direction for bringing a new investment in the country at all levels whether it is a medium size or a large size industry. This is a point worth noting that this sort of exemption was very important.

The decision to have only one audit in the year by the Sales Tax department would encourage businessmen to be more cooperative. This is a very important step because the businessmen are always under the fear and terror of this audit hanging twice a year, thrice a year and at the

will of the government machinery. It will give them a clear and fair chance to defend themselves during only one audit.

Expenditure on social services including education has been placed in the budget at Rs. 16.40 billion which is 20.4% increase and higher than the revised estimate for 2002 - 2003. This shows the present government's commitment to promote higher education in the country. I come to this point where I would like to make a recommendation to the Finance Minister and that I will make a directly but I will point out here that the Federal government provides different subsidies to achieve economic objectives. Allocation for subsidies in the budget have been kept at Rs. 64.5 billion as compared to Rs. 49.8 billion in the revised estimate in the year 2002-2003.

The refineries which should have been on the price parity formula are still enjoying to get a 7 billion subsidy from the federal government. This is what I am going to recommend and discuss with the Federal Minister and making my recommendation that this should be discouraged. Similarly provision of 11.70 billion to pick up cash short fall of "KESC" is an extra burdon on the national exchequer. Steps should also be taken in the direction that the "KESC" should be more active, more performance oriented organization by now. Why it is so that we have to take and our exchequer has to allocate another eleven point some billion rupees to the "KESC". So I would say that the liabilities of the public sector enterprises for which a huge amount of rupees 21.50 billion has been kept in the budget without any detail. I would like to get some detail which I will get

from the Finance Minister but this is another huge amount that the public sector enterprises are still getting 21 . 50 billion. So these are the figures which I just wanted to point out and I would have to make certain recommendations which I am going to make to the Finance Minister directly or through your honourable office and I feel the budget is a continuity of progress, development, industrialization and looking after in the long run the interest of the common people. Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Kaml Ali Agha.

جناب کامل علی آغا: جناب break کرلیں۔

جناب چیئرمین : اچھا ٹھیک ہے ۔ Then we adjourn now for prayers and the lunch to meet again at 3.00 p.m sharp انشاء اللہ۔

And I will request to member to please restrict their speeches to maximum ten minutes because there are many speakers still.

[The House then adjourned for prayers/lunch to meet again at 3.00 p.m.]

[The House re-assembled after the Zuhur prayer].

جناب چیئرمین: السلام علیکم، مسز رزینہ عالم خان۔

مسز رزینہ عالم خان: اگر مہربانی سے کورم پورا ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: ہاں بالکل آپ بولیں گی تو خود ہی آئیں گے۔

جناب بابر خان غوری: پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے ایک matter پر آپ سے بات کرنی تھی۔ جو business رہ گیا ہے اور last time بھی یہ ہوا تھا کہ آپ نے رولنگ دی تھی کہ اس کو next session میں لے لیں گے۔ تو یہ جناب والا! business already موجود ہے

اس میں questions ہیں motions اورجو بھی چیزیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو اگلے اجلاس کے لیے رکھ دیں۔

جناب چیئرمین: اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔

جناب بابر خان غوری: موشن move کر دیتا ہوں۔ اگر بولیں تو پڑھ دوں۔

جناب چیئرمین: بابر صاحب کے ساتھ coordinate کر لیجیئے گا۔

جناب بابر خان غوری: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی آپ شروع کریں I think then *Insha Allah*

مسز رزینہ عالم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین صاحب، میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے اس بجٹ اجلاس میں اپنے خیالات اور اپنی سفارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! ہمارے سینیٹ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ بجٹ اور مالیاتی بل پر ہمارے ممبران کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے، اپنی سفارشات دینے اور بجٹ کے متعلق بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ یہ ایک تاریخی بات ہے اور قابل فخر ہے۔ اس کی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان بالا کو ایک بہت بڑا اعزاز ملا ہے۔ بجٹ کو پارلیمنٹ میں discuss کرنے کی تاریخ دیکھیں تو 1822 میں پہلا بجٹ بنا اور اس کو پارلیمنٹ میں discuss کرنے کی اجازت ملنے میں سو سال لگ گئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا ایوان بالا جو ہے وہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ بغیر کسی قربانی کے، بغیر کسی انتظار کے، انتظار تو خیر کیا ہے لیکن ہم لوگوں کو جو یہاں اجازت ملی ہے اور ایک نئی بات ہوئی ہے یہ بہت بڑا اعزاز ہے اور اس کا credit جو ہے وہ LFO کو جاتا ہے۔ ہمارے اپوزیشن والے جس LFO پر اتنی لے دے کر رہے ہیں، اگر دیکھا جائے تو اس میں ملک کی بہتری اور پارلیمنٹ کی بالادستی کی بہت سی شقیں ہیں اور اس کے ذریعے اس پارلیمنٹ کو اعزاز ملا ہے اور یہاں کی sovereignty برقرار رہی ہے۔

جناب چیئرمین ! Budget is the real source of sovereignty in parliament.
اور اس حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ یہ اس ایوان کے لیے ایک اعزاز کے ساتھ ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی لایا ہے۔ وہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم کو اس حوالے سے جو سفارشات دینی یا بجٹ کے

مختلف پہلوؤں کو discuss کرنا ہے یا تجاویز دینی ہیں اس سلسلے میں ہم ایک مثبت کردار ادا کریں اور اس ذمہ داری کو بطریق احسن ادا کریں۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اپوزیشن اس ذمہ داری سے کیوں گریزاں ہے؟ کیوں اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں؟ کیوں اس ذمہ داری کو نہیں سمجھ رہے ہیں؟ جیسا کہ پہلے فاضل مقررین نے فرمایا کہ یہ کسی جماعت کا بجٹ نہیں ہے، یہ پاکستانی قوم کا بجٹ ہے۔ پاکستانی ہونے کے ناتے اور اس ایوان بالا کے معزز اراکین ہونے کے ناتے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اس میں شریک ہوں اور یہ جو ذمہ داری ہم پر عائد کی گئی ہے اس کو پورا کریں۔

مجھے وہ دن یاد ہیں، یہ حال ہی کی بات ہے کہ جب عراق پر حملہ ہوا تھا تو ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور بہنوں نے رضاکارانہ طور پر یہ قبول کیا تھا کہ وہ بحث میں حصہ لیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا اپنا ملک، ہمارے مسائل اور ہمارا بجٹ اس سے زیادہ اہمیت کے حامل ہونے چاہئیں۔ بے شک وہ بھی ہمارے مسلمان بھائی تھے اور ہیں۔ ان کے لئے بات چیت کرنا، ان کے لئے وقت دینا بھی بہت ضروری تھا لیکن اپنی قوم اور اپنے ملک کا بجٹ ان کی بے توجہی کا شکار ہو، میں سمجھتی ہوں نامناسب ہے۔ میں ان سے اپیل کرتی ہوں، اگرچہ ان کا کوئی بھی رکن یہاں پر موجود نہیں ہے لیکن پھر بھی ان سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ آئیں اور اس ذمہ داری کو پورا کریں۔

جناب چیئرمین! ہر اعزاز اپنے ساتھ ایک ذمہ داری لاتا ہے۔ میری اپیل ہے کہ اپوزیشن والے آئیں اور اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔ بجٹ پر اپنے خیالات اور سفارشات کا اظہار کریں۔ میں جناب وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں، اگرچہ وہ ابھی تک تشریف نہیں لائے تاہم جن حالات میں انہوں نے ملک کی اقتصادی ذمہ داری قبول کی، وہ بہت مشکل حالات تھے۔ پچھلے کئی سالوں سے وہ اس سے نبرد آزما ہیں اور انہوں نے جو نیا بجٹ پیش کیا ہے، یہ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ مشکل حالات میں economy سنبھالنا اور اس کو سہارا دینا یہ ایک انتہائی مشکل کام ہے۔ اس میں ان کی اور ان کے محکمے کی بیحد جان فشانی شامل ہے۔ اس کے لئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور مبارکباد دیتی ہوں کہ نامساعد حالات میں، جبکہ ہماری معیشت بہت دگرگوں حالت میں تھی، اس حالت میں انہوں نے اس معیشت کے لئے بہت کچھ

کیا ہے۔ میری طرف سے وہ بہت تحسین کے مستحق ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ایک متوازن بجٹ ہے۔ اور جس طرح گھریلو بجٹ میں بھی گھر کا ہر فرد مطمئن نہیں ہوتا اور ہر فرد کی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں اسی طرح قومی اور ملکی بجٹ میں بھی کچھ طبقات اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی توقعات پوری نہیں ہوتیں یا جن کے لئے اس بجٹ میں اتنا کچھ نہیں ہوتا جتنی وہ اس سے امیدیں وابستہ کر چکے ہوتے ہیں۔ اگر اس میں کچھ کمی رہ گئی ہے آہستہ آہستہ وہ کمی بھی پوری ہوگی۔ چونکہ ہماری economy جو ہے وہ strong ہوتی جا رہی ہے۔ بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارا اگلا بجٹ وہ کچھ لائے گا جو اس بجٹ میں کچھ لوگوں کو محسوس نہیں ہوا۔ یہ بجٹ اقتصادی خود مختاری کی طرف پہلا قدم ہے اس میں growth rate 5.1 کے حساب سے بڑھا ہے جو کہ بہت اچھا ہے چونکہ میں خود بھی معاشیات کی طالبہ رہی ہوں۔ تو اس کے علاوہ جو ترقیاتی کاموں کے لئے 30% مختص کیا گیا ہے بلکہ allocation کو بڑھایا گیا ہے تو وہ بھی ایک بہت بڑا قدم ہے کیونکہ developmental programmes کے لئے جو رقم رکھی جاتی ہے اس کے کئی impacts ہوتے ہیں economy۔ پر کیونکہ ایک طرف وہ employment generate کرتی ہے اور economic activity پھر بڑھتی ہے اور اس طرح معیشت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے لیکن کچھ لوگ یہ محسوس کرتے ہیں اور وہ مجھ تک پہنچے ہیں۔ کہ غریب کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا اس بجٹ سے جتنا وہ امید رکھتے تھے۔ تو جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کے مختلف پہلوؤں سے ان لوگوں کو آشنا کروائیں جو اس باریکی کو نہیں سمجھ پاتے کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔ تو ہم لوگوں کو چاہئے کہ ہم سب ان کو بتائیں کہ کس طرح جب development programme بنتا ہے تو اس میں روزگار مہیا کئے جاتے ہیں اسی طرح جب housing کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اور جب housing industry کو relief ملتا ہے اور اس کو encourage کیا جاتا ہے تو اس سے کتنے لوگوں کی employment بڑھتی ہے۔ کتنا سامان manufacture ہوتا ہے۔ تو اس طرح اس کے کچھ پہلو ایسے ہیں جن کے بارے میں میں سمجھتی ہوں کہ ایک قوم کے افراد کی حیثیت سے یا عوامی نمائندوں کی حیثیت سے ہم لوگوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کے مثبت پہلوؤں کو اور جو اس کی ایسی در پردہ چیزیں ہیں جو ایک عام انسان کو نظر نہیں آتی ہم ان کے

سامنے لائیں اور اس کا بہتر پہلو کیا ہے وہ ان کو بتائیں۔ کیونکہ میں تو خود اس علاقہ میں کام کرتی ہوں جہاں غربت کی لائن سے نیچے افراد رہتے ہیں اور وہاں پر یہ حال ہے جناب والا! اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ ناشتے میں کیا کھاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دو گلاس پانی اور وہ بھی صاف نہیں ہوتا۔ اور یہاں کے بچے سڑکوں سے خربوزے اٹھا کر کھاتے ہیں۔ میں اس علاقے میں جا کر کام کرتی ہوں۔ لیکن میں یہ آپ کو بتا دوں کہ وہاں پر بھی حالات بہتر ہو رہے ہیں اور ہم ان کو بتاتے ہیں کہ اس بجٹ میں آپ کے لئے بھی بہتری کا سامان ہے۔ حالانکہ وہ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ تو ہم لوگ یہ کرتے ہیں کہ جو چیز آتی ہے تو امید رکھتے ہیں کہ حکومت سب کچھ کر کے ہمارے ہاتھ میں دے دے اور میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے ساتھ ساتھ جو ہمارا private sector ہے ہم لوگ ایک nation کے طور پر اپنا اپنا فرض ادا کریں اور ان لوگوں کو جن کو اس بجٹ سے توقعات پوری ہوتی نظر نہیں آرہی ہیں ان کو یہ بتائیں کہ یہ بجٹ ایک متوازن اور ایک عوام دوست بجٹ ہے اور اس میں بہت سے ایسے پہلو ہیں جس سے ایک عام آدمی کی زندگی پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔

جناب چیئرمین! میری کچھ سفارشات ہیں جو کہ میں نے لکھ کر دے دی ہیں۔ لیکن بجٹ کے کچھ پہلوؤں پر بہت مختصراً کہنا چاہوں گی۔ اگرچہ غربت کی کمی کے لئے 161 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ 185 ارب اگلے سال ہو جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی رقم ہے اور اگر اس کو صحیح طریقے سے صحیح جگہ پر خرچ کیا جائے تو ایک بڑی تعداد جو ہے غریب لوگوں کی وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ میری اس سلسلے میں ایک suggestion ہے کہ parliamentarians کو تعمیر پاکستان کے لئے جو رقم دی جارہی ہے اس میں اگرچہ infrastructure کے لئے وہ لوگ پیسہ خرچ کرتے ہیں پانی، بجلی اور گیس کی فروغ کے لئے اپنے اپنے علاقہ کی، اگر اس میں کوئی percentage دس سے پندرہ فیصد کو غربت کے خاتمے کے project شروع کرنے کے لئے رکھا جائے تو میں سمجھتی ہوں جناب والا! زیادہ بہتر ہو گا۔ اور جو parliamentarians ہیں وہ ظاہر ہے جن علاقوں سے آتے ہیں وہ اپنے علاقوں کے مسائل سے واقف ہوتے ہیں اور وہ اس رقم کو بہتر طور پر اپنے اپنے علاقوں میں خرچ کر سکتے ہیں تو اگر یہ conditional کر دیا جائے کہ اس رقم کا 10% to 15 % غربت کے خاتمے کے

لئے خرچ کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بہتر قدم ہو گا۔

جناب والا! جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے' اس کے بارے میں جو رقم مختص کی گئی ہے اس سے بہت سارے شعبوں میں employment generate ہو گی لیکن چونکہ 1.2 million لوگ ہر سال ہمارے ملک میں بے روزگار ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے' ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں پر ایسے projects شروع کئے جائیں جن سے self employment کے مواقع ملیں۔ اگر دیکھا جائے تو دنیا کے وہ ممالک جہاں پر بے روزگاری کا مسئلہ ہے' اس کو حل کرنے کے لئے جہاں industrialization کے ذریعے سے employment create کی جاتی ہے' وہاں پر ان کو employees مہیا کرنے کے لئے جامع programmes for skill training شروع کئے جاتے ہیں اور ان programmes کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو self employ کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ بجٹ میں اس چیز کے لئے کوئی خاص رقم مختص کی جائے اور اسے rural area میں skill training کے لئے خرچ کیا جائے اور یہ پروگرام کم تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے ہوں۔ اس کے بعد micro credit کے ذریعہ ان کو کچھ رقم فراہم کی جائے جس سے وہ حاصل شدہ skill training سے اپنی آمدن میں اضافہ کر سکیں تو یہ بھی غربت دور کرنے کے لئے ایک اچھا پروگرام ہو گا۔

جناب والا! یہاں پر میں حکومت کی اس کوشش کو سراہوں گی جس کے تحت micro financing اور خوشحالی بنک جیسے ادارے قائم کئے ہیں اور بہت کچھ کر رہے ہیں۔ خوشحالی بنک نے غالباً 33 اضلاع میں اپنی branches کھولی ہیں اور انہوں نے 75000 لوگوں کو قرضہ فراہم کیا ہے لیکن یہاں میری ایک اور بھی گزارش ہو گی کہ جس علاقے میں، میں رہتی ہوں' وہاں پر کچھ خواتین ایسی ہیں جنہوں نے اس بنک سے loan لیا ہے اور کام شروع کیا ہے۔ تو جو mark up rate ہے یا rate of interest ہے' وہ اگر کم کیا جائے یا گورنمنٹ کے بنکوں کے 8.5% یا 9% کے برابر ہو یا اس سے بھی اگر کم ہو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ جو micro credit ہے وہ غریب ہی لیتے ہیں ۔تو اس کا rate of interest کم رکھا جائے اور ان بنکوں کو ہدایت کر دی جائے یا کوئی ایسا طریقہ ہو جس سے دوسرے بنکوں کا اور خوشحالی بنکوں کا rate of interest کم ہو۔

اس کے علاوہ جو چھوٹ دی گئی ہے پھلوں کو grading کرنے کی اور سٹور کرنے کی یا مشینری import کرنے کے لئے excise duties کم کئی گئی ہیں، اس کو میں بہت سراہتی ہوں کیونکہ ایک چیز میں نے دیکھی ہے کہ ہم عورتوں کی empowerment کی بات کرتے ہیں لیکن جب تک وہ معاشی طور پر empower نہیں ہوں گی اور خود کچھ کمانے کے قابل نہیں ہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم ان کو empower نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں پھل اور سبزیوں کو سٹور کرنے اور ان کی processing کرنے کے اور اس سے متعلقہ آلات پر جو حکومت نے relief دی ہے، میں اسے بہت appreciate کرتی ہوں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ دیہی علاقوں میں خواتین کو جدید طریقے سے trained کرنے کے لئے کوئی training workshops ہوں یا ان کے لئے کوئی facilities ایسی ہوں جس سے وہ اپنے علاقے میں پھل، سبزی اور دوسری چیزیں سٹور کرسکیں اور process کرسکیں اور پھر اس کو export کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑا قدم غربت دور کرنے کے لیے اور خواتین کو empower کرنے کے لیے ہوگا۔ جناب عالی! جہاں تک مزید صنعتوں کا تعلق ہے۔ حکومت نے جو کچھ large scale industries کے فروغ کے لیے کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ قابل تحسین ہے لیکن جو small scale industries یا cottage industries یا ہینڈی کرافٹ کے فروغ کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارا آئندہ جو بجٹ ہو یا ہمارے آئندہ جو ترقیاتی پروگرامز کے لئے رقوم مختص کی جائیں اس میں اس چیز کی provision رکھی جائے۔

جناب والا! جو food support programme ہے جس کے تحت 2.5 ارب روپے مہیا کیے گئے ہیں اور اس کی جو سبسڈی ہے جو دو ہزار روپے سے بڑھا کر ۲۴۰۰ روپے کر دی گئی ہے۔ جو غرباء میں پیسے تقسیم کیے جائیں گے وہ بھی اس حکومت کا ایک بہت قابل فخر کارنامہ ہے جو غریبوں کے لیے اتنی relief دی گئی ہے۔ لیکن اگر اس رقم کو بڑھایا جائے اور اگلے بجٹ میں اس کو دوگنا کر دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ غربت میں جو کمی ہوگی اس میں زیادہ مدد ملے گی۔

جناب والا! ہمارے بجٹ میں جو تعلیمی اخراجات کے لیے رقم مختص کی گئی ہے اس میں جو اضافہ کیا گیا اس پر بھی میں مبارکباد دیتی ہوں کہ اس حکومت نے تعلیم کی اہمیت سمجھی

اور تعلیم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رقم میں ۸۰ فیصد کا اضافہ کیا۔ جو کہ قابل تحسین ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی ضروری اقدام ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم کے شعبے میں ٹیچرز کی ٹریننگ کے لیے جو پروگرام بنا ہے ۔ کیونکہ جو نیا سلیبس ہے۔ اس کے لیے ٹیچرز کی training بہت ضروری ہے اور اس کے لیے وزارت تعلیم نے جو پروگرام بنایا ہے۔ میرے خیال میں وہ بہت جامع ہے۔ اس سے جو اساتذہ ہیں ان کو تربیت حاصل ہوگی اور اس سے بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔

جناب والا! ایک چیز جو میں یہاں عرض کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ جو ہماری non-formal education ہے۔ اس پر پہلے بھی بہت توجہ دی گئی ہے لیکن وہ خاطر خواہ نتائج نہیں نکلے جو نکلنے چاہیئں تھے۔ جس کی وجہ میں سمجھتی ہوں ----

(Interruption)

Mr . Chairman: Please try to conclude now because you have taken a lot of time.

مسز رزینہ عالم خان: جی اچھا' جو non-formal education کا ٹیچرز training پروگرام ہے اس پر توجہ دینے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہمارا جو drop out rate بہت زیادہ ہے۔ ۵۰ فیصد پرائمری لیول پر drop out ہو جاتے ہیں۔ جو learners ہیں۔ تو ان کو main stream میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ نان فارمل ایجوکیشن میں ٹیچرز ٹریننگ پروگرام میں بہت توجہ دی جائے۔ افراط زر پر کنٹرول کیا گیا ہے اور وہ ۳.۲ فیصد ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ جو ۴ فیصد ٹارگٹ ہے اس سے بھی کم ہے اور یہ بھی ایک بہت بڑی achievement ہے۔ اس بجٹ میں جو دی گئی ہے ۔ اس کے لیے میری ایک اور چھوٹی سی گزارش ہوگی کہ قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے۔ چونکہ ہم جب لوگوں سے بات کرتے ہیں اور جو غریب طبقہ ہے ان کو بتاتے ہیں کہ دیکھیں افراط زر کم ہو گیا ہے لیکن مہنگائی میں اس تناسب کے ساتھ کمی نہیں ہوئی۔ جس کے لیے قیمتوں پر کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ بھی میں سمجھتی ہوں کہ قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنا ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! جو کچھ ہم نے حاصل کیا جس طرح کی اکنانومی ہمیں ملی اور جس طرح اس حکومت نے اس اکنانومی کو مضبوط کیا یہ بھی ایک بہت قابل فخر کارنامہ ہے لیکن جب تک ہم لوگوں میں fiscal responsibility پیدا نہیں ہوگی تو یہ حالات، سال نہیں لگے گا کہ دوبارہ بگڑ سکتے ہیں۔ ٹیکس کلچر کے فروغ کے لئے بحیثیت قوم کام کرنا چاہیے اور fiscal responsibility حکومتی اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہمیں اپنانی چاہیے تاکہ ہم کوئی ایسے اخراجات کے لئے نہ loan لیں جو کہ غیرترقیاتی اخراجات ہوں۔ ہم ایک fiscal responsible nation کے طور پر ہوں اور اس کے لئے ہمیں اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں، میں کہوں گی کہ یہ ابھی تو ہمارا پہلا قدم ہے جو کہ ہماری معیشت کی بحالی اور معیشت مضبوط کرنے کے لئے ہوا ہے۔ لیکن ہونا یہ چاہیے کہ یہ پہلا قدم مستقبل کی بنیاد بن جائے اور ہم آئندہ بھی جہد مسلسل سے اس سفر کی منزل کو پا لیں۔ وہ منزل یہ ہے کہ جب ہمارے ملک کے ہرشہری کو کم از کم بنیادی ضروریات مہیا ہوں۔ میری دعا ہے کہ آئندہ بجٹ اور مالی سال بہتر سے بہتر ہوتے جائیں اور جس سے ایک عام آدمی کی زندگی میں بہتر تبدیلی آئے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ مسٹر کامل علی آغا۔

جناب کامل علی آغا: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج صبح جب اجلاس کی ابتداء ہوئی تو حسب روایت اس اہم ترین اجلاس میں پورے سال کے لئے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جو پالیسیاں مرتب کی جانی درکار ہیں، ان پر بات کرنے اور ان مسائل کے حل کے لئے اخراجات طے کرنے اور اس پر بات کرنے، اس ہاؤس کے ہر اس فرد کی ذمہ داری ہے جو یہاں پر موجود ہے۔ لیکن حسب روایت وہی طریقہ کار اپنایا گیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف اور صرف شخصیات کے مفاد کی سیاست کے لئے کیا جا رہا ہے۔ میرا اپنا رویہ تھا اور میں نے اس پر جو بات کی، میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرا حق بنتا ہے۔ یہ درست ہے کہ میرے ہاؤس لیڈر نے مجھے اس بات پر منع کیا لیکن جب بلور صاحب نے on the floor of the House اس بات کو دہرایا تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ

ضروری ہوگیا کہ میں بھی اس معاملے پر بات کرسکوں۔ انہوں نے ایک فقرہ کہا، جس میں انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ کار غلط تھا تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ طریقہ کار غلط تھا۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا کہ ایک بندہ، بار بار اس کو گھر سے روٹھ کر جانے کی عادت تھی۔ روز اس کو گھر والے منا کر لے آتے تھے۔ ایک دن گھر والوں نے فیصلہ کیا کہ آج اس کو منا کر نہیں لانا۔ یہ جو قضیہ ہے اس کو ختم کرنا ہے۔ آج اگر یہ جاتا ہے تو جائے، شام ہوگئی، اندھیرا قریب تھا تو اس نے سوچا کہ اب گھر بھی جانا ہے، کیا طریقہ اپنایا جائے، اس کے گھر کی بھینس کا بچھڑا یعنی کٹا گھر جا رہا تھا تو اس نے اس کی دم کو پکڑ لیا، جب وہ شخص گھر کے قریب پہنچا تو حمید اللہ آفریدی نے پوچھا کہ بھئی آپ تو ناراض ہو کر چلے گئے تھے اب گھر کی طرف کیوں جا رہے ہو تو کہنے لگا کہ میں تو نہیں جا رہا ہوں یہ کٹا مجھے لے جا رہا ہے۔ تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب ان کے متعلق یہ طریق اپنانا چاہیئے کہ یہ کٹے کی دم پکڑ کر یہاں واپس آئیں۔ ہم ان کو لے کر نہ آئیں کیونکہ میرے نزدیک یہ جس بات پر احتجاج کر رہے ہیں وہ کچھ ایسے ہے کہ اس کی ابتداء آئین کی جو تبدیلی ہے جس کو LFO کہا جا رہا ہے اسی کے تحت ہوئی اور الحمد اللہ آج یہ اسمبلیاں بحال ہوئیں اور یہ سارا process جاری و ساری ہے اور ہم یہاں بیٹھ کر عوام کے مسائل کی اور بجٹ کی بات کر رہے ہیں۔

آج صبح اپوزیشن کے کچھ ارکان سے ہماری بات چیت بھی ہوئی ہم نے ان سے کہا کہ آپ بجٹ پر چند تقاریر ضرور کریں، اپنا اجتماعی موقف بجٹ کے اوپر پیش کر دیں، اس سے شاید اس بجٹ میں کوئی ایسی نشاندہی کریں جو عوام کی فلاح کے لئے ہو اور ہمارے علم میں نہ ہو ہم بھی آپ کے اس عوامی فلاح کے موقف کے ساتھ قائل ہیں اور پھر ہم اس کے اندر کوئی تجویز دے سکیں اور جو عوامی مفاد کی بات ہو وہ قومی اسمبلی میں approve ہو جائے اور آئندہ سال میں ہم کسی عوامی فائدے کا باعث بن جائیں۔ وہ لوگ اس بات پر agree تھے اور اس بات کو سمجھ رہے تھے لیکن چند لوگ جو اس بات کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں --

(اس مرحلے میں ڈپٹی چیئرمین جناب خلیل الرحمٰن نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی فرمائیے۔

جناب کامل علی آغا: ان کی وجہ سے اس مسئلے کا حل نہ ہو سکا اس پر ہمیں افسوس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں سینیٹ کے اندر پہلی مرتبہ بجٹ کے اوپر بات کرنے کا اور تجاویز مرتب کرنے کا موقع ملا ہے اس کو appreciate کیا جانا چاہیئے تھا اور اس موقعے کا بھرپور فائدہ اٹھایا جانا چاہیئے تھا۔ سینیٹ کے ممبران کی طرف سے قطع نظر اس بات کے کہ کوئی اپوزیشن میں ہے کوئی treasury benches سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھرپور تجاویز دینی چاہئیں تھیں۔ بہرطور انشاء اللہ ہم آپ کے سامنے اور قومی اسمبلی کے سامنے ایسی تجاویز رکھیں گے کہ ایک مثال قائم ہوجائے اور یہ پتا چلے کہ سینیٹ نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تجاویز مرتب کی ہیں اور عوامی فلاح کی تجاویز ہیں۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ چھپن سال میں یہ پہلا بجٹ ہے کہ جس میں ہمیں یہ نظر آ رہا ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور یہی نہیں اس بجٹ کے اندر 259 اشیاء پر duties کم کی گئی ہیں اور یہ تمام وہ اشیاء ہیں جو raw material کے طور پر ہماری industry استعمال کر رہی ہے۔ اس عمل سے پاکستان میں بننے والی اشیاء کی قیمتوں میں کمی واقع ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اس بجٹ کو عام آدمی کا بجٹ نہیں سمجھ رہے، وہ media کو مخالفت برائے مخالفت کے اصولوں پر، اپنی ذات کو اجاگر کرنے کے لئے misguide کر رہے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ 259 اشیاء پر ڈیوٹی کم کرنے سے عام آدمی کی فلاح ہو گی، عام آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ ملازمین کی تنخواہوں میں 15% اضافہ ایک ریکارڈ اضافہ ہے۔ یہ بھی پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین پاکستان کے عام شہری ہیں اور ان کی تنخواہوں میں 15% اضافہ غریبوں کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جانا چاہیئے۔ جتنا اضافہ ہو گا پاکستان کے عوام corruption سے بچیں گے۔ سرکاری ملازمین آسان طریقے سے اپنی زندگی کو گزاریں گے۔ عام آدمی پر بوجھ کم ہو گا اور اس کو اپنا کام کروانے کے لئے رشوت کا ذریعہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پنشن میں اضافہ بہت بڑی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو

highlight کیا جانا چاہیئے۔ اس لئے بھی کہ آج تک پنشن میں اضافے کی سوچ کم تھی، پنشن میں کمی کی بات ہمیشہ ہوتی رہی۔ جب بھی economy پر بوجھ آیا، پنشن میں کمی کا طریقہ کار استعمال کیا گیا لیکن پہلی مرتبہ 15% اضافہ ایک ریکارڈ اضافہ ہے۔ اس سے بڑی بات کہ بیواؤں کے لئے NSS سکیم کو بحال کیا گیا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حکم ہے کہ بیوہ کی داد رسی ہونی چاہیئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہیئے، یہ طریقہ کار ایک بہتر طریقہ کار ہے اور اس کو مزید آگے بڑھایا جانا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامل علی آغا صاحب ذرا winding up شروع کر دیں۔

جناب کامل علی آغا: جناب میں اتنا ہی ٹائم لوں گا جتنا مجھ سے پہلے مقرر نے لیا۔ House Building Finance کو employees کے لئے جاری کرنا اور بالخصوص جو اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ employees کو مکانات کی تعمیر کے لئے قرضے دیئے جائیں گے، یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ یہ بھی ایک ایسا فیصلہ ہے کہ جس سے وہ لوگ مستفید ہوں گے جن کو آج تک پاکستان میں چھت میسر نہ آسکی - میرے نزدیک یہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عام آدمی کے لئے جو اضافہ کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ خوش آئند بات ہے اور یہ تقریباً 80% کا اضافہ ہے جو کہ بہت بڑی amount ہے جو غریب آدمی کو اور عام آدمی کو گھر تعمیر کرنے کے لئے میسر آئے گا اور ان کو چھت میسر آئے گی۔

جناب چیئرمین! یوں تو یہاں پر بات ہوئی کہ قیمتوں میں اضافے کو روکنے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔ یہ بات درست ہے کہ ہمارے میڈیا نے اس میں کوئی کارکردگی نہیں دکھائی لیکن اگر حقائق سامنے رکھے جائیں تو پچھلے تین سالوں میں اتنی increase واقعی نہیں ہوئی جتنی گزشتہ، اس سے گزشتہ تین سالوں میں ہوئی تھی۔ آج الحمد اللہ اگر آپ آٹے کو دیکھیں تو بیس کلو آٹے کا تھیلہ تین روپے کم قیمت پر بازار میں میسر ہے اور دال چنا، جس کے بارے میں روایتی انداز میں کہا جاتا ہے کہ دال بھی میسر نہیں، وہ ایک سال قبل 34 روپے کلو بازار میں مل رہی تھی، آج 18 روپے کلو بازار میں میسر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو highlight کیا جانا چاہیئے۔ آج سیمنٹ کی ڈیوٹی میں 25 فیصد کمی کر کے اس بجٹ میں وہ سہولت دی گئی ہے جو کہ remarkable

سہولت ہے اور ہمیں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے دوسری اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں کمی کرنے کے لئے سیلز ٹیکس میں کمی کرنی چاہیئے۔ سیلز ٹیکس ہمارے لئے، پبلک کے لئے آج پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ لوگوں کو سہولت دینے کے لئے حکومت کو اس بجٹ میں یہ ترمیم ضرور لانی چاہیئے کہ ٹیکسوں کا جو طریقہ کار ہے اس کو one window operation چلایا جائے تاکہ انڈسٹری والے بھی پریشان نہ ہوں اور عام کاروباری طبقہ جو ہے، اس کو بھی سہولت میسر آ سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ کے پاس تین منٹ اور ہیں۔

جناب کامل علی آغا: جناب والا! food support programme جو اس بجٹ کے اندر 2.5 بلین روپے کا رکھا گیا ہے۔ میں اس میں تجویز کرنا چاہوں گا کہ اس پروگرام کو جو پہلے سے موجود ہے، صحیح طریقے سے نہیں چلایا جا رہا، اس کا نظام درست کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ یہ 12 لاکھ غریب گھرانوں کی امداد کا پروگرام ہے اور 12 لاکھ غریب گھرانوں کو واقعتاً یہ امداد میسر آنی چاہیئے۔ اس میں بہت سی شکایات عوامی سطح پر سامنے آئیں، جن کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ تعلیمی بجٹ میں 80 فیصد اضافہ ایک remarkable اضافہ ہے۔ میں اس پر حکومت پاکستان کو appreciate کرتا ہوں اور داد وتحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! یہ بڑی خوش آئند بات ہے، ہمارے smart وزیر اس ہاؤس میں موجود ہیں، میرے complements کو ان کی خوشامد نہ سمجھا جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صحت کے شعبہ میں انہوں نے جو ایک بلین روپے کا اضافہ کروایا ہے، یہ پاکستان کی 56 سالہ تاریخ میں پہلا واقعہ ہے۔ ہم اس پر ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس میں سب سے بڑی بات جو physically دیکھی ہے، میں نے لاہور میں ہسپتالوں کے اندر خاص طور پر زید ہسپتال میں، میں نے دیکھا ہے کہ ایمرجنسی کے اندر تمام ادویات جو کہ board of governor بننے کے بعد لوگوں کو میسر نہیں تھیں، آج الحمد اللہ ان بورڈز کے خاتمے کے بعد emergency میں آنے والے تمام مریضوں کو تمام ادویات دستیاب ہیں۔ میں اس بات پر بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

ختم کیا جائے لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر یہ اپنے ملازمین سے بجلی کا بل وصول نہیں کرتے، گلیوں میں لگے کھمبوں کا بھی بل لیتے ہیں، حالانکہ یہ کھمبے تو سڑکوں پر لگے ہوتے ہیں، لیکن یہ اللہ کو بل معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ تجویز کرنا چاہیئے کہ اگر یہ اور کچھ نہیں کر سکتے تو یہ domestic rate پر ان سے بل وصول کریں۔

جناب چیئرمین! آخر میں کسٹم کے بارے میں، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بجٹ کے اندر جناب شوکت عزیز صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہم نے کسٹم کے نظام میں دن رات سروس کا آغاز کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ محکمہ بھی عام آدمی پر عذاب الٰہی کی طرح نازل ہوتا ہے، لوگ بزنس کرتے ہیں، import and export کرتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ یہ محکمہ سب سے زیادہ discouragement کا باعث بنتا ہے، ہماری انڈسٹری کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو لوگ باہر سے raw material کی صورت میں انڈسٹری کے لئے مال منگواتے ہیں۔ یہ موقعے پر bargaining کرتے ہیں اور اس کے بعد harassment create کرتے ہیں اور پھر لوگوں کو black mail کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں تجویز کرتا ہوں کہ consumers کی کمیٹیاں بنائی جائیں اور clearance کے وقت ان کمیٹیوں کو inspection کا حق ہو اور وہ decide کریں کہ اس آئیٹم پر کون سا اصول لاگو ہونا چاہیئے اور اس پر کون سی ڈیوٹی لاگو ہوتی ہے جو کہ prescribed ہے۔ کیونکہ prescribed ہونے کے باوجود یہ black mailing کرتے ہیں اور اس سے discouragement ہوتی ہے-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ wind up تو نہیں ہے یہ تو wound up ہے۔ اب تو آپ کے پاس کچھ کہنے کے لئے بھی نہیں رہا۔

جناب کامل علی آغا: جناب چیئرمین! اس بجٹ میں یہاں پر ایک آئیٹم دی گئی ہے اور اس کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ ان اشیاء پر ڈیوٹی کم کی جائے گی جو اشیاء پاکستان میں smuggling کا باعث بنتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان items کو بھی بحال کیا جانا چاہیے اور import list کے اوپر لانا چاہیے، جو اشیاء پاکستان میں smuggle ہو کر آ رہی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو بیوروکریسی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کی وجہ

جناب چیئرمین! وہ سرمایہ دار ہیں جو بیوروکریسی کی ملی بھگت کے ساتھ ان items کے اوپر پابندی لگوانے کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ میں ان items کی نشاندہی کرتا ہوں۔ electronics کی items پاکستان میں بے تحاشا smuggle ہو کر آ رہی ہیں لیکن اس بات پر توجہ اس لئے نہیں دی جا رہی کہ کروڑوں روپے ماہانہ کرپشن کی صورت میں، رشوت کی صورت میں کچھ جیبوں کے اندر جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آغا صاحب you have to think of the other speakers

جناب کامل علی آغا: پس یہ آخری item ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Then I will switch off the mike.

جناب کامل علی آغا: آپ switch off کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس اختیار ہے۔ لیکن آپ یہ اختیار بھی استعمال کریں جناب چیئرمین! پرانے spare parts پاکستان میں آپ جہاں مرضی جائیں کوئی پچیس ہزار کے قریب دکانیں ہیں۔ کہ یہ جو پچیس ہزار دکاندار ہیں وہ بے روزگار ہوئے ہیں۔ لوگ یہاں پر smuggling کا مال استعمال کر رہے ہیں، sale کر رہے ہیں۔ ہر آدمی اسے استعمال کر رہا ہے۔ اپنی گاڑی میں انجن ڈلواتا ہے، smuggle شدہ ڈلواتا ہے، لیکن بیوروکریسی اس کی import کی اجازت اس لئے نہیں دیتی کہ کروڑوں روپے جو ان کی جیبوں میں جاتے ہیں اس smuggling کی وجہ سے، وہ بند ہو جائیں گے اور عام آدمی کو سہولت ہو گی۔ میں اس بات کو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جناب! پچیس ہزار دکاندار ہوں گے، پچیس ہزار workshops ہوں گی۔ ہر workshop میں چار بندے ملازم ہونگے، ہر دکان پر چار ملازم ہونگے۔ دو لاکھ گھرانے قحط سالی کا شکار ہیں، بھوکے مر رہے ہیں لیکن کوئی توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہو گی کہ import policy میں اس کو شامل کیا جائے اور free import کی اجازت دی جائے۔ بہت بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ آپ کی اجازت نہ ملنے کے باوجود جو بات کی اس کی میں معذرت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

مرضی جائیں کوئی پچیس ہزار کے قریب دکانیں ہیں۔ کہ یہ جو پچیس ہزار دکاندار ہیں وہ بے روزگار ہوئے ہیں۔ لوگ یہاں پر smuggling کا مال استعمال کر رہے ہیں، sale کر رہے ہیں۔ہر آدمی اسے استعمال کر رہا ہے۔ اپنی گاڑی میں انجن ڈلواتا ہے، smuggle شدہ ڈلواتا ہے، لیکن بیوروکریسی اس کی import کی اجازت اس لئے نہیں دیتی کہ کروڑوں روپے جو ان کی جیبوں میں جاتے ہیں اس smuggling کی وجہ سے، وہ بند ہو جائیں گے اور عام آدمی کو سہولت ہو گی۔ میں اس بات کو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جناب! پچیس ہزار دکاندار ہوں گے، پچیس ہزار workshops ہوں گی۔ ہر workshop میں چار بندے ملازم ہونگے، ہر دکان پر چار ملازم ہونگے۔ دولاکھ گھرانے قحط سالی کا شکار ہیں، بھوکے مر رہے ہیں لیکن کوئی توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہو گی کہ import policy میں اس کو شامل کیا جائے اور free import کی اجازت دی جائے۔ بہت بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ آپ کی اجازت نہ ملنے کے باوجود جو بات کی اس کی میں معذرت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Yes, Mr. Babar Khan Ghauri.

Mr. Babar Khan Ghauri: Mr Chairman! on behalf of Mr. Sana Baloch, Hameedullah Afridi, Anisa Zeb Tahirkheli, Bibi Yasmeen and myself. I want to move a motion.

"میں ایک motion پیش کرتا ہوں کہ موجودہ اجلاس کے لئے دیئے گئے تمام سوالات، قراردادیں، Call Attention Notices، تحریک التواء، تحریک استحقاق motion under rule 194, اور دیگر bills یہ اجلاس ختم ہونے پر lapse نہ کئے جائیں بلکہ انہیں آئیندہ اجلاس میں لے لیا جائے"

Mr. Deputy Chairman: Now I put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: Now before I call the next speaker I

have an earnest request to this House. I have sixteen people who have to speak and there is absolute paucity of time. I need your coordination and cooperation. Please restrict yourself between 5-7 minutes so that everybody gets a chance. When everybody starts eating up, curling up half an hour, I am afraid we cannot go through it. So it is my earnest request to you, please cooperate.Now the next speaker is Mrs. Abida Saif.

مسز عابدہ سیف ایڈووکیٹ: جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بجٹ جیسے موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب کو آپ کے توسط سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے مالی سال 2003-04 کے لئے ایک نہایت ہی متوازن اور پاکستانی معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے والا بجٹ پیش کیا ہے۔ اس بجٹ کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ یہ پاکستان کا پہلا بجٹ ہے جو بیک وقت دونوں ایوانوں سینیٹ و قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا اور آئینی و قانونی تقاضے پورے کئے گئے۔

جناب چیئرمین! نئے بجٹ پر اگر ہم ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ ایک نہایت متوازن اور اچھا بجٹ ہے۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ دولت ٹیکس کا قانون ختم کیا گیا۔ انکم ٹیکس میں تین فیصد کمی کی گئی۔ تعلیم کی مد میں 80% اضافہ شعبہ صحت میں 20% فیصد اضافہ، پنشن اور تنخواہوں میں 15% اضافہ، ترقیاتی بجٹ میں اضافہ، دفاعی بجٹ میں اضافہ، صنعتی و تجارتی شعبہ جات کو مراعات۔ سب اچھائیاں ہی اچھائیاں نظر آتی ہیں مگر کیا کیجیئے بقول شاعر۔

ہزاروں خواہشیں ایسی، کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان، مگر پھر بھی کم نکلے

جناب چیئرمین! نئے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہ لگانا اور دولت ٹیکس کا ختم کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ حکومت نئے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور اپنا سرمایہ پاکستان میں لگانا چاہتی ہے۔ نئی سرمایہ کاری یقیناً معیشت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جناب چیئرمین!

تعلیم کے بجٹ میں 80% اضافہ، کتابوں، کاغذ اور گتے وغیرہ پر ڈیوٹی ختم کرنے کا عمل اس بات کا غمازی ہے کہ حکومت کی شعبہ تعلیم پر خصوصی توجہ ہے۔ یقیناً اس امر سے تعلیمی میدان میں ترقی ہوگی۔ شرح خواندگی میں اضافہ ہوگا۔ شعبہ تعلیم میں 3.1 ارب روپے کی رقم اور اعلیٰ تعلیم کے لئے 4.5 ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جو یقیناً ایک بڑی رقم ہے۔ لیکن تعلیمی شعبے کی بہتری، شرح خواندگی میں تیز ترین اضافہ اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے یہ اضافہ ناکافی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ تیز ترین ترقی کریں تو ہمیں پاکستان میں شرح خواندگی کو بلند کرنا ہوگا۔ چونکہ تعلیم یافتہ قومیں ہی جلد ترقی کرتی ہیں۔ لہذا تعلیم کے لئے رکھی گئی رقم میں اضافہ ناگزیر ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں غریب اور متوسط طبقے کو اپنا گھر بنانے کے لئے خاص موقع فراہم کیا گیا جو کہ قابل ستائش ہے۔ سرکاری ملازمین کو ایچ بی ایف سی سے آسان شرائط پر قرضہ دلانا۔ سیمنٹ کے نرخ کم کرنا، الیکٹرک کیبل اور وائر پر ڈیوٹی ختم کرنا ایسے اقدامات ہیں جو غریب کو اپنا گھر بنانے میں معاون ثابت ہونگے۔ اس امر سے تعمیراتی شعبے میں بھی ترقی ہوگی اور بے گھر افراد کو کم قیمت مکانات کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے لئے 15% اضافہ یقیناً خوش آئند ہے اور وہ بھی دو سال کے وقفے سے۔ اگرچہ یہ اضافہ غریب اور سرکاری ملازمین کے لئے مہنگائی سے ریلیف کا ایک خصوصی بندوبست ہے لیکن یہ اضافہ نچلے گریڈ کے ملازمین کے لئے نہایت کم ہے۔ کیونکہ گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ملازمین کی بنیادی تنخواہ 2000 سے 5000 روپے تک ہوتی ہے۔ لہذا ان کی تنخواہوں میں تین سو روپے سے 750 روپے کا اضافہ نہایت کم ہے، لیکن کیا کیجیئے ہم نے اتنے ہی پاؤں پسارے جتنی ہماری چادر تھی۔ پھر بھی اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ اگر ایک سے پندرہ گریڈ تک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 سے 25% اضافہ کیا جائے اور گریڈ 16 سے اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں میں 10 سے 15 فیصد اضافہ کیا جائے تو غریب کے آنسو پونچھے جا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! شعبہ صحت میں تیس فیصد کے اضافہ سے چار ارب روپے کی رقم مختص کرنا یقیناً خوش آئندہ ہے لیکن پاکستان میں سرکاری ہسپتالوں و ڈسپنسریوں کی دگرگوں حالات اور دور دراز کے دیہاتوں میں طبی سہولیات کا فقدان یہ کہتا نظر آتا ہے کہ کیا چار ارب روپے میں

پاکستانی عوام کو صحت جیسی اہم سہولت میسر آسکے گی۔ یقیناً نہیں۔ لہذا اگر اس شعبے کے بجٹ پر بھی نظرثانی کی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین! وفاقی محصولات کی تقسیم میں اگرچہ اس مرتبہ صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کا حصہ بڑھا دیا گیا اور انہیں بالترتیب 65.899 اور 25.061 ارب روپے ملیں گے۔ لیکن محصولات کی تقسیم صوبوں کی جانب سے ادا کیے گئے ٹیکسوں کے تناسب سے نہیں ہے۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ محصولات کی تقسیم ادائیگیوں کے تناسب سے کی جائے یا پھر اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے صوبوں کو صوبائی خود مختاری دی جائے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 160 بلین روپے رکھے گئے۔ مجموعی قومی پیداوار میں 5.1% اضافہ ہوا' فی کس آمدنی میں 12% اضافہ' بیرونی قرضوں میں 15% کمی ہوئی' انکم ٹیکس میں 3% کمی ہوئی' بڑی گاڑیوں کی قیمت میں کمی' افراط زر کے کنٹرول میں رہنے کی نوید' ایسے اقدامات ہیں جو یقیناً حوصلہ افزا ہیں جن سے عوام کو relief ملے گا' معیشت مستحکم ہوگی اور اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گا۔ اگر موجودہ حکومت کی پالیسیوں میں یونہی تسلسل برقرار رہا تو یقیناً آئندہ مالی سال کا بجٹ اس سے بھی بہتر ہو گا۔ انشاء اللہ۔ موجودہ حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش کرنا ہرگز ممکن نہ تھا۔

آج اگر پاکستانی معیشت مستحکم نظر آتی ہے تو اس کا سہرا جناب صدر پرویز مشرف کے سر باندھا جانا چاہیئے کیونکہ یہ سب ان کی اصلاحات کے نتیجے میں ممکن ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا winding up شروع کر دیں please -

مسز عابدہ سیف ایڈوکیٹ: کسی بھی ملک کی طاقت معیشت سے بندھی ہوتی ہے اور آج کے دور میں ملک میں اندرونی استحکام ضروری ہے جو معیشت کی مضبوطی سے ممکن ہے اور معیشت تب ہی مضبوط ہوتی ہے جب بیرونی قرضوں کا بوجھ کم سے کم ہو اور جناب شوکت عزیز صاحب نے اپنی تقریر میں یقین دلایا ہے کہ اس بار آئی ایم ایف سے آخری بار قرضہ لیا جائے گا اور پھر کشکول کلچر کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ اور کشکول کلچر کا خاتمہ ہی مضبوط و مستحکم معیشت کی ضمانت ہے۔

جناب چیئرمین! بجٹ سیشن کے دوران اپوزیشن کا فرض منصبی تو یہ تھا کہ وہ بجٹ سیشن کے دوران بحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی۔ تنقید کرتی، بجٹ کے نقائص کی نشاندہی کرتی تاکہ انہیں دور کر کے بجٹ میں اصلاحات کی جاسکیں۔ لیکن اپوزیشن نے نہایت ہی غیرجمہوری رویہ اختیار کیا اور بائیکاٹ کیا۔ اپوزیشن کا یہ عمل ملک میں سیاسی عدم استحکام کا باعث ہوگا۔ اگر بیرونی و ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے تو سیاسی افراتفری اور بحران ختم کرنا ہوگا۔ میری اپوزیشن اراکین سے درخواست ہے کہ وہ تنقید برائے تنقید اور بائیکاٹ کی روش کو چھوڑ کر ایک تعمیری جذبے سے کام کریں جو ملکی مفاد میں بہتر ہو۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you so much for cooperating. Mr. Tariq Azim Khan. Please stick yourself with time.

Mr. Tariq Azim Khan: Mr. Chairman let me first of all add my voice to those who have congratulated the Finance Minister upon presenting a very well balanced budget, no new taxes and judging by the response we had so far a well meant public response that it is a very people friendly budget.

The budget that has been aimed at giving relief to the poor, fix income group and the old. The performance of our economy sir, under President Musharraf and now Prime Minister Jamali and the excellent macro-economic indicators are acknowledged even by the worst critics of the government. One just wonders how well and how much better our economy could have performed if there had been more political stability in the country.

Mr. Chairman! it is very sad that I have to come back to the rightful subject of LFO once again and before I touch upon couple of

items mentioned in the budget itself, let me say what I see that once again the Opposition has shown this very undemocratic behaviour by their consistent walk outs. They claim to be the champions of democracy, yet they lose no opportunity to damage its cause as and when it comes to doing it. Black arm bands may add colour to the proceedings of this House Mr. Chairman, and catchy slogans may sound good, but they don't serve democracy. We all believe in democracy and the supremacy of the Parliament. A constitutional democracy is not, I repeat, not the exclusive domain of the Opposition. They make this wrong claim we all believe in supremacy of the Parliament. Honourable members of the Opposition must appreciate that there is no set standard and no perfect model of democracy. The system applicable in Switzerland cannot apply in Swaziland and what suits Syria may not suit Saudi Arabia. In Pakistan we must have a democratic process that suits our own particular needs, according to our own environment. Similarly the need to amend the Constitution according to our own needs and circumstances. It is unfortunate that the discussion on this important bill such as the budget has been over shadowed once again by LFO. Selective use of the clauses enshrined in LFO by the Opposition is deplorable.

As pointed out by my colleagues specially by Dr. Khalid Ranjha yesterday, we all took part in this elections which brought us here, and yet we make selective use of various clauses that contain therein. And it is only morally correct and the integrity demands that the LFO is accepted in total entirety and should not be treated as a ala carte menu, our some

restaurants where you can pick and choose the clauses that you like and throw out the clauses that you do not like. We all remember when we came to nomination of the Prime Minister, these worry Leaders of the Opposition were quite prepared to go to Rawalpindi at the President House and take oath from the same uniformed President. What happen to the principles? What happen to the principle today? In the Frontier and Balochistan they have the Government under the same laws, under the same LFO, no where the principle gone. We are seeing double standards and I will be going on further Mr Chairman, we are seeing double standard at all on part of the Opposition.

Mr. Chairman, by walk outs, honourable members, I will suggest that they are not fulfilling their duties as Parliamentarians, by not taking part, by not registering the proposals that their own constituency may have, in order to have, in order to improve or put in any suggestions that may have to work for a better future of Pakistan. The Opposition sadly, Mr. Chairman, singularly insolant, from the shifting currents of body politic. They must face the political realities and save democracy. They need to be pragmatic and not dogmatic.

Now coming back to the budget Mr. Chairman, I particularly welcome the historic increase of 30% in the Annual Development Programme. Increased spending on health and education, specially something to my own liking 80% high spending in education. There is of course need for the effective use of this increased spending and I am sure the two capable young Ministers sitting here with us in this House, both

education and health are in very capable hands. I notice also Mr. Chairman that 4 billion rupees earmarked for Tameer-e-Pakistan for use by the Parliamentarians. But I need some clarification I am not very clear whether Senators will also have access to these funds for the development purposes. I am glad that the role played by expatriate Pakistanis is appreciated. Figure of 4 billion dollars can be increased further if we can work to improve our banking system. Sir, *Hundi* system is still prevalent especially in the Gulf areas and I lay the blame squarely on the shoulder of our own banking system. You see sir, the *Hundi* System works by somebody using private channel and it amazes me that somebody Mr. Raja, Mr. Khan and Mr. Chaudhry, sitting in some far corner of our city can make sure that the money reaches in a far corner of Pakistan the very next day and yet the bank with all the facilities at their command like faxes and teleprinters and e-mails cannot do the same also. I can assure you sir, that this is something I can tell you from experience because I lived a long time abroad that number of these banks especially Pakistani nationalized banks pay little or no service at all to the expat community. They are very aggressive, almost all the time, non-cooperative, you will see that if they were to open late hours especially open on the days that the other banks are closed like Saturdays and Sundays. Expat community because most of them work in factories, cannot take time off to go and visit these banks during normal working hours. So, I request the Finance Minister that those banks that come under his direct domain, these Pakistani banks be requested that at least

one branch in each area whether it is Gulf area, other areas of Middle East or Europe, at least one bank branch should be kept open till very late. So, the people do not have to take time to go to the bank during their working hours or at least they are opened on Saturdays and Sundays.

Mr. Deputy Chairman: Winding up please, thank you.

Mr. Tariq Azim Khan: I am also aware of the facts sir that the Finance Minister has asked for some incentives to that expat community in the form of giving out silver and gold cards. Mr. Chairman, I humbly submit that there is no relevance of our Card system to the money that is remitted. It has helped in some cases and I have just checked the figure, all told and there are over 7 million Pakistanis living abroad. Only 16600 cards were issued, that's all and in order to give benefit, I suggest that we make this thing very simple. Just giving very quick example for how it works that you go to the bank, you take the receipt from bank. These receipts are taken to the nearest embassy, the embassy verifies it, having verified it, they issue a proforma invoice, the man has to fill that proforma invoice alongwith the receipt and it is sent by the diplomatic bag to the Foreign Office, from there it goes to the OPF. OPF scrutinizes it, enter into the database then it prepares the card, gives that back to the Foreign Office in the diplomatic bag, back to the embassy, back to the man, it can take up to 9 months sir. So, say, I want to send 10 thousand or hundred thousand dollars today, it will take 9 months to one year to get a card, in order to get any of these facilities applicable in this Budget. So, I request

sir, it should be simple, it should be cutting away of this red-tape, we should do away with these more bureaucratic steps, we should do away with this more paper work. People coming in who have remitted, say a sum of 10 thousand dollars or more and if they stayed more a year abroad, they should able to come and show those receipts on the airport and should be able to benefit from these things that are their right and lets face it Mr. Chairman, we have got a political system or a cultural system whereby everybody is expected to bring something to home. So. Mr. Chairman, if you allow them to bring an item of household effects for their own personal use and you must differenciate between the professional smugglers and the hard working Pakistanis living abroad. bringing things for their own use. This is my suggestion sir, that you workout the figure and let them bring their own receipts with them, show it at the airport and make use of these.

Mr. Deputy Chairman: Tariq Sahib, I think you have availed the time.

Mr. Tariq Azeem Khan: Last point sir, I will say very last point. Mr. Chairman, that instead of giving them these cards we should use some other methods and I suggest one method. Mr. Chairman, I think I have said enough and I propose that you find a better way of indulging these remittances of overseas Pakistanis and we should thank for their consistent support. I thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Now Miss

Anisa Zaib Tahirkheli.

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو آج کے دن کی جو تاریخی حیثیت ہے کہ بجٹ کا پہلی دفعہ سینیٹ میں پیش ہونا اور اس پر باقاعدہ بحث اور اس کے نتیجے میں سفارشات کا مرتب ہونا، میں سمجھتی ہوں کہ وزیراعظم جناب میرظفراللہ خان جمالی اور ان کی کابینہ خاص طور پر جناب وزیرخزانہ شوکت عزیز صاحب اس پرمبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اتنے سخت حالات میں انتہائی مشکل دور میں ایک عوامی اور غریب پرور بجٹ پیش کرکے عوام کے دل موہ لئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ہماری حزب اختلاف کے ممبران اگر یہاں پر موجود ہوتے اور بجٹ پر اپنی input دیتے تو یہ عوام کے لئے مزید بہتر ہوتا۔ لیکن شاید ان کے لئے سیاست عوام کی فلاح سے زیادہ اہم ہے۔ اور اسی سیاست کی نذر وہ قوم کو کرنا چاہ رہے ہیں۔ لیکن جس طریقے سے آج اورگزرے کل حزب اقتدار کے اراکین کی طرف سے بجٹ پر بحث ہوئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ بہت ہی مفید اور اہم نکات سامنے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کی کیفیت بھی میں اس وقت دیکھ رہی ہوں کہ آپ بالکل گھڑی کے عین مطابق چلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور آپ کی موجودگی میں مجھے لگ رہا ہے کہ کوئی جسارت نہیں کرسکتا ایک دومنٹ زیادہ بولنے کی۔ لہذا میں نے گھڑی سامنے رکھی ہوئی ہے اور کوشش کروں گی کہ مختصر وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں۔

جناب چیئرمین! حکومت کی جو policies ہیں وہ حقیقت پسندانہ پروگرام پر مشتمل ہیں تاکہ ملک کی معیشت کو مضبوط سہارا مل سکے۔ یہ صحیح پالیسیاں ہیں اور ہرقسم کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ موجودہ بجٹ صحیح جانب ایک قدم ہے۔ ہماری جو گزشتہ تین سالوں کی اقتصادی پالیسیاں ہیں ان کو تواتر کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیرخزانہ کی اس بات کے ساتھ سب اتفاق کرتے ہیں کہ اقتصادیات میں، معیشت میں changing moves یا U-turns سے یا ترجیحات کو تبدیل کرتے رہنے سے آپ کبھی بھی معیشت کو سدھار نہیں سکتے۔ لہذا ایک تواتر سے جاری رہنے والی پالیسیاں یا اصلاحات کا ایجنڈا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ دوسری صورت میں ہم لوگ اس ملک کے لئے کبھی بھی کشکول سے چھٹکارہ حاصل

نہیں کرسکیں گے جس کے لئے وزیرخزانہ نے بڑی خوبصورتی سے کہا the prices management کا جو ایک culture ہے اس کو ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو پائیں گے۔

جناب عالی! ہمیں پاکستان کے غریب عوام کے لیے یہ قربانی دینی ہوگی کہ اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر اس ملک کے مستقبل کی خاطر اپنے آپ کو اقتصادی گہرائی، پستی سے نکالنا ہو گا اور اس کے لیے ہم سب کو اپنی اپنی جگہ پر اپنی حد تک قربانیاں دینی ہوں گی۔ گذشتہ تین سالوں کی پالیسیوں کے اچھے ثمرات ہیں۔ GDP کے اندر 5.1% اضافہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی growth کی بنیاد پر جو per capita income میں 12% اضافہ ہوا وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ افراط زر 3.3 فیصد تک محدود رہا target چار فیصد تھا، یہ تو اور بھی بہتر کارکردگی ہے کہ اسے 3.3 فیصد تک لایا گیا جو کہ قابل ستائش ہے۔ ہماری جو سرمایہ کاری ہے یہ GDP کے 15.6 فیصد تک ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کی activity ملک میں تیز ہو رہی ہے اور investment خاص طور پر textile، engineering، small and medium enterprises میں بڑھ رہی ہے۔ سب سے بڑی اور خوش آئند بات یہ ہے کہ بیرونی سرمایہ کاری سو فیصد سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے۔ اسی طرح exchange rate پر ہر ممبر نے بات کی، foreign exchange جو forex reserve ہے، وہ اس وقت 10.5 بلین کو چھو رہے ہیں جس سے ہمیں اس ملک کو اقتصادی sovereignty ملی ہے اور اس نے سرمایہ کار کے اعتماد کو strengthen کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسی کی بدولت exchange rate یعنی ملک میں روپے کی حیثیت 11 فیصد زیادہ مضبوط ہوئی ہے۔ ایسے حالات میں یہ پالیسیاں انتہائی قابل ستائش ہیں۔ علاوہ ازیں current accounts میں پاکستان کے تین بلین ڈالر کی موجودگی بذات خود قابل تعریف ہے۔ اس بجٹ پر بات کرنا تو سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے برابر ہے۔

جناب چیئرمین! سب سے بڑی کامیابی ہماری debt servicing اور ہماری debt liabilities تھیں، ہمارے قرضوں میں جو کمی کی گئی ہے اس کی وجہ سے fiscal space یا ہمارے پاس ایک گنجائش ہوئی ہے جس کی بنیاد پر ہم اپنا development کا بجٹ بڑھا سکیں گے۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ہماری حالت یہ تھی کہ August 1988 میں اس ملک میں بیرونی debt 6.2 billion dollar تھا جس میں 500 million

ان جہازوں کی رقم بھی شامل تھی جو ہمیں ملنے تھے۔ پھر 2001 میں وہ بیرونی قرضہ 37. dollar 9 billion dollar تک پہنچ گیا اور آج 2002 میں وہ 34 billion dollar کے پاس ہے۔ یعنی دوبارہ اس میں کمی آنی شروع ہوگئی ہے۔ ہر ایک کے اپنے سوچنے کی بات ہے۔ سیاست سے بالا تر ہو کر سوچنے کی بات ہے کہ fiscal management میں کون سی حکومت، کون سے ذہن کار فرما ہیں۔ ہمیں تو صرف اس نکتے کے لیے سیاست نہیں کرنی کہ جو کچھ ہم نے کہنا ہے اگر وہ اپوزیشن کی طرف سے ہے تو تمام اپوزیشن کے لئے ٹھیک ہو۔ جی نہیں، آیئے، آگے بڑھیں۔ آپ اس وقت موجود نہیں لیکن جہاں تک میری صدا جا رہی ہے، چاہے وہ پریس ہو یا دیگر ممبران ہوں، ان کے توسط سے میں اپوزیشن کے جو ساتھی ہیں ان تک یہ بات ضرور پہنچانا چاہوں گی کہ جو بہتری آئی ہے اسے appreciate کریں۔ آگے آئیں اور اس میں اپنا input شامل کریں۔

جناب چیئرمین! بجٹ 2003-4 میں public sector development programme. بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ پہلی مرتبہ defence budget اور development budget برابر آ گیا ہے کیونکہ defence میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ گزشتہ کئی سالوں سے اس میں اضافہ نہیں ہو رہا اور GDP کی شرح کے مطابق development budget کو بڑھایا گیا۔ ذرا سی fiscal space ملی تو ترقیاتی کاموں کی طرف وہ پیسہ ڈالا گیا۔ ایک لحاظ سے میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان پر اس کا جو اثر ہے وہ پاکستان کے عوام کو ملے گا۔ اس کے تحت جو objectives ہمیں مل رہے ہیں جس طرح education میں، health کے programmes میں، تعمیر پاکستان پروگرام، food support میں، اس کے تمام ثمرات اور اثرات عوام کو جائیں گے۔ Information Technology ایک ایسا سیکٹر ہے جس میں کچھ پیسے کم کر دیئے گئے ہیں حالانکہ یہ ہم سب کا future ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک multi billion field ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک اس سے بھر پور فائدہ لے رہا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں میں اس پروگرام پر کافی investment ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو policy makers ہیں یا ہمارے جو fiscal managers ہیں ان کے mind میں یہی ہے کہ infrastructure بن گیا اور شاید یہ پیسہ اب ہماری day to day ضروریات کے لئے بہتر ہو لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس سیکٹر کو کسی طور پر ignore نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اہم سیکٹر ہے کئی ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ جن کے پاس تعلیم کم ہے، وسائل کم ہیں مگر

انہوں نے IT میں بہت زیادہ expertise حاصل کی ہیں اور ان کی economy بہت زیادہ flourish ہو رہی ہے۔

گوادر پورٹ کی development اور پھر جس طریقے سے ہاؤس بلڈنگ کا منصوبہ ہے، یہ بذات خود ایک انڈسٹری ہے۔ اس میں ایک انڈسٹری نہیں ہے۔ جو جو اس سیکٹر کے ساتھ تعلق رکھنے والی انڈسٹریز ہیں وہ تمام کی تمام اس سے flourish ہوں گی۔ اس سکیم سے خاص طور پر ہماری معیشت میں بہت تیزی آئے گی اور عوام کو یقیناً relief ملے گا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ بہت خوش آئند ہے لیکن میں اپنے ساتھیوں سے اتفاق کرتی ہوں کہ اسے اور زیادہ ہونا چاہیئے تھا۔ سرکاری ملازمین کے ساتھ ساتھ ہمارے دیگر sectors کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے خاص طور پر judiciary اور پولیس۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی facilities کو ضرور ensure کرنا چاہیئے تاکہ ملک میں جو governance ہے اس کی strengthening ہو اور اس کو support ملے۔ Tax proposals اور customs میں بہتری آئی کیونکہ 259 items پر ڈیوٹی ختم کی گئی ہے یا عوام کو آسانی دینے کے لئے large and medium tax کے units بنائے جا رہے ہیں، income tax returns تمام self assesment basis پر ہو رہی ہیں، paper and board پر excise duty ختم کر دی گئی ہے۔ Clearance of goods جو بندرگاہ پر ہیں یا ائرپورٹ پر ہیں وہ اب انشاء اللہ ۴۸ گھنٹوں میں clear ہوں گے اور procedure of customs clearance اب کمپیوٹر کے ذریعے ہوں گے۔ These are very positive developments جو ہماری economy کو انشاء اللہ بہت strengthen کریں گی۔

صوبہ سرحد کے حوالے سے، چونکہ میں اس صوبے کو represent کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ already the government is alive to the problems, the province is facing آپ دیکھیں کہ 4 lanes کی موٹر وے تھی لیکن موجودہ حکومت نے آکر اسے دوبارہ 6 lanes کا کر دیا اور اس پر تیزی سے کام جاری ہے۔ M-5 کی completion کے لئے سخت آرڈرز دیئے گئے ہیں۔ کوہاٹ ٹنل کا کل افتتاح ہوا۔ یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جو ہمارے ملک کو پورے سنٹرل ایشیا سے جوڑ دے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ لواری ٹنل پر بھی بھرپور توجہ دینی چاہیئے اور اس کو جلد از جلد complete کرنا چاہیئے اور اسے شروع کیا جائے تاکہ چترال

اور شمالی علاقوں کے عوام کے ساتھ بھی ہمارا رابطہ ہو۔

اس ملک کے جنگلات forestation یا tourism اور سمال ڈیم جس طرح منڈا ڈیم ہے، دوسرے چھوٹے ڈیم ہیں، already proposals میں موجود تھے، shelve ہو گئے ہیں ان کو consider کرنا چاہئے۔ میں الیاس بلور صاحب کے ساتھ بالکل اتفاق کرتی ہوں کہ جو sick units ہیں، جتنے بھی ہیں، خاص طور پر گدون امازئی industrial state کو ضرور explore کرنا چاہئے اور last but not the least is the compensation, subvention for the Afghan refugees. واقعی اس سے بلوچستان اور صوبہ سرحد کی معیشت پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ آج rehabilitation کے بہت بڑے projects شروع ہو رہے ہیں۔ لیکن بارڈر سے اس طرف ہماری خواہش یہ ہے کہ اس چیز کا relief بھی صوبوں کو ملے۔ ایک مرتبہ آپ کا اور آپ کے تحمل کا بہت بہت شکریہ Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Under the circumstances thank you very much. آپ نے سچ مچ دریا کو کوزے میں بند کیا۔ I hope everybody else follows you to the extent of timing I mean. Zafar Iqbal Chaudhry Sahib.

جناب ظفر اقبال چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب، آپ نے موقع فراہم کیا۔ بجٹ ایک ایسا subject ہے کہ اس کے اثرات پورے ملک پر پڑے ہیں، خواہ وہ غریب ہو یا امیر ہو اس سے اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ LFO ہی کی مہربانی ہے کہ پہلی مرتبہ بجٹ سینیٹ میں discussion کے لئے آیا ہے اور اس issue کو سینیٹ نہ صرف discuss کرے گا بلکہ سینیٹ اپنی recommendations بھی دے گا۔ اس سلسلے میں ہمیں LFO کا مشکور ہونا چاہئے۔ ہمارے اپوزیشن کے ساتھی جو LFO کو issue بنا کر ہر روز جب سے session start ہوا ہے واک آؤٹ پر چلے جاتے ہیں ان سے معذرت کے ساتھ کہ وہ اتنے اہم issue کو چھوڑ کر ایک معمولی سی بات پر اتنا بڑا stand لے رہے ہیں۔ ان کو تو مشکور ہونا چاہئے تھا کہ کم از کم اسی LFO کے ذریعے یہ سوچ develop ہوئی کہ اتنے بڑے issue کو سامنے

لایا گیا کہ اتنے high forum پر بھی اسے discuss ہونا چاہئے جو کہ وفاق کا ایک نشان ہے۔ نمائندہ اور منتخب ایوان ہے۔ اس بجٹ پر میں اپنے Finance Minister شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس سے پہلے ایسا ہوتا تھا کہ بجٹ کی جب آمد آمد ہوتی تھی تو پبلک کے سانس خشک ہوتے چلے جاتے تھے۔ کیونکہ بجٹ پر یہ معمول ہوتا تھا کہ اتنے taxes لگا دیئے جاتے تھے کہ عوام اس کے بوجھ تلے پس کر رہ جاتے تھے۔ لیکن یہ پاکستانی تاریخ کا پہلا بجٹ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پرانے taxes میں بھی چھوٹ دی گئی ہے۔ اس سے مہنگائی میں خاطر خواہ کمی ہو گی۔ سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ یہ اسی گورنمنٹ کا کارنامہ ہے کہ overdraft کو نہ صرف ختم کیا گیا ہے بلکہ reserves میں بھی 10.5 billion dollars کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے اثرات یہ مرتب ہوئے ہیں کہ بنکوں نے اپنے rate of interest میں کمی کی ہے۔ جو کہ normally 9 to 10% پر آ گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ سرمایہ کاری کے لئے ایک اچھا شگون ہے۔ اس سے ملک میں انڈسٹری کو فروغ ملے گا اور پبلک کے لئے job opportunities میں اضافہ ہوگا اور غربت میں کمی واقع ہوگی۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے یہ بھی ایک اچھا اقدام ہے۔ اس سے purchasing power بڑھے گی اور ملک میں اس کی وجہ سے local industry ترقی کرے گی۔ میری اس سلسلے میں کچھ تجاویز ہیں، میں چاہوں گا کہ میں ان کو House میں بھی بیان کروں۔ Sales Tax کے سلسلے میں بھی چند ایک تجاویز ہیں ان پر اگر عمل کیا گیا تو صحتمند سرمایہ کاری کو فروغ ملے گا اور انڈسٹری پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہونگے۔ پہلی تو یہ ہے کہ ڈیزل پر سیلز ٹیکس کا جو input ہے، وہ ابھی تک allow نہیں کیا گیا میں امید کروں گا کہ اس بجٹ میں ڈیزل پر input کو allow کیا جائے گا۔

اس کے بعد Sales Tax کا Rule 73 ہے۔ اس میں suppliers کے لئے ابھی تک کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا۔ اگر payments بعض اوقات 120 days سے اوپر چلی جاتی ہیں تو وہ benefits حاصل نہیں کر سکتا جس کا کہ وہ حق دار ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی کچھ کام ہونا باقی ہے۔

اس کے علاوہ اس Finance Bill میں ایک Section 43 ہے۔ اس میں Collector

Sales Tax کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی فیکٹری پر کسی بھی officer کو appoint کر سکتا ہے جو کہ ایک totally unjustified عمل ہے ۔اس سے دوبارہ اس culture کو فروغ ملے گا جس سے بڑی مشکل سے پہلے چھٹکارا حاصل کیا گیا ہے، مطلب یہ کہ رشوت کا بازار گرم ہوگا اور سرمایہ کاری میں خلل پیدا ہوگا۔ جس صحت مند سرمایہ کاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے، اس قسم کے اقدامات سے اس کو نقصان پہنچے گا۔ Customs duty کے سلسلے میں بھی ابھی افغان trade کا رجحان ہے باوجود اس کے کہ ڈیوٹی بڑی کم ہوئی ہے یعنی smuggling کا رجحان اپنے boom پر ہے۔ اس سے local industries کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ چائنا کے ساتھ کافی serious competition ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ custom tariff میں خاطر خواہ کمی کی جائے اور raw material پر جو duties slabs ہیں، ان کو کم از کم 15% پر ضرور لے آنا چاہیے تاکہ اس سے local industry کو فائدہ حاصل ہو سکے۔

اس کے علاوہ پچھلے دو سالوں سے plastic industry کو بالکل ignore کیا گیا ہے۔ اس کے tariff میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی گئی ہے۔ اس کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔ ایک S.R.O.487 ہے، اس کے ذریعہ ابھی تک جو بات سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ under invoicing کو legal cover دیا گیا ہے جو کہ totally unjustified ہے اور اس کے ساتھ boarding charges ہیں، جن کو C.F Value پر 1% charge کیا جاتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یا تو اس boarding charges کو بالکل ہی remove کیا جائے یا پھر 1%duty پر charge کیا جائے۔

Monopoly Control Act جو کہ صرف act کی ہی حیثیت رکھتا ہے، اسے آج تک impose نہیں کیا گیا۔ اگر اس کو خاطر خواہ طریقے سے impose کیا جائے تو صارفین کو بہرحال اس کی سہولت مہیا ہوگی۔ اس سے حکومت کے بارے میں ایک اچھا image اور تاثر پیدا ہوگا۔

جن 267 items کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان پر ڈیوٹی کم کی گئی ہے، اس سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور اس کے اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ لیکن زیادہ تر اس میں items ایسی ہیں جو کم ہی استعمال ہوتی ہیں اور production پر اس کے اثرات مرتب ہوتے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اب جب کہ دنیا میں competition کا رجحان ہے، ہمیں بھی ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے

custom duty اور sales tax کے tariff میں کمی ہو تاکہ production کی cost کو کم سے کم کیا جا سکے اور ہم بھی دنیا میں اپنی اشیاء کو introduce کروا سکیں۔ اس سے ملک کی economy کو بھی سہارا ملے گا اور روزگار کے مواقع بھی میسر آئیں گے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ اس ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنا دی جائے جو عوام سے رابطے میں بھی رہے تاکہ ان کے problems کو directly سنا جاسکے اور اسی کی روشنی میں وہ حکومت کو بھی تجاویز پیش کرےکیونکہ C.B.R سے بھی لوگوں نے رابطہ کیا ہے۔ جو کچھ ہورہا ہے وہ وزیر صاحب کو بھی پتا ہے کہ کیسے لوگوں کو relief دیا جاتا ہے اور کیسے ان پر charges لگائے جاتے ہیں۔ تو میری یہی چند ایک گزارشات تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ظفر اقبال صاحب ۔پروفیسر سعید صدیقی صاحب ۔

پروفیسر محمد سعید صدیقی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman and colleague Senators, *Assalam-o-Alaikum*. It is for the first time in the history of Pakistan and legislative history of Pakistan that the budget is being considered and discussed in this Upper House and it is because of LFO. Before that there was no provision in the Constitution to bring the budget for discussion or consideration in the Senate and submit its recommendations. So, this is a welcoming step, welcoming amendment and the Opposition Senators have also mentioned that this is a welcoming amendment and they support the idea but they did not accept the procedure. I would say, forget about the procedure, see the end, if end is good everything is good. We hope that the recommendations of this Upper House will be given due considerations and will be accommodated in the final shape of the budget. This budget as my friends, colleagues, have said is a balanced budget, people friendly

budget, tax free budget and a budget better than this couldn't have been presented under the circumstances we are in now. So, we congratulate the Prime Minister. Mir Zafarullah Khan Jamali and Finance Minister Mr. Shaukat Aziz for the presentation of such straight, balanced, tax free, people friendly budget. This budget provides incentives for many areas particularly, housing and construction industries by giving relaxation on the duties on the items used in building construction. So, I would like to draw the attention on the two areas of this budget.

No. 1 is the education. I have been related with this field for over 30 years. So. I think that it is my duty to appreciate the 80% increase in the education sector and I would request for the expenditure or emphasis on technical, vocational education and skilled development. This area of education be given priority and importance becaus in this century the world is not emphasising on material development. It is the human development. What is being emphasised? And by the grace of God we are rich in human resources. It is only that we have to educate our youth and give them education, which is relevant to the time, which is required for the country. We have to develop the manpower. We have to give them such a training that the education and the training brings prosperity to them and their families, to the country and the world around. So, education is the only survival. We can survive in this world through education. We can progress through education. We can develop our nation through education and manpower training. So, it is a welcoming thing that in this budget Finance Minister has allocated 80% higher than the last years for

the development of education sector. And also the health sector where there is 20% increase, I have seen and this will make our nation a better one, healthy one and stronger one. So, healthy mind is healthy body, healthy mind and then healthy nation. So, another aspect as I mentioned here by reducing duties on the raw materials of 259 items will effect the masses, the common man, the industry because the cost of production will come down and should come down. The benefit will go to common man. So, we hope the prices will come down. Increase in the salaries of government employees, pensioners and the benefit for the widows and the new salary schemes to be introduced for widows are also welcomed.

In the end I will say that the budget session for a legislative body like National Assembly of Pakistan, Senate of Pakistan is very important. It would have been nice if the Senators from opposite side have been here participating in the debate, giving their valuable suggestions, so that the budget could be improved further. But their stand on LFO which is non-issue, their walk out because of that, I don't see any reason, any justification. They are denying their existence. They are denying themselves. So, I will request through the press, through this House that it would be better if they join us tomorrow. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب سعید صدیقی صاحب۔ جی جناب نعیم چٹھہ صاحب۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج ہم سینیٹ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان کے بجٹ کو زیر بحث لائے ہیں۔ یقیناً ایل ایف او ہی کا ثمر ہے

اس کے علاوہ اور بھی کافی ساری چیزیں ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ 2003-2004ء موجودہ حالات کے مطابق نہایت معقول، متوازن اور سب سے زیادہ عوام دوست، ٹیکس فری بجٹ ہے بلکہ پہلے سے عائد شدہ کئی ٹیکسوں میں بھی بہت کمی گئی ہے تو یہ یقیناً ایک قابل تعریف اور قابل قدر کوشش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف انہوں نے کمی کی بلکہ بہت ساری ذہنی مشکلات اور دفتری موشگافیوں سے بھی چھٹکارہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ منتخب حکومت کا پہلا بجٹ ہے جو ہر لحاظ سے قابل قدر، شاندار اور قابل تعریف ہے جس کے لئے بجا طور پر وزیر اعظم پاکستان جمالی صاحب اور جناب شوکت عزیز صاحب مستحق مبارکباد ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ المیہ یہ ہے کہ اس important اور اس اچھے action اور اس اچھے بجٹ پر حزب اختلاف نے حسب سابق منفی رویے کا اظہار کیا بلکہ اس بجٹ کو بھی بغیر کسی معقول دلیل کے وہ عوام دشمن بجٹ قرار دیتے ہیں جبکہ اس میں کوئی ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا اور بوڑھوں اور بیوگان کی pensions میں اضافہ اور تنخواہوں میں خاطرخواہ اضافہ ہوا ہے اور اس کے علاوہ کئی روزگار کے مواقع پیدا کئے گئے ہیں اور building materials کی قیمتوں میں بھی کمی کی گئی ہے، کاروں اور ٹرانسپورٹ کی قیمتوں میں کمی، کتابوں اور دواؤں کی قیمتوں میں بہت کمی اور اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کے ہر طبقے کے لوگوں کو address کیا گیا ہے اور ان کے مسائل کو سمجھ کر حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ غریبوں اور بے روزگاروں کے لئے آسان قرضے اور امداد فراہم کی گئی ہے۔

جناب والا! اس سے پہلے بجٹ کے بہت سارے اچھے اچھے نکات پر میرے پیش رو ساتھیوں نے نہایت خوبصورتی سے اظہار خیال کیا میں ان کو دہرائے بغیر، ان کی تائید و حمایت کرتے ہوئے، آپ کے وقت کی قلت کے پیش نظر یہ چاہوں گا کہ میں ان کو دوبارہ نہ چھیڑوں۔ بہرحال یہ الگ مسئلہ ہے کہ ماضی قریب میں ملک کو نام نہاد جمہوریت کے نام پر جس طرح لوٹا کھسوٹا گیا اور جس طرح ذاتی مفاد اور کمیشن کی خاطر بجلی کے مہنگے منصوبوں میں پھنسا دیا گیا، ذاتی کاروبار کو چمکانے کے لئے جس بے دردی کے ساتھ ملکی معیشت سے کھیلا گیا، قوم کو گداگر اور کاسہ لیس بنا دیا گیا اور ملک دیوالیہ پن کی سطح تک پہنچ گیا۔ صنعت اور زراعت کو دانستہ طور پر فیل کیا گیا، رشوت، بددیانتی، کام چوری، اقربا پروری، سینہ زوری، بدانتظامی، بے انصافی، ظلم وستم،

غربت اور بے روزگاری کو ایک عام culture بنا دیا گیا مگر مشیت ایزدی--- جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے پاکستان کو بنایا' قائد اعظم کی مخلصانہ کوششوں' غریبوں کی دعاؤں کی وجہ سے بنایا بارہ اکتوبر 1999 کو نام نہاد جمہوریت کی صف کو لپیٹ دیا گیا اور کافی حد تک اس ٹیم نے بہتر طریقے سے کام کرنا شروع کیا۔ جو پاکستان دیوالیہ ہونے کی حد تک پہنچا ہوا تھا اس کے پاس آج وافر زرمبادلہ کے ذخائر موجود ہیں، ملک نے بین الاقوامی طور پر ایک باعزت مقام حاصل کیا' ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کئے اور خاص طور پر بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر معاملات کو سلجھانے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

جناب والا! موجودہ حکومت نے چین' ایران اور پڑوسیوں سے بڑے اچھے تعلقات قائم کئے اور ایک پراعتماد طریقے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی. ان کی یہ کوشش قابل ستائش ہے۔ یہ درست ہے کہ ان ساری باتوں کو کرنے کے بعد بھی ملک میں بیشمار مسائل موجود ہیں' غربت ہے' بے روزگاری ہے' رشوت ہے' ناانصافی ہے' بد انتظامی ہے تو ان سب کو tackle کرنے کے لئے وقت مہارت اور پیسے کی ضرورت ہے۔ بنیادی طور پر ملک غریب ہے اور آپ کو پتا ہے کہ بنیادی طور پر زرعی ملک ہے' 70 per cent آبادی دیہاتوں میں مقیم ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ کھاد کی inputs پچھلے چار پانچ سال سے بہت زیادہ مہنگی ہو چکی ہیں' کھاد لے لیں' کیڑے مار دوائیں لے لیں' ٹریکٹر' زرعی آلات اور دوائیاں' پانی' بجلی' ڈیزل وغیرہ لیکن اس کے مقابل میں زرعی اجناس کی قیمتوں میں تین چار سال سے قطعاً کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر گندم ہے' گنا ہے' چاول ہے' دالیں وغیرہ تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیہات میں رہنے والے لوگ جو زراعت سے منسلک ہیں ان کی میرے خیال میں اوسطاً آمدنی فی کس تقریباً چالیس پینتالیس من گندم سالانہ ہے۔ اگر اس کی قیمت تین سو ہے تو بارہ چودہ ہزار اس کی سالانہ آمدنی ہے۔ جناب شوکت عزیز صاحب تشریف لے گئے' بڑے ماہر وزیر خزانہ ہیں' میں انھیں درخواست کرنے والا تھا کہ ہمارے اس دیہاتی کی آمدنی جو بارہ چودہ ہزار سالانہ ہے اگر اس کا بھی کوئی اچھا سا ماہانہ بجٹ اس کی گزر اوقات کے لئے بنا دیں تو یقیناً ہماری 70 فیصد آبادی ان کی بے حد مشکور و ممنون ہوگی۔ تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ inputs کی قیمت نہیں روک سکتے تھے تو حکومت کو چاہیئے تھا کہ جس طریقے سے life saving drugs کی قیمت کو

سستا کیا، اسی طرح ان کی بھی زندگی بچانے کے لئے ان کی inputs کو اگر سستا نہیں کر سکتے تو ان کی جنس کی قیمت میں تھوڑا سا اضافہ کر دیتے کیوں کہ ان کے بچوں نے بھی دوائیاں لینی ہیں، ان کے بچوں نے بھی کتابیں لینی ہیں، ان کے بچوں نے بھی زندگی کی دوسری آسانیاں حاصل کرنی ہیں۔ میرے نزدیک جناب والا! ملک اس وقت تک خوشحال نہیں ہو سکتا جب تک بجلی اور ڈیزل کو سستا نہ کیا جائے۔ اگر پاکستان کا کسان ایک چھوٹے سے ٹیوب ویل کی ماہانہ بجلی کا بل 20 سے 25 ہزار دیتا ہے تو اس کے مقابلے میں انڈیا کا کسان مفت یا بہت تھوڑی قیمت پر بجلی کا بل دیتا ہے۔ پاکستان کا صنعت کار اگر ایک factory کا بل 20 لاکھ ماہانہ دیتا ہے تو ساتھ چائنا کی اسی طرح کی factory کا مالک مفت بجلی حاصل کرتا ہے۔

جناب والا! اس تفاوت کے ساتھ اس مہنگائی اور اس تفریق کے ساتھ کس طرح آپ توقع کریں گے کہ پاکستان خوشحال ہو سکتا ہے یا پاکستان کا کسان یا پاکستان کا صنعت کار ملک کی بہتر خدمت کر سکتا ہے اور وہ international level پر دوسروں کے ساتھ compete کر سکتا ہے۔ یہ جناب والا! ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جناب والا! خوشحالی کے لئے بجلی اور ڈیزل سستا کرنا ضروری ہے۔ مجھے جناب چیئرمین، یہاں کسی کو ناراض کئے بغیر یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ بجلی اس وقت تک سستی نہیں ہو سکتی جب تک dams نہ بنیں، جتنے مرضی چھوٹے چھوٹے dams بنائیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور بجلی کے بغیر یہ ملک خوشحال نہیں ہو سکتا۔ بجلی ایک بنیادی حقیقت ہے۔ لہٰذا مجھے یہ کہنے دیا جائے کہ اگر consensus پیدا کرنی ہے تو جلدی کی جائے مگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر ملک کی بقا، ملک کی خوشحالی اور ملک کا future محفوظ نہیں ہے۔

جناب والا! مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اس قسم کے قومی مفادات پر کسی وزارت یا کسی اقتدار کی مصلحتوں یا مصالحتوں سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اللہ کا نام لے کر ہمیں قومی مفادات کے لئے ڈٹ جانا چاہیئے، اللہ بہتر کرے گا، اللہ کارساز ہے۔ یقیناً غریبوں کی دعائیں اور اللہ کے فضل سے ہمارا اقتدار بھی ٹھیک رہے گا اور ہم اس قومی فریضے سے بھی سرخرو ہو سکیں گے۔

جناب والا! تعلیم کے بغیر کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ خوش آئند ہے کہ ہماری

وزارت تعلیم کافی محنت کر رہی ہے اور اس دفعہ انہوں نے .بجٹ بھی کافی لیا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس پرعملدرآمد کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے سلیبس پر بھی نظرثانی کی جائے تا کہ آنے والی نسل اسلامی اور پاکستانی بن سکے۔

جناب والا! طبی سہولتیں ملک میں بہت کم ہیں۔ دوائیاں بہت کم ہیں، دوائیاں بہت مہنگی ہیں، سرکاری ہسپتالوں کی حالت اچھی نہیں۔ جناب وزیرصحت پاکستان یقیناً ایمانداری سے محنت کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ کافی کچھ کرنا باقی ہے۔ ٹھیک ہے کہ اللہ کریم پر ہمارا غیرمتزلزل ایمان ہے اور عوام الناس ہرتکلیف، ہر بیماری اور گائنی کے mishap کو اپنا مقدرسمجھ کر قبول کر لیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! پھر بھی حکومت وقت کا یہ فریضہ ہوتا ہے کہ وہ صحت، تعلیم اور امن عامہ اپنے شہری کو دے otherwise نہ حکومت، حکومت کہلوانے کی حقدار ہے نہ ریاست ریاست بننے کی اہل ہے۔

جناب والا! وزیر داخلہ یہاں نہیں ہیں لیکن میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ امن عامہ اور انصاف کی حالت نا گفتہ بہ ہے۔ کسی تھانے میں کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے، وہ ذلت اور رشوت کے گڑھ بنے ہوئے ہیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کی عزت لٹ جائے، کسی کا مال لٹ جائے تو پھر آپ کیوں توقع کرتے ہیں کہ وہ بندہ حکومت یا ملک کے ساتھ وفادار ہو گا اور اس کا خیرخواہ ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناقابل تردید بات ہے کہ عدالتوں میں بھی انصاف نہیں ہے۔ بہت سارے جائیداد اور حق، حقوق کے کیس دو دو، تین تین نسلوں پر محیط ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "justice delayed is justice denied." تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاست کا بنیادی فریضہ ہے۔

جناب والا! بجلی زندگی کے ہر شعبے میں بڑی سرایت کرچکی ہے۔ میری یہ suggestion ہے کہ پاکستان کے ہر گاؤں میں بلا تفریق اور بلا تاخیر بجلی پہنچنی چاہیئے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر اب زندگی آگے نہیں بڑھتی۔ ہمارے شیخوپورہ کے علاقے میں، بہت سے دیہاتوں میں بجلی لگی ہوئی ہے، لیکن ادھر کوئی کھمبے اور structures وغیرہ نہیں ہیں۔ ان کی خطرناک تاریں مکانات کی منڈیروں پر پڑی ہیں، جس کی وجہ سے کئی مویشی اور انسانوں کا نقصان ہوچکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس دفعہ حکومت نے کچھ نئے ٹیوب ویل لگائے

اور demand notice وصول کر لئے لیکن ابھی تک ان کے اسٹور میں کوئی نئے structure وغیرہ نہیں ہیں۔ فصل کا موسم جا رہا ہے لیکن مکمل payment کرنے کے باوجود کوئی نیا connection نہیں دیا جا رہا۔ میں چاہوں گا کہ وفاقی وزیر واپڈا فوری طور پر کوئی انتظام کریں اور ان کو جلد connections مہیا کریں تاکہ وہ فصل کاشت کر سکیں اور انفرادی اور قومی نقصان سے بچا جا سکے۔

جناب والا! جو ہم اپنے فنڈز سے بجلی لگواتے ہیں، اب مزید سروے کرنے کے بعد اور estimate لگانے کے بعد جو connection approve ہوئے ہیں وہاں بھی واپڈا والے اب نئے میٹر اور دوسرے کئی اخراجات نقد وصول کرنے پر ضد کر رہے ہیں جو کہ غریبوں کے لئے مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چٹھہ صاحب! اب آپ wind up کر دیں، کیونکہ بہت ہی تاخیر ہو گئی ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: ایک منٹ اور جناب۔ جناب والا! میرا ضلع شیخوپورہ، فیصل آباد اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سارے لاہور کو گیس کی سپلائی فیصل آباد سے ہوتی ہے۔ جناب والا! دجلہ اور فرات کے کنارے پیاسے والی بات ہے، ساری سوئی گیس لاہور چلی جاتی ہے لیکن اس کے بائیں دائیں شیخوپورہ کے جو بڑے بڑے دیہات ہیں وہ سوئی گیس سے محروم ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہوگی بلکہ یہ میری تجویز ہے، وہاں حکومت کا زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا کیونکہ وہ ساتھ ہی ہے اور اس کے بعد connections لگانے سے آمدنی میں بہت اضافہ ہو گا۔ تو اس کے لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ شیخوپورہ کے دیہات مثلاً لاگر، فیروز وٹواں، ٹبی ہمبو، مکی 525، نواں کوٹ، ٹھٹہ تارڑ، کوٹلہ پنجوبیگ، میمو والی چک نمبر چار رسالہ، میانہ ٹھٹہ، تامبہ ہوئیکے، چک نمبر۵، کالیہ، فتح کلاس، مالو وال، بلڑکے، بٹھل، چمبر، سکندر آباد، سمریاں والہ، باڑیاں والہ، حدچنا، جیون پورہ (خورد و کلاں) ٹھٹھہ تارڑ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چٹھہ صاحب آپ سارا پنجاب گھوم گئے ہیں۔ میرے خیال میں وقت ہو گیا ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: محلہ بھمبہ والا اور ان کے ملحقہ دیہات کو بہت تھوڑے خرچے سے گیس سپلائی ہوسکتی ہے۔ سپلائی کے بعد محکمہ کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ ان میں سے بیشتر کے سروے ہوچکے ہیں اور estimate وغیرہ بھی لگ چکے ہیں۔ اگر وزارت قدرتی وسائل اور پیٹرولیم ہماری اس تجویز پر عمل کرے تو یقیناً یہ ان کے لئے فائدہ مند ہو گا اور غریب لوگوں کی امیدیں بھی پوری ہو جائیں گی۔ اس کے ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت ایک بنیادی حقیقت اور ضرورت ہے تو حکومت اس بجٹ میں pestisides اور fertilizers میں subsidy دے کر ان کی قیمتوں کو کم کرے کیونکہ زراعت ہی واحد ذریعہ ہے جس سے ملک کی بقاء اور future وابستہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوری طور پر fertilizer اور pesticides کو سستا کرنا چاہیئے۔ میں انہی تجاویز کے ساتھ اور اس امید کے ساتھ جناب چیئرمین! کہ میری ان تجاویز کو آپ پذیرائی بخشیں گے اور ان کو متعلقہ وزارت کو بھیجیں گے اور غریب عوام کی دعائیں لیں گے۔ ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب! بڑی سیر کرائی آپ نے۔ آصف جتوئی صاحب۔

Mr. Asif Ali Jatoi: Thank you Mr. Chairman for allowing me to speak. I would like to offer thanks to the President Musharraf, for the LFO that allows the Senate to discuss the budget. My honourable fellow senators have spoken on almost everything that I was going to speak about. So, I will be very short and very brief. It will be better to say a little of something instead of lot of nothing. The only basic major recommendation that I really have; for the business community would be basically the double taxation that is done on businesses.

First income tax is applied on all businesses and then when it is time for dividends, there is a double taxation of dividend tax. I think that should be withdrawn. Agencies that business is dealt with, are 28 in

number, which were previously discussed by my fellow senators, I also feel that there should be a one window operation, but as with the sales tax department which will only be allowed one audit, I also feel that the other agencies should also only be allowed single audit per year.

Just to clarify the point that my fellow senator made on Section 40(b) of the Sales Tax Rules. Section 40(b) says:

> "There will be a posting of a Sales Tax Officer, if the Collector of Sales Tax has reason to believe that a registered perosn is involved in evasion of tax or tax fraud, he is empowered to post a Salex Tax Department officer on the premises of such registered person's head office and at the factory."

I think another one my recommendation is that this Section 40(b) be withdrawn.

Now, on agriculture; I would just like to give one recommendation that although subsidies are given to the farmers instead of the subsidy being given indirectly through a middleman, there should be some formula as to innovate to give the subsidy directly to the grower. For example, I can say that TCP buys sugar from the sugar mills and then further sells it to the middleman who exports it. Instead of going to the sugar mill which is indirect source of getting from the farmer, there should be some way that TCP can go directly to the farmer and find some way that he is producing sugar cane and so he be directly given the subsidy, but not through the middleman or the middle factory or sugar mill. Another

way that the TCP buys cotton from the ginners not from the farmers, another way should be figured out as to how the TCP can directly give the farmer the subsidy without having to go through the middleman which is the ginner.

Another recommendation I would like to make is that electricity prices should be lowered for the farmers. It is strange that cotton is exported from Pakistan and imported into Bangladesh, where it is spun into yarn, where they export it themselves again. Why should our product be exported to Bangladesh for them to export it as yarn. Why can't we make it into yarn to export it. One of the major reasons for this is that in Bangladesh electricity prices are almost 50% lower than they are in Pakistan.

One good policy of the government has been the increase in the fixed prices of wheat. During the past three years there has been a surplus production of wheat in Pakistan and because of that Pakistan has stopped importing wheat. And one of the good effect of this is that we have stopped using PL-84 for credit scheme from America, where we would get wheat and pay them later for that. Although it is still being used for the import of soyabean, at least we have stopped using one product on that.

Another recommendation I would like to make is that instead of duty being reduced only on one segment of cars, why should not the duty be reduced on all cars, if you are going to reduce it 50% on and above 1800 CC, why not reduce it on all CC cars so that at least general and

middle class, lower class *awam*, they can get some benefits too. It should not only be a saving for the rich, it could be saving for the *awam* too. I also include in this, why it is only automobiles, how about four wheel drive vehicles, which the farmers can use on the farms. And this would also help the fact that instead of 6 to 9 months waiting that a person has to do when they book their car. It will help the back log be cleared and that by people having to import the cars privately themselves.

In the health sector what I would like to say is that the duty on hospital equipment should be zero rated. There are a lot of benefits that have been given but for example duty has been reduced on kidney dialysis machine but not on heart and lungs machine. So there seems a little bit discrimination, why on one type of machine and not the other. There should be broad, over the range, total 100% duty free and sales tax free regime on hospital equipments.

On tourism, I believe that we should also encourage tourism. We have hundreds of kilometers of coast line along Sindh and Balochistan on the Indian ocean but I don't believe that we have any major five star hotel or any type of tourist area or place where tourism can be encouraged in Pakistan. May be some thing should be done in those areas. Basically I just have to repeat it by saying, during the whole of the 1960s the GDP of Pakistan was greater than that of South Korea. Look at them today and look at us now Where they have progressed and where have we failed? And also one more example I like to give is that today Emirates Airline is apparently the number one airline in the Continent but it will be really

surprizing to know it was with the assistance of PIA that Emirates Airline has made. If we can do these things for other people why cann't we do them for ourselves. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Mr. Muhammad Amin Dadabhoy Sahib.

جناب محمد امین دادا بھائی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں جناب شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا

who has not only given the people's budget but I would call it a pro-economic budget. It will not only promote more economic activities but it would also increase the industrialization in the country and thus giving more employment to the people of Pakistan. This budget also proves the continuation of policies which were there from the last three years initiated by our President General Pervaiz Musharraf.

جناب چیئرمین! بہت ساری باتیں ہمارے ممبران کر چکے ہیں اس لئے ان کی repetition نہیں کرنا چاہوں گا۔ دو points جو میں سمجھتا ہوں بہت اہم ہیں اور جن کا ذکر یہاں اتنی detail میں نہیں ہوا۔ پہلے تو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے پانی کا' water shortage کا۔ پانی کا مسئلہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں ہی ہے۔ پانی کے مسئلے کے اوپر ابھی تین چار مہینے پہلے بات ہوئی تھی۔ میں بجٹ میں دیکھ رہا تھا کہ پانی کے conservation کے لئے تقریباً ۱۷ ارب روپے mark کئے گئے ہیں۔ جو ڈیم اور نہروں دونوں چیزوں کی lining کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب! ہماری canal lining کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پورے پاکستان میں ہر سال canal lining کے لئے budget میں funds رکھے جاتے ہیں۔ ہر سال انہی canal lining پر repeatedly کام ہوتا ہے۔ کیوں نہ اس پر ایک research کی جائے۔ فنڈ رکھا جائے۔ دنیا میں ایسی technologies ہیں۔ میں خود جانتا ہوں there is a

اور اس کے through پوری دنیا technology of "polimar" it is Japani technology

میں canal lining کی جاتی ہے اور نہ صرف یہ preserve کرتی ہے۔ اس کی testing یہاں ہمارے پاکستان میں بھی ہو چکی ہے۔ یہاں canal lining اور پانی کا seepage reduce ہو کر ۴۰ فی صد پر آ گیا % from 100. جہاں جہاں اس کی lining ہوئی ہے it has gone again to 99.9% اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے material کے اوپر بھی research کی جائے نہ کہ صرف ہر سال بجٹ میں اس کے لئے فنڈ رکھا جائے اور ہر سال اسی کی lining ہو اور پیسہ ضائع ہو۔ ایک تین سال کا programme بنائیں اس research کے لئے' ایسا material لایا جائے کہ تین سال کے اندر ہم lining صحیح کر لیں۔ ہمارا جو 40% wastage of water ہے پانی کا اس کو preserve کیا جائے جو نہ صرف ہمیں agriculture میں مدد کرے گا بلکہ عام عوام کو بھی جو پانی کی shortage ہے وہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

دوسرا جناب! سیمنٹ کے اوپر کافی لوگوں نے بات کی۔ سیمنٹ انڈسٹری پر جو 25% excise duty میں reduction ہوئی ہے۔ اس سے سیمنٹ کی قیمتوں میں سو فی صد کمی بھی آئی ہے۔ سیمنٹ کی قیمت میں کمی آنے سے construction activities بڑھیں گی۔ جب construction activity بڑھتی ہے تو definitely employment بڑھے گی۔ اس دفعہ تو گورنمنٹ نے گورنمنٹ ملازمین کے لئے بھی HBFC کے تحت loans دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے بھی activities بڑھیں گی۔ سیمنٹ بھی سستا میسر ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پاکستان میں employment کافی حد تک لوگوں کو فراہم ہو گی۔ لیکن سب سے ضروری اور دیکھنے کی بات ہے وہ sectorwise پالیسی ہے۔ سیمنٹ پر ڈیوٹی تو ضرور کم ہوئی ہے لیکن ہمیں دیکھنا یہ بھی ہے کہ sectorwise پالیسی ہونی چاہیئے۔ ہماری معیشت کی جو main industries ہیں جیسے کہ ٹیکسٹائل ہے، سیمنٹ ہے، چینی ہے، گھی ہے، ان میں اگر دیکھا جائے اور اگر فنانس منسٹر یہاں پر موجود ہوتے تو انہیں بخوبی اس چیز کا علم ہے کہ سیکٹر کے اندر اگر آپ ٹیکسٹائل لے لیں، سیمنٹ لے لیں اور other industries بھی دیکھ لیں جو banks mark up rate ہے وہ اپنے سیکٹر میں variable ہے، مختلف ہے۔ It should be at par, all the industries should have the same rate of interest. تاکہ levelled playing field مل سکے۔ نہ کہ

اسی سیکٹر میں، کچھ انڈسٹریز چھ سات فیصد interest پر ہوں اور کچھ پندرہ اور سولہ فیصد پر ہوں۔ تو یہ ایک ایریا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ دیکھنا چاہیئے۔ sectorwise policy ہو اور interest rate sectorwise ایک ہونا چاہیئے۔

دوسری چیز جو جناب والا! اہم ہے وہ small and medium کی پالیسی ہے جیسے کہ میں بجٹ میں پڑھ رہا تھا کہ State Bank of Pakistan small and medium enterprise کے لئے بھی پالیسی بنا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں cottage industry کی طرف بھی دھیان دینا چاہیئے۔ اس کی میں مثال دوں گا کہ دنیا میں آج کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو چائنا کو compete کرسکتا ہو، اتنی سستی چائنیز چیزیں available ہیں۔ اس کی وجہ cottage industry ہے۔ اگر دیکھا جائے small and medium کے بعد cottage industry میں سیالکوٹ سے ہم bats وغیرہ ایکسپورٹ کرتے ہیں تو کیوں نہ سندھ کے لئے ایسا کیا جائے کہ گاؤں میں، گھروں میں، سب سکھاوت ہے کہ وہاں اجرک کی چیزیں بنتی ہیں تو گورنمنٹ ان سے contract کرے کہ وہ گھر گھر چیزیں بنائیں اور گورنمنٹ ان سے خریدے اور اسے ایکسپورٹ کیا جائے۔ اسی طرح ملتان کی اپنی speciality ہے اور شہروں کی اپنی speciality ہے۔ تو I think so کہ ہمیں cottage industries کی طرف بھی دھیان دینا چاہیئے۔

آخر میں جناب! gem and jewellery کے اوپر گورنمنٹ نے gold کی import پر اور diamonds کی import and gem and jewellery پر ڈیوٹی کم کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے N.W.F.P کی بات کر رہے تھے ہمارے سینیٹر دوست۔ اس علاقے میں ہمارے ہاں یہ research ہے، Board of Investment کے پاس بھی اس کے documents ہیں کہ gem and jewellery پاکستان میں abundantly available ہے mineral side پر چاہے وہ Ruby ہو، چاہے Emeralds ہوں and other stones. لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس میں امپورٹ پر تو ڈیوٹی سستی کر دی گئی ہے لیکن اس کے cutting and finishing plant کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔ نہ اس کی انڈسٹری کی طرف نہ مشینری کی امپورٹ پر کوئی ذکر ہے۔ میں درخواست کروں گا جب gold اور diamond uncut pieces allow کئے گئے ہیں at a very less duty تو اس کا cutting and finishing plant duty free import allow کیا

جائے جو کہ اب تک ایک بھی پاکستان میں موجود نہیں ہے تاکہ یہاں پر ہی cutting and finishing ہو کر ایکسپورٹ ہو سکے جیسے کہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا کے اندر ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔
اسی کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. S.M.Zafar: Mr. Chairman, I rise not to praise the Finance Minister as he has already received bouquet of praises from many Senators and the members of the National Assembly and from many people who know much more about the budgetary process than I do. Not that I do not admire him, I appreciate him, being so comfortable with the figures and also for his devotion to duty. But the real reason to by-pass him that I want to reserve my praises today for those who are really responsible for making this budget or for allowing the Finance Ministry to make this budget workable and manageable. Sir, who are these people? Are these the Finance Managers sitting in the Finance Ministry or the CBR or the Governor of the State Bank of Pakistan and his associates who, of course, have certainly brought some prudential rules to the banking laws and to the system? They have also been working in the past like this sir, with the figures and bringing about some balances in the books.

So far as my praises for them are concerned, I shall keep them reserve till what they have done with the figures come true in the future. I hope that their figures authenticity is proved by the future. So, I would like to now come to them as to who are these real heroes of mine. Sir, I poured over the big volumes of books, as you know, there are such huge

volumes that even in my law cases, sometimes I did not have such huge volumes of books to browse and handle. When I poured over those books late at night, many a times astronomical figures of billions of rupees started dancing before my eyes but inspite of that and notwithstanding that I could still see the faces of my heroes, those real people who have been able to give us this budget.

I noted and this has also been mentioned by the Finance Minister as to what those indicators are which show that we are in good health budget-wise? He has mentioned some but three indicators that emerge out clearly are in. No. 1, Agriculture Sector. Where there has been a growth of 4.5%. No. 2. The workers remittances from abroad, Finance Minister is expecting it to be 4.2 billion Dollors. No.3. Then there has been an increase amongst small manufacturing which is about 7.5%. Sir, in all these sectors, the agriculture, the workers abroad, the small manufacturers, it is the common man, the people working with their hands, the peasants working in the scorching sun with their sweat, the people working outside, gone from this country in different lands, in a different culture, working hard there and sending their hard earned money to Pakistan. Small artisans working with their hands, with no back up or any infrastructure being given to them. These are the real heroes of Pakistan who have brought optimisim in budget. Lets all give them hand in appreciation and salute them, they really deserve it.

Now, sir, coming to the budget, as you know, it is not merely figures it is not merely some balances, some plus and minus. It also shows

how the country is? One thing which has helped this budget has been our correct and successfull foreign policy in the past.

Mr. Chairman, you know the event of 9/11, then there was a reaction in Afghanistan, then the aggression on Iraq. Following a correct and principled policy and a very considered strategy and careful policy, gave Pakistan an edge and advantage due to which we have not suffered the losses of those events and we got a breathing space which has helped us for the present moment to create this balanced budget.

So, I think we should appreciate and be happy and satisfied about our foreign policy being on correct lines. The budget is the testimony for that. You know sir, that the great basic structure in any country is judiciary. It is rightly said that a nation which is not able to give justice to its people should know that dooms day is very near. In our part of the world and I being one of those who have been in profession for a long time, let me inform this House and all of us here that in the subordinate judiciary justice is a "mirage". These very poor peasants, workers, artisans, hardly get justice, it is both costly, delayed and even injustice is being done there because there is not much of integrity. So, something will have to be done. I understand that the government alongwith the provincial governments is planning to "the excess in judicial reform programme". I recommend that this should be taken up vigorously and sir if there was a committee of the Senate working on judiciary, this matter could be taken up by that commitee. In the matter of agriculture I have just now mentioned that they are the people who have brought this balance

budget to a possibility. But in the agriculture what is going to happen tomorrow to which a reference has already been briefly made here. We hear these days and the books are saying so, even the columnists are mentioning about it that the future wars are going to be the water wars, i.e. the scarcity of water. The management of the water is thus the most important thing. Reference has been made in the budget that only 17 billion rupees have been allocated for the purposes of water management. I would certainly recommend that if some money and finances can be diverted from some other sources towards the water management it should be undertaken. But more importantly our Senator from Shaikhupura has rightly said, although he took us all over the area from village to village but on one point I am in total agreement with him, that this is the time for making up our mind and having a consensus on Kala Bagh Dam. After all we are all here from all the four provinces and we must know what are the needs of the country and some consensus must be built for the purpose of Kala Bagh Dam for which nothing has been shown in the present budget. We know if that is built what difference will it make.

Sir, I refer to the foreign policy advantage, one more foreign policy advantage that I need to mention is our relationship with China. Of course, it was built long time before in 1965, as a result of that good policy and on account of that relationship which has developed between Pakistan and China about which it is said that it is deeper in feeling than the Pacific and higher and taller than Himalayas. As a result of that we first got Shahrah-e-Karakoram on the North and now we have got

Gawadar in the South. I am very happy to note that enough money has been allocated for it and is being promised that it will be completed by 2004. As soon as that is done, economic development in Balochistan and in the country as a whole would certainly have a Jump-start and more important is that we shall have lot of strategic advantages. It is something which needs to be talked about and taken care of.

Sir, other matter is the poverty alleviation. It hurts me the most and I am sure it hurts everyone here, when they read in the morning or sometime hear news on the television that one good citizen of Pakistan, a man or woman has committed suicide on account of the abject poverty. What could be worst than this? Well there was a time when we used to be very proud of the fact that no one in Pakistan went hungry and no one in Pakistan slept at night with hunger, but now the suicide are taking place on daily basis. On poverty alleviation Khushal Bank is doing enough or is doing something which is certainly good. But there is example of Bengladesh where "Gramine Bank" worked by citizens, ordinary people, as a matter of fact, by the poor people themselves, it is known as the bank of the poor, and one of the philosophy of that bank is and I would recommend that philosophy to this House through you sir and to the Finance Minister, the philosophy is that if it is left to the poor they can manage there poverty better than the rich coming and trying to teach them how to manage the poverty. They have done that in "Gramine Bank" there is hundreds and thousands of people receiving the loan without collaterals and all of them are returning, the poor people are returning 99%.

The same experiment in Pakistan has proved successful and I recommend to the Finance Minister that besides the Khushal Bank, more banks handed over to the people like Gramine Bank should be established in Pakistan for the purpose of the alleviation of poverty.

Mr. Deputy Chairman: Sir, I hate to interrupt you but can we just go towards winding up.

Mr. S.M Zafar: Now, I go to the next important point, sir you know that World Trade Organization regime is going to come very soon on our door steps and is going to effect our economy very seriously. Global competition will further increase by that time and my recommendations through you to the House that we refer to the Finanee Minister, is to develope a comprehensive multi-dimensional strategy needed to develop a national strategy for meeting the WTO inspired challenges and the national body to this end should be set up immediately at the highest level. Because this is now knocking at our doors very fast.

Sir, IPP has been mentioned, even by the Finance Minister in his speech, I have a suggestion to give and I have noted those cases of IPP in the Supreme Court, the suggestion is, I am sure sir, it will be endorsed by most of us here that no agreement or contract for foreign loans should be carried out without the approval of the Parliament. The Executives should not have the authority; they do it and results that we have got to suffer, it must come to the Parliament. This is an important matter.

Sir, one time bomb which I must bring to your notice which is

likely to explode sometime in the future and no attention has been paid to it and I have not heard much in the debate here, is the explosion of population. We are going to get into a very serious crisis sometime in another ten years time. Family Planning matters have not been talked about, I think, its time to raise voice about it and we must say something on that matter. Now, sir one and two small points left, very quickly, I will say that which is about the LFO, as you know, I have been a member of the negotiation team and the negotiation team worked hard and sincerely to get to some sort of understanding. There was hope that something will happen, Mr. Prime Minister has informed us why it did not happen but I shall like to endorse what he said at floor of the House here the other day that the door for dialogue should be kept open and I am quite sure, if they are kept open one day we might be able to come to some compromise.

Lastly sir, a word to the Opposition, they are not here but through you, I like to say that, at least I like to say from my point of view and I hope some others will also endorse it that we miss you and I am sure, you must be missing us and the Parliament too. So, come back.

چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much sir. Mrs. Tahira Latif sahiba, not present.

مسز طاہرہ لطیف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Honourable Chairman بے شک ایس ایم ظفر صاحب نے کہا کہ ہم وزیر خزانہ اور حکومت کو اتنا خراج تحسین پیش نہ کریں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کے باوجود واقعی یہ حکومت خراج تحسین کے قابل ہے اور میں انہیں

مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وہ اس لئے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا یہ ایک اچھا اور عوام دوست بجٹ ہے ۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15% اضافہ کیا گیا۔ میں آج جب لفٹ میں اوپر آ رہی تھی تو لفٹ کا آپریٹر مجھے دیکھ کر خوشی سے کہنے لگا کہ آپ کو مبارک ہو، میں نے کہا کس بات کی تو وہ کہنے لگا کہ ہماری تنخواہیں بڑھ گئی ہیں۔ اگر غریب لوگوں سے بات کریں، اگر ہم عوام میں جائیں تو پتا چلتا ہے کہ عوام اس بجٹ سے بہت خوش ہیں تو اس لئے یہ عوام دوست بجٹ ہے۔ دوسری بات pensioner کی pension بڑھ گئی ہے اور 85 billion rupees poverty reduction کے لئے رکھے گئے ہیں، یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ میں بہت لمبی تقریر نہیں کروں گی کیونکہ میں education سے منسلک ہوں۔ چند میری گزارشات اس ضمن میں بھی ہیں اور میں بیگم زبیدہ جلال کو بھی مبارک باد دیتی ہوں کہ انہوں نے education کے لئے بہت کام کیا جس کی وجہ سے ہمارا literacy rate 51% پر چلا گیا ہے۔ ہم سب اس چیز کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ میں Opposition سے کہتی ہوں کہ یہ بجٹ اجلاس ہے۔ ان کو اس طرح سے LFO کو نامنظور کرتے ہوئے بائیکاٹ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ آج LFO کا تو اجلاس نہیں تھا۔ حالانکہ LFO کے تحت اتنی اچھی باتیں ہوئی ہیں کہ October 1999 کو جو حالات تھے جن میں LFO نافذ کیا گیا، اسوقت ملک کے حالات کیا تھے، corruption بد انتظامی اور اقربا پروری زوروں پر تھی جس سے ہمارا ملک قرضوں کے بوجھ میں جکڑا ہوا تھا اور بگڑے ہوئے نظام کو درست کرنا بڑا کٹھن کام تھا۔ ان حالات میں پرویز مشرف نے معیشت کو سنبھالا دیا، روپے کی قیمت مستحکم ہوئی، انڈیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی امریکہ کو اپنی حیثیت کا احساس دلایا یہ تمام انقلابی اقدامات کئے گئے اور اس میں ہم سب شامل تھے تو no LFO کرتے کرتے، پتا نہیں اس کے پیچھے ان کا کیا motive ہے۔ ایوانوں میں گریجویٹ اسمبلی بٹھائی اور عورتوں کی عزت بہت بڑھ گئی۔ یہ سب کچھ LFO کے تحت ہوا۔ ووٹر کی عمر کم کی گئی۔ قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ میں خواتین کی اور ٹوٹل نمائندگی میں اضافہ ہوا ہے ۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اس وقت اپوزیشن چپ بیٹھی ہوئی تھی اور اب اس کے خلاف بول رہے ہیں۔ آج جب بجٹ اجلاس ہو رہا ہے اور یہ بہت اہم اجلاس ہے تو یہ پھر LFO کا نعرہ لگاتے ہوئے باہر چلے گئے۔ یہ ان کے لئے بہت نامناسب ہے۔ اگر اپوزیشن سن رہی ہو تو

میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ بجٹ اجلاس میں ان کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا۔

دوسرا میں تعلیم کے لئے کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں کیونکہ ہماری زیادہ آبادی تقریبا 70% دیہاتوں میں ہے اس لئے ہماری شرح خواندگی دیہاتوں میں بہت کم ہے۔ ہمیں اپنا literacy rate بڑھانے کے لئے دیہاتوں پر توجہ دینی چاہیے۔ تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ ہماری شرح خواندگی 51% ہوگئی ہے اور اسی طرح ہمارے وزیراعظم نے کہا ہے کہ یہ 60-70% پر جائے گی اور پھر ہم اس کو 100% تک لے جائیں گے۔ اس میں ہماری وزیرتعلیم بیگم زبیدہ جلال صاحبہ کا بڑا ہاتھ ہے۔ نیلوفر بختیار کے بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے خصوصی بچوں کے لئے بہت محنت اور کوشش کی ہے۔ تعلیم کے حوالے سے ان کا بھی بہت اہم رول ہے۔ اسی طرح ہم سب مل جل کر، جو کچھ تعلیم کے لئے یہ کر رہے ہیں اس میں ان کا ساتھ دیں۔ میرا سینیٹ میں آنے کا ایک مقصد تو عورتوں کی عزت بڑھانا تھا اور دوسرا مقصد تعلیم کا فروغ تھا۔ ابھی جو ہماری نئی تعلیمی پالیسیاں بن رہی ہیں وہ بہت اچھی ہیں اور اس سے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ہماری شرح خواندگی 70% پر چلی جائے گی۔ میں اس کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم اس سے بھی زیادہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ محترمہ آغا پری گل صاحبہ۔

مسز پری گل آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے دو منٹ کا موقع دیا ہے۔ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب اور وزیراعظم پاکستان میرظفر اللہ جمالی صاحب اور ہمارے colleague Senator شوکت عزیز صاحب، ان سب کو میں مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا اتنا خوبصورت اور اچھا بجٹ ہے اور خاص طور پر یہ بجٹ غریبوں کا بجٹ ہے۔ اگر دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو جو سینیٹرز حضرات، ہمارے ساتھی، اپوزیشن والے ہیں، آپ یقین کریں بڑا دکھ ہوتا ہے، جب یہ اسمبلیوں میں آتے ہیں تو اس سے پہلے ان کو سوچنا چاہیے کہ ہم LFO کے تحت اسمبلیوں میں جا رہے ہیں، سینیٹ میں جا رہے ہیں۔ الیکشن LFO کے تحت لڑتے ہیں اور

ہاؤس میں مخالفت کرتے ہیں۔ میں سینیٹ میں بتانا چاہتی ہوں کہ آج کے بعد ہم LFO کے خلاف کوئی بھی بات سننا پسند نہیں کریں گے کیونکہ ہم تمام خواتین کی عزت کا سوال ہے اور ہم تمام خواتین اسی LFO کے تحت اور جنرل پرویز مشرف کے توسط سے سینیٹ اور قومی اسمبلی میں اور local councils میں آئی ہیں۔ ہم کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گی۔ جناب میں آپ سے ایک request اور بھی کرنا چاہتی ہوں کہ چھ مہینے ہو گئے ہیں ان کی منت سماجت کرتے ہوئے، پورے عوام کی بربادی انہوں نے کر دی ہے کیونکہ عوام کی پوری توجہ ہماری طرف ہے اور ہمارے جو لیڈر صاحبان ہیں وہ جب بھی ناراض ہو کر باہر نکلتے ہیں، یہ سارے باہر نکلتے ہیں، ایک تو انہوں نے ان کو خراب کر دیا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر نکلتے ہیں تو جانے دو۔ آتے ہیں تو بالکل welcome کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت ہے۔ چھ مہینوں سے انہوں نے تماشا بنایا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں پہلے دن قومی اسمبلی startہوئی، سب کا منہ سوجا ہوا تھا۔ کیوں؟ ایک بی بی ہے۔ روٹی، کپڑا، مکان، آج تک اس نے کچھ نہیں کیا۔ صرف وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے جیتی ہے۔ عوام کا تو آپ مجھے بتائیں کہ انہوں نے پندرہ سال میں کیا کیا؟ چاہے کوئی ناراض ہو، خوش ہو، میں جو بھی بات کہوں گی سچ کہوں گی اور اپنے عوام کے لئے کہوں گی اور پاکستان کے لئے کہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: لیکن بجٹ کا خیال رکھنا ہے۔

مسز پری گل آغا: جی، کیوں کہ بجٹ کے بارے میں سب نے کہا ہے۔ اب وہ سارے پوائنٹ بولے گئے۔ میرے لئے تو اتنا سا بچ گیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پندرہ سال بی بی نے حکومت کی، کیا کیا؟ نواز شریف نے حکومت کی، کیا کیا؟ الٹا انہوں نے خواتین کی سیٹوں کی بربادی کی۔ آپ یقین کریں کہ بیس سال سے ہم نے کوئی نمائندگی نہیں کی ہے۔ یہ پاکستان ہے۔ Direct elections کچھ خواتین لڑ کر آتی ہیں۔ وہ کچھ ہی لوگ جیتتے ہیں۔ خاص طور سے بلوچستان، جہاں سے واحد خاتون زبیدہ جلال تھیں وہ جیت گئیں۔ انہوں نے پچھلے تین سال میں اچھا کام کیا تو لوگوں نے اسے appreciate کیا، ووٹ دیا۔ لیکن آپ دیکھیں ہم عورتوں کے لئے بڑی problems ہیں، اتنی زیادہ ہیں کہ ہم direct election لڑ بھی نہیں سکتیں۔ مگر ہم پر

پرویز مشرف، صدر پاکستان کا بہت احسان ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں ان کی چمچہ گیری کر رہی ہوں، ہرگز نہیں۔ میں اللہ کے ذریعے، اپنے لیڈر چوہدری شجاعت کے ذریعے آئی ہوں۔ پرویز مشرف سے میری پہلی ملاقات سینیٹ آنے کے بعد ہوئی ہے۔ اس سے پہلے میں نے ان سے کبھی ملاقات نہیں کی، صاف بات ہے۔ مگر ان کا احترام، عزت ہم پوری پاکستانی خواتین کے دل میں ہے۔ انہوں نے ہمیں عزت دی ہے۔ یہاں تک ہمیں پہنچایا ہے۔ اس کے باوجود ہم خاموشی سے چھ مہینے سے برداشت کر رہے ہیں۔ Go Musharraf go, کیا تماشا ہے۔ اب ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے کہا Go Musharraf go تو آپ یقین کریں، بے شک میرے colleagues ہمارا ساتھ دیں یا نہ دیں میں ان کو باہر کردوں گی ایک دفعہ ختم کروا دوں گی۔ یہ بہت problem ہے ہمارے لئے۔

آپ دیکھیں کہ جب ان کے لیڈر آ کر بیٹھتے ہیں تو یہ ان کے چہروں کو دیکھ کر زیادہ شور مچاتے ہیں۔ موبائل کھول کر ان کو اپنی آوازیں سناتے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کتنا غلط ہے۔ پاکستانی عوام نے، ہمارے MPAs نے ہم پر احسان کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں ووٹ دے کر اس لئے تو یہاں نہیں بھیجا کہ یہاں پر ہم ہلڑبازیاں کریں۔ صدر جنرل مشرف سارے پاکستان کی عزت ہے۔ آپ دیکھیں اسی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کیا وردی آپ لوگوں نے دی ہے ان کو؟ ہم نے کبھی کہا ہے کہ آپ پگڑی اتارو۔ کبھی بھی نہیں کہا ہم نے۔ تین سال کے بعد اسمبلی وجود میں آئی ہے، اور ہم خواتین کی جو نشستیں بحال ہوئی ہیں، ہم بیس سال کے بعد آئی ہیں۔ ایک خاتون وزیراعظم پاکستان تھیں اس نے ہمیں برباد کر کے رکھ دیا، عورتوں کی نشستیں ہی ختم کردی تھیں۔ اس نے کہا کہ پاکستان میں صرف میں ہی رہوں۔ واحد عورت ہوں، میں ہی نعرے لگاؤں۔ دوسری حکومت آئی انہوں نے بھی عورتوں کے ساتھ زیادتی کی۔ آپ خود سوچیں کہ اگر ایک جنرل ایماندار ہو تو ہم اس کی قدر کیوں نہ کریں جنہوں نے پورے پاکستان کی عورتوں کو نمائندگی کا حق دیا۔ آپ اس وقت اندازہ لگائیں ہماری کتنی خواتین اسمبلیوں میں آئی ہیں۔ آپ اس کو چھوڑیں آپ چھوٹی گلیوں اور محلوں میں جائیں۔ وہاں پر دس دس لیڈیز کونسلرز ہیں یعنی ایک ایک گلی میں بیس بیس خواتین کو نمائندگی دی گئی ہے۔ آپ یقین کریں مرد ممبران کم ہیں خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ ۴۰ فیصد سے زیادہ ہے۔ میں پورے پاکستان کی بات

کرتی ہوں۔ میں تو آپ سے یہی درخواست کروں گی کہ جناب آئندہ ہم برداشت نہیں کریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج وہ سامنے نہیں۔ مجھے خوشی اس وقت زیادہ ہوتی ہے کہ وہ سامنے بیٹھے رہیں اور میں بولتی رہوں۔ آج تو مزہ ہی نہیں آ رہا ہے۔ در اصل ان کے دماغ میں پورا جال ہے۔ وہ جال کیا ہے۔ آج ہم ۶ مہینوں کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ پتا نہیں ہمارے قومی اسمبلی کے ممبران نے ان کو کیسے برداشت کیا ہے۔ اتنے عرصے سے یہ لوگ برے طریقے سے پیش آ رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ صبح جب میں اندر آئی تو بجائے اس کے کہ ہم سینیٹ میں آ کر کچھ تیاری کریں، پہلے بنک میں تھے، یہ بھائی ہمارے کہہ رہے ہیں کہ آپ پیسوں کی بات نہ کریں، مجھے تو لگتا ہے کہ انہیں عوام کا کوئی خاص خیال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آپ بجٹ پر آ رہی ہیں؟

مسز پری گل آغا: بجٹ پر آ رہی ہوں۔ صدر پاکستان اس وقت پورے پاکستانیوں کی ضرورت ہیں۔ بجٹ پر بھی بحث ہو اور اس کے ساتھ خوبصورت لگتا ہے کہ ہمارے صدر کی عزت ہو۔ اس طرح بجٹ خوبصورت لگے گا کیونکہ اسی بندے نے تو بجٹ پیش کیا۔ اسی کی وجہ سے، یہ کریڈٹ ان ہی کو جاتا ہے۔ عوام کو یہ تمام سہولتیں پرویز مشرف نے دی ہیں۔ اس کے بعد جمالی صاحب اور اس کے جتنے بھی وزیر ہیں۔ اگر میں پرویز مشرف کے بارے میں کچھ نہ کہوں تو پھر جاتے ہوئے مجھے اپنا ضمیر بہت ملامت کرے گا کہ اے خاتون، جس بندے کی خاطر تم سب خواتین اسمبلی میں پہنچی ہو آج اس کے لئے بولی ہی نہیں ہے اور اپنے پیٹ اور اپنی تنخواہ کے لئے بول کر آ گئی ہو۔ اس لئے آپ سے میں درخواست کرتی ہوں کہ دوبارہ ان کے پاس کوئی نہ جائے۔ بیشک آتے ہیں، وہ ہمارے ساتھی ہیں، سر آنکھوں پر۔ آپ دیکھیں، کہتے ہیں کہ پنجاب میں کیا ہوا۔ آپ سوچیں کہ یہ فرنٹیئر میں شور کیوں نہیں کرتے۔ ادھر تو یہ relax ہو کر منسٹرز کی کرسیوں پر بیٹھے جھوم رہے ہوتے ہیں۔ بلوچستان میں کیوں نہیں شور کرتے؟ ان کی حکومت ہے۔ پنجاب میں آپ یقین کریں، میں خود وہاں پر بیٹھی تھی تو سپیکر پر انہوں نے حملہ کیا۔ سپیکر پر چوڑیاں پھینکیں، سپیکر کے اوپر دوپٹے پھینک دیئے۔ ظاہر ہے ہم لوگ اس لئے تو اسمبلیوں میں نہیں آئے کہ کوئی ہمارے دوپٹے کھینچے اور کوئی چوڑیاں پھینک دے اور ہم خاموش

رہیں۔ ظاہر ہے ہمیں بولنا پڑتا ہے۔ سینیٹ میں بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

میں آخر میں وسیم سجاد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ یہ بہت اچھے انسان ہیں۔ یہ اتنی بار ان کے پاس جاتے ہیں۔ منتیں کر کے واپس آ جاتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ میں ہوتی تو کبھی بھی نہ جاتی۔ دوسری بات جناب آپ چیئرمین کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ ہمارا بجٹ میں کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ سے request کروں گی کہ آپ صدر پاکستان کو ہماری یہ چھوٹی سی تجویز پہنچا دیں کیونکہ ہم عوام کو کیا جواب دیں گے۔ ہم باہر جائیں گے تو لوگوں سے کیا کہیں گے کہ ہم نے یہ ۶ مہینے ان ہی کی طرح گنوا دیئے۔ اپوزیشن والے خوش ہو جائیں گے۔ پرویز مشرف کا دل بڑا ہے۔ اس نے جب پورے پاکستان کو اتنی نمائندگی دی ہے تو وہ فنڈز بھی دے دے گا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ سے ہماری یہ request ہے کہ آپ ہماری یہ تجویز پیش کریں۔ میں تو دعا کرتی ہوں۔ بہت اچھا بجٹ ہے۔ اتنا اچھا بجٹ پاکستان کی تاریخ میں کبھی بھی پیش نہیں ہوا۔ میری طرف سے بلکہ پوری پاکستانی بہنوں کی طرف سے پرویز مشرف صاحب کو، جمالی صاحب کو اور شوکت عزیز صاحب کو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں اور توقع کرتی ہوں کہ یہ بجٹ تو پیش ہوا مگر اس کو مہنگائی کی طرف لانے کی کوشش نہ کرنا یعنی اگر تیل مہنگا ہو گیا تو پھر سب کچھ مہنگا ہو جائے گا۔ براہ مہربانی اس کو کنٹرول کریں۔ آپ کا بہت وقت لیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ۔ پری گل آغا۔ بڑی اچھی تقریر تھی بجٹ پر۔ مسز کلثوم پروین صاحبہ۔

مسز کلثوم پروین: میں بھی آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے اور ٹائم کم ہوتا جارہا ہے۔ میرے صفحات آٹھ سے سات، سات سے پانچ اور پانچ سے تین پر آگئے ہیں۔ اب کوشش کروں گی کہ کسی ایک پر ہی بات کرسکوں۔ جیسے کہ میری بہن پری گل صاحبہ نے اپوزیشن کے رویئے کی سب سے پہلے بات کی ہے، میں بھی یہ ہی بات کروں گی۔ بلوچستان میں تو ایسے ہے کہ جہاں جاتے ہیں تو لوگ قتل بھی معاف کر دیتے ہیں۔ کجا کہ ان کا اندر آنا اور اتنی انا کو رکھنا میرے خیال میں بہت ہی غلط رویہ ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ شوکت

عزیز صاحب کو، پرائم منسٹر صاحب کو، پرویز مشرف صاحب کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا اپوزیشن بھی یہاں موجود ہوتی اور ان کی کڑوی کسیلی ہم سنتے اور وہ کھری کھری ہماری سنتے۔ یہ بجٹ حکومت کا نہیں ہے، پرویز مشرف کا نہیں ہے، عوام کا بجٹ ہے، مزدور کا بجٹ ہے، کسان کا بجٹ ہے، بیواؤں کا بجٹ ہے، یتیموں کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ تمام علاقوں کا بجٹ ہے، تمام پاکستان کا بجٹ ہے۔ اور انھیں بھی میرے خیال میں یہ سوچنا چاہئے کہ جس امید سے اپوزیشن کو یہاں لوگوں نے بھیجا ہے اور انہیں پورے سال کے لئے اپنے عوام کے لئے planning کرنی چاہئے تھی مگر افسوس کہ انھوں نے ایک ایسے issue کو جس سے عوام کو کوئی relief نہیں ملا اسے بالکل نہ جانتے ہوئے ایک issue بنا لیا ہے LFO اور روزانہ واک آؤٹ کو اپنا طرہ امتیاز بنا لیا ہے۔ میں صوبہ بلوچستان کے حوالے سے اس وقت بات کر سکتی ہوں۔ اور اس کے لئے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ بلوچستان کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ گیس کی royalty ہے۔ مگر اس دفعہ اس کو بڑھانے کی بجائے کم کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا NFC Award میں اس کا ازسر نو تعین کیا جائے تاکہ صوبہ اپنی ترقیاتی اسکیموں کو جاری رکھ سکے۔ اور بلوچستان کا حصہ اسے مل سکے اور لوگ زیادہ سے زیادہ خوشحالی کی طرف گامزن ہوسکیں۔ کیونکہ رقبے کے لحاظ سے بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے جوکہ پاکستان کا 47% ہے۔ لہٰذا NFC Award میں بلوچستان کا حصہ بڑھایا جائے۔ گوادر پورٹ جو کہ ایک بہت بڑا project ہے اور چائنا کے تعاون سے بن رہا ہے اور خاص طور پر بلوچستان کے لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے مگر کوشش یہ کی جائے کہ یہاں پر زیادہ تر بلوچستان کے لوکل لوگوں کو سروسز دی جائیں۔ کیونکہ ہمیشہ ہوتا یہی ہے کہ project بلوچستان کے لئے آتا ہے اور دوسرے صوبے اس کو hijack کر لیتے ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں پانی کی بہت کمی ہے کیونکہ عرصہ سات سالوں سے بارشیں نہیں ہوئیں۔ لہٰذا یہاں ڈیم بنائے جائیں اور فاضل پانی جو کہ ضائع ہو رہا ہے اسے بچایا جائے۔ تعلیم پر 80% بڑھا کر ایک اچھا اقدام کیا ہے۔ ہماری محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ ویسے ہی تعلیم کی ترقی کی طرف دن رات کوشاں ہیں اور کسی حد تک اس میں انشاء اللہ وہ کامیاب بھی ہوگئی ہیں۔ مگر میری ان سے request ہے کہ وہ تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی توجہ دیں کیونکہ تربیت کے بغیر تعلیم اور تعلیم کے بغیر تربیت نا مکمل ہے۔ جس کے لئے vocational

centre اور training institute تمام صوبوں میں کھولے جائیں تاکہ وسائل پیدا ہوں اور مسائل کم ہوں۔ اور اس کے علاوہ non-formal education پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ ایک سکول کھولنے کے لئے جتنی رقم درکار ہوتی ہے اس رقم میں پچاس سے زیادہ non formal schools کھولے جا سکتے ہیں۔ اور اسے upgrade بھی کیا جائے۔ یعنی اب یہ صرف پرائمری سطح پر ہے، اسے مڈل اور ہائی کا درجہ بھی دیا جائے۔ خاص طور پر بلوچستان میں ہمیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہیلتھ کے حوالے سے بھی بلوچستان کی صورتحال کچھ اچھی نہیں ہے۔ لہذا تمام ڈسٹرکٹ میں Basic Health Centre کھولے جائیں۔ سول ہسپتال جس کے کچھ یونٹ بروری روڈ ہسپتال میں شفٹ ہوگئے ہیں وہاں پر بھی ڈاکٹروں کی شدید کمی ہے۔ لہذا ہزاروں ڈاکٹر جو کہ بے روزگار بیٹھے ہیں اور waiting list میں ہیں انھیں appoint کیا جائے تاکہ بے روزگاری بھی ختم ہو اور لوگوں کو میڈیکل کی بھی زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا ہوں۔ محترم اس سے پہلے کہ آپ مجھے کہیں کہ بیٹھ جائیں میں خود ہی اپنی تقریر کو ختم کر رہی ہوں۔ اور آخر میں اپنے Minister Health کا میں بہت شکریہ ادا کروں گی کہ صبح گیارہ بجے سے چھ بجے تک continuously بیٹھنے والے واحد منسٹر ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ - میں کسی کو بھی نہیں کہتا کہ بیٹھ جاؤ، میں صرف یہ کہتا ہوں کہ بولنا بند کر دیں۔ شکریہ۔ مسز نگہت مرزا صاحبہ۔ میں معافی مانگتا ہوں کہ آپ کی باری پہلے تھی مگر پری گل آغا کی تقریر اتنی اچھی تھی کہ میں محظوظ ہوا .I missed you

مسز نگہت مرزا: جناب چیئرمین صاحب! موجودہ بجٹ وفاقی وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب اور ان کی ٹیم کی شب و روز محنت اور استقامت کا مظہر ہے۔ یہ ایک متوازن بجٹ ہے جو عوامی امنگوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ میں اس بجٹ پر صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب، وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب اور وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

پاکستان کے موجودہ وسائل کے تحت، جس شعبے میں جس قدر گنجائش نکل سکتی تھی اس کی تعمیر و ترقی کے لئے اتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ بجٹ پر عام تبصروں کے دوران میں

بارہا سوچتی رہی کہ حکومتی اراکین اور ذمہ داران، جس حد تک بھی مسائل پر قابو پانے کے منصوبے بنالیں اگر مختلف شعبوں میں کام کرنے والے دیانت کے اصولوں پر پورے نہ اتریں تو تمام کوششیں رائیگاں ہو جاتی ہیں۔ اس جذباتیت میں یہ بھی سوچا کہ کاش! شوکت عزیز صاحب مختلف شعبہ جات کے لئے چند ملین دیانت، چند ملین خلوص اور چند ملین پاکستان سے وفاداری بھی مختص کرسکتے۔

روزگار کی فراہمی کے بعد ہماری اولین ترجیح تعلیم ہونی چاہیے لیکن حکومت کی بھرپور کوشش کے باوجود اس شعبے کی حالت سب سے زیادہ خراب ہے۔ کئی کئی ملین تعلیم کے شعبے کے لئے مختص کرنے کے باوجود ایک عام پاکستانی کے بچے آج بھی کھلے آسمان کے نیچے دریوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ 84 بچے کلاس میں ہیں اوران کے بیٹھنے کے لئے 24 ڈیسک ہیں اور وہ بھی بیشتر ناکارہ ہیں۔ پینے کا پانی ناپید ہے۔ ٹیچرز کی بے تحاشہ کمی ہے۔ آخر کثیر سرمایہ تعلیم پر خرچ کرنے کے باوجود اس کسمپرسی کی وجہ کیا ہے؟ جب فرد بے ضمیر ہو جائے اور رفتہ رفتہ اس کی بے حسی تمام معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو کچھ دیانتدار لوگوں کی وجہ سے ملک کی بنیادیں سلامت رہتی ہیں۔ ایسے ہی بے غرض اور دیانتدار لوگوں کو checking پر نافذ کیا جائے اور بدعنوانیوں پرقابو پانے کی کوشش کی جائے۔ تعلیمی اداروں کے منتظمین اور ان سے وابستہ گورنمنٹ اداروں کے درمیان حائل خلیجوں کو پاٹا جائے اور ہر ادارے کے کام کو سہل کیا جائے تاکہ عام آدمی سکھ کا سانس لے سکے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم راتوں رات ان تمام چیزوں کو درست نہیں کرسکتے جو برسہا برس کی لوٹ مار کی بنا پر بگڑ چکی ہیں۔ اپوزیشن کا منفی رویہ بھی بار بار درستگی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہا ہے لیکن بہرحال حکومت کے راست اقدامات ایک عام آدمی کے دل میں جگہ بناتے جا رہے ہیں۔ کچھ مزید اقدامات عام پاکستانی کی حالت بہتر بنانے سمیت پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ غربت کی لکیر سے نیچے وہ پاکستانی جن کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق کسی طرح بھی سات کروڑ سے کم نہیں ہے، آج ہم سے وہ، ہرقسم کی سیاسی و مذہبی وابستگی سے بالا تر ہو کر، مقننہ کے ایوان زیریں اور بالا سے ان تمام اقدامات کی توقع کر رہے ہیں جو ان کے معیار زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے میں اہم رول ادا کرسکیں۔ ہمیں اس بجٹ کی

ترجیحات کو مکمل کرتے ہوئے high tech engineering کی مصنوعات کی تیاری، ان میں خود کفالت اور پھر ان کی برآمدات کو ممکن بنانے کے لئے وہ تمام اقدامات زیر بحث لانے ہوں گے جو اس ملک کی معاشی پسماندگی کو دور کر سکیں۔

ملک کو تیزی کے ساتھ صنعتی ترقی کے ساتھ مربوط کرنے کے لئے مشینری کی درآمد میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا اشد ضروری ہے۔ اس کے لئے ہمیں ایسے ماہرین کو بیرونی ممالک میں بھیجنے کی ضرورت ہوگی جو ہمارے حالات سے مطابقت رکھنے والی ارزاں نرخوں پر دستیاب مشینری کی مارکیٹوں کا جائزہ لے سکیں اور صنعتی مشینری کے importers کو حکومتی سطح پر ایک معقول مدد فراہم کر سکیں۔

اس کے علاوہ عراق میں re-construction کے موقع کو بہتر طریقے سے استعمال میں لانے کے لئے ہمیں پرکشش شرائط پر construction کے contract avail کرنے ہوں گے تاکہ construction industry اور اس سے وابستہ دیگر صنعتیں و کاروبار نیز انسانی وسائل اس re-construction کے process میں utilize کئے جا سکیں۔ ان سب چیزوں سے ہٹ کر ہمیں سب سے زیادہ توجہ پاکستانیت کے فروغ پر دینی چاہیے۔ جب تک ہم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا نہیں کریں گے اور اپنی چھوٹی چھوٹی ضروریات کے لئے حکومت اور اس سے ملحقہ اداروں کے محتاج رہیں گے، ہم اپنی حالت کبھی نہیں سدھار سکیں گے۔

ہم انقلاب نو کی آواز بن کے ابھریں
گر جاگ جائے دل میں اپنے وطن کی الفت

Mrs. Roshan Khurshid Bharucha: Honourable Chairman, I join hands with my colleagues to congratulate the Finance Minister Mr. Shaukat Aziz and his staff and we also give credit to Gen. Pervaiz Musharraf and the Prime Minister Mir Zafarullah Jamali.

I know my colleagues have already talked much about the budget but I would also like to point a few of the things. Specially I would like to

point out things on Women Division, I feel that it is one of the most important departments and I feel that more budget should be given to this department. We are talking about poverty: if there is awareness in ladies and if they are helped more, if we try to give them like cottage industries or teach them more on vocational training, I think then we can get rid of poverty. So I feel Women Division should get more budget. Like increase of 15% in the salary, I think that is excellent, pension, house facilities to the Government servants that are again very good schemes. But again I would say that the private sectors would also need more. So, if industrial people are told that they should also give raise to their units fully I think, that will also help the poor people who are working in the private sector.

Well the very good thing is income tax recovery, bank loans which have been recovered within these three years that is also an excellent thing. Education plays a very important role and I think that lot of things have been done in education, specially in primary education and more have been doing and more budget has been given and I am sure that more work will be carried on. Higher education again is doing an excellent work; more budget has been given there. Health sector has been given more budget. Food support programme which started two years back, it is going on very fine and more increase have been in that, so that is also good progress. I wouldn't take much of your time because all of them have spoken most of the points. The only point I would say again is that, more attention should be given to technical training centres because if skill is developed then more people can go on self employment. So, common

people should be given self employment. So these are the two departments, which I say more importance should be given to them. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Mr. Muhammad Sarwar Khan Kakar, not present. Mr. Shuja-ul-Mulk, not present, Mr. Muhammad Amjad Abbas being the last speaker.

Mr. Muhammad Amjad Abbas: Thank you Mr. Chairman. Let me start by giving congratulation to Mr. Shaukat Aziz for presenting a balanced and a tax free budget and giving 15% raise to government employees and pensioners, they really deserved it, they had worked hard for the country specially the pensioners. Let me come to the agriculture sector that I represent. Even though there has been 60% increase for the money allocated to the agriculture sector I would still say sir, first step and a small step. Duty has been imposed on edible oil, import of edible oil, which surely will benefit the local grower. Import of machinery for branding, grading, processing storage of agriculture are exempted from sales tax.

It will be much better if the tractors and the agricultural equipment being imported should be exempted from any kind of duty and all the sales tax and tractors and equipment should be provided on lease at the lower interest rate.

Sir, Senator Bilour representing NWFP speaking of royalty on electricity, let me come to that point sir. When the Tarbela Dam was built

people who suffered from Tarbela Dam were compensated by the big brother Punjab but we are still paying royalty to NWFP. The district I belong to Muzaffargarh, we have 3 Tharmal Power units there and they produce same amount of electricity and we suffer. We have great environmental impact in the District, we don't have any royalty and we don't get any benefits. Through you sir, we demand royalty not in the form of money but in the form of better education, electricity, employment and health services for the local people. As Senator here was talking about royalty on Natural Gas, I am not against it sir but let me bring your attention to the point that in Punjab when Natural Gas is provided to any city, when a feasibility report is completed, a connection cost Rs. 20000 to Sui Northern Gas. It is considerd feasible whereas the same rate goes to Rs. 40000 for NWFP and Rs. 100000 for Balochistan. Sir, this should be changed. We are still lacking behind in the agreement that all the provinces had for providing the natural gas to District Headquarters. Punjab is lacking behind. Sir, C.M Punjab has taken a giant step by lowing the interest rate for agriculture loans and it will benefit 60% of the population, he has done so by lowing the interest rate from 14% to 9% in Punjab Bank. I would ask Finance Minister that Zarai Traqiati Bank and all other banks should follow his good steps. Sir, in Commerce Department, we have an Additional Secretary Textile that represents and protects the interest of APTMA at the cost of 60% of the population of the farmers. I demand through you sir, there should be an Additional Secretary Agriculture in Commerce Department who should lookafter the

interests of the farmers. Sir, there is a myth in IMF and World Bank that the Agriculture sector does not pay any tax. Sir if the agriculture sector does not pay any tax no one in Pakistan pays any tax. Let me tell you sir, if a farmer produces hundred maunds of sugarcane, he is paying Rs. 1000 per acre inAgri tax that is collected by sugar industry and deposit by sugar industry in their own name and if he is cultivating cotton, if he is producing 70 maunds per acre, he is paying Rs. 2650 per acre which is collected by ginner and textile and deposited in their name. Sir, there is a good culture developing in Pakistan, the toll culture, you pay for the services you render. This way the burden is not passed on the people not using the services. I would like to bring the attention of the Minister of Communications through you sir, there is a bridge on River Chenab that connects Muzaffargarh and Multan, that is the only bridge on River Chenab from Head Tarimmo to Punjnad that is 500 Kilometres. Government is collecting a lot of tax and that bridge has lived its life and it is near to collapse. I demand that there should be a new bridge constructed and Muzaffargarh and D.G Khan Division should be given special attention. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, I think our last speaker Mr. Bhinder has come, Mr. Bhinder sahib.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ کی general discussion پر یہ موقع فراہم کیا۔ دراصل یہ موقع پہلے تو ہم لیا کرتے تھے، پہلے procedure کے مطابق rules میں یہ نہیں تھا کہ بجٹ پر کوئی discussion یا بحث کی

جائے لیکن ہم نے اپنے طور پر یہ ایک روایت قائم کی تھی کہ ہم بجٹ پر general بحث کیا کرتے تھے اور تمام ممبران کو یہ موقع ملتا تھا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے مسائل پر اپنا اظہار خیال کریں اور بجٹ کے متعلق اپنی تجاویز پیش کریں۔ لیکن تجاویز محض تجاویز ہی رہتی تھیں اور یہیں اس ہال ہی میں ختم ہو جاتی تھیں لیکن ان تجاویز میں ہم نے کئی مرتبہ یہ تجویز بھی پیش کی کہ بجٹ کو سینیٹ کے سامنے پیش ہونا چاہیئے، سینیٹ میں آنا چاہیئے، اس پر discussion ہونی چاہیئے۔ یہ ایوان، ایسا ایوان ہے جو چاروں صوبوں کا نمائندہ ہے اس لئے اس ایوان میں بجٹ پر سیرحاصل بحث ہونی چاہیئے اور میں مشکور ہوں کہ حکومت نے یہ اہتمام کیا کہ نہ صرف ہم اس بجٹ پر بحث کریں بلکہ اس پر اپنی تجاویز بھی دیں۔ یہ درست ہے کہ قومی اسمبلی ان تجاویز پر غور کرے گی اور اس کے بعد ان پر عملدرآمد کے متعلق فیصلہ کرے گی۔ لیکن یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ سینیٹ کی تجاویز قومی اسمبلی کے پاس جا رہی ہیں اور اس بجٹ پر نہ صرف ہمیں عرض کرنے کا حق حاصل ہے بلکہ اس پر تجاویز دینے کا بھی پہلی مرتبہ حق حاصل ہوا ہے۔

جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے، بجٹ میں آپ نے دیکھا کہ جو پہلو اس کے پیش کئے گئے ہیں، اس میں جو تجاویز دی گئی ہیں یا بجٹ میں جو اقتصادی صورتحال پیش کی گئی ہے وہ بھی خوش آئند ہے۔ ہمارے reserves بڑھ گئے ہیں، ہمارا GDP بڑھ گیا ہے، ہمارا بیرونی قرضوں پر انحصار کم ہوگیا ہے اور ہماری per capita income بھی بڑھ گئی ہے، یہ تمام ایسے عوامل ہیں جو کسی ملک کی اقتصادی صورتحال پر ایک خوش آئند اثر رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمارے لئے اور ہمارے ملک کے لئے ایک اچھے مستقبل کی ضامن ہے کہ ہمارے اقتصادی ماحول میں جو کمی تھی وہ بھی اس میں اب شامل ہوگئی ہے اور اس سے انشاء اللہ ہمارا اقتصادی مستقبل شاندار ہو گا۔

جناب والا! جہاں بجٹ کے بہت سے خوبصورت پہلو ہیں وہاں میں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ ہمیں مل جل کر درست کرنی ہیں، بہت سے ایسے معاملات ہیں جو کہ ہماری مثبت سوچ کا نتیجہ ہونا چاہیئں۔ جناب والا! بہت اچھا ہوتا کہ اس ایوان میں اپوزیشن کے حضرات بھی موجود ہوتے، میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے talented آدمی یہاں موجود ہیں، Opposition میں بھی talented آدمی موجود ہیں، تجربہ کار آدمی ہیں اور وہ بھی اگر

اس بحث میں حصہ لیتے تو یقیناً یہ ایک بہت اچھی بات ہوتی اور یہ ملک اور قوم کے لئے بھی بہتر ہوتا۔ لیکن یہ ان کا فیصلہ ہے، ہم نے تو بارہا ان سے اپیل بھی کی کہ وہاں تشریف رکھیں اور بحث میں حصہ لیں اور اپنی مثبت تجاویز دیں لیکن بہرحال یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے۔ لیکن اس وقت حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری ساری قوم کو، ہمارے تمام طبقہ ہائے فکر کو اکٹھے ہو کر سوچنے کی ضرورت ہے۔ بہت سے حالات و واقعات ہیں جن سے یہ تمام ایوان واقف ہے اور بین الاقوامی حالات، ہمارے ملکی حالات تمام اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم یکجان ہو کر، متحد ہو کر ان تمام چیزوں کا مقابلہ کریں۔ ہماری سوچ مثبت ہو، ہمارا اتحاد ہو، ہماری یگانگت ہو اور ایک سوچ کے ساتھ ہم آگے بڑھیں ورنہ اگر ہم ان باتوں میں الجھے رہے، اگر ہم اپنی اندرونی سیاست میں ہی الجھے رہے تو پھر وہ issues حل نہ ہوسکیں گے۔ بہت بڑے issues درپیش ہیں۔ بہت بڑے مسائل کا ہمیں سامنا ہے۔ بہت سے مسائل ہم نے حل کرنے ہیں۔ اس کے لئے جناب! بڑا ضروری ہے کہ ہم میں اتحاد ہو، ہم میں یگانگت ہو۔

جناب والا! اب بجٹ کی طرف آتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ کسی ملک کی اقتصادی حالت کا انحصار اور خاص طور پر پاکستان کی اقتصادی حالت کا انحصار زراعت کی ترقی پر ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے جس میں بیشتر لوگوں کا زراعت پر انحصار ہے، ستر فیصد لوگ دیہاتوں میں رہ رہے ہیں ان کا زراعت پر انحصار ہے اور میں خوش ہوں کہ زراعت کے لئے اس دفعہ زیادہ allocations کی گئی ہیں لیکن جناب والا! اگر آپ ماضی پر نظر دوڑائیں، اگر آپ پچھلے پانچ سالہ منصوبوں کو بھی پیش نظر رکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ زراعت پر ہمیشہ کم توجہ رہی ہے اور جتنے پانچ سالہ منصوبے ہمارے بنے ہیں ان سارے پانچ سالہ منصوبوں میں کسی میں 1% کسی میں 1.5%، کسی میں 1% سے بھی کم ہماری زراعت کے لئے رکھا گیا ہے اور اس کو اگر آپ پانچ سالوں پر تقسیم کریں، پانچ سالوں میں اگر اس کی تقسیم ہوتی ہے تو پھر زراعت کی allocation بہت nominal رہ جاتی ہے۔ حکومت نے زراعت کی allocation پر توجہ ضرور دی ہے اور اس کے لئے ہم حکومت کے مشکور ہیں لیکن جناب والا! اس پر اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت حالات یہ ہیں کہ دیہاتوں میں اگر آپ جائیں تو یہ عام زمیندار کی استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بجلی کا بل ادا کرے، اس کی استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ ٹریکٹر از خود خرید

سکے۔ اس کی استطاعت میں نہیں ہے وہ agriculture machinery لے سکے۔ اس کی استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ pesticide and insecticide لے سکے اور آج زمانہ جناب والا! وہ ہے کہ اب پرانی کاشت نہیں رہی، اب پرانی زراعت نہیں رہی اور اب زراعت کے اخراجات اتنے بڑھ گئے ہیں کہ یہ تمام چیزیں prices کے لحاظ سے ایک عام زمیندار کی دسترس سے باہر جا چکی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ضرور سوچنا ہو گا کہ یہ prices کس طرح کم کی جاسکتی ہیں۔

جناب والا! ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ اس کو subsidize کیا جائے۔ بڑے بڑے ملک امریکہ وغیرہ بھی سارے subsidize کرتے ہیں۔ ہندوستان میں subsidize ہوتا ہے اور اگر جناب والا! ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور subsidize نہ کریں تو پھر جناب! کسی اور طریقے سے rate کم کر دیں۔ ہمیں اس بات سے غرض نہیں ہے کہ وہ rate subsidize ہو کر کم ہوں۔ ہمیں تو اس بات سے غرض ہے کہ rates کو کم کیا جائے تاکہ عام آدمی اور عام کاشتکار کی دسترس میں یہ تمام rates آسکیں تاکہ ہماری زراعت ترقی کرے، تاکہ ہماری زراعت کو فروغ ہو، تاکہ ہمارے کسان اور کاشتکار اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔

جناب والا! بہت دفعہ کہا گیا کہ agriculture credit کے لئے بہت سی سہولتیں دی گئی ہیں لیکن جناب اس میں بھی شرح سود یا منافع کو مدنظر رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک عام کاشتکار کی استطاعت سے زیادہ ہے اور اس کے لئے کوشش ہمیں یہ کرنا ہو گی کہ زراعت کے لئے کم شرح پر قرضے لئے جائیں۔

جناب والا! marketing کا problem ہے۔ Marketing کے لئے ہمارا کوئی جامع منصوبہ نہیں ہے۔ میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں اور میں نے اس بارے میں ایک باقاعدہ resolution بھی table کیا ہوا ہے کہ موجودہ حکومت ایک package ایک crash programme وضع کرے اور اس میں ایک package دے تاکہ زراعت کو فروغ ہو سکے، inputs کی قیمتیں کم ہوسکیں۔ Agriculture produce کی قیمتیں بہتر بنائی جا سکیں۔ آپ کو جناب والا! معلوم ہے کہ Agricultural Prices Commission ہے۔ اگر آپ ان کا Agricultural Prices Commission کے ساتھ مقابلہ کریں تو بھی جناب! یہ prices remunerative نہیں ہیں اور یہ منافع بخش نہیں ہیں اور کسی کاشتکار کو اور کسی زمیندار کو

منافع نہیں ہوتا۔

جناب والا! اگر آپ اندازہ کریں تو زراعت کوئی منافع بخش کاروبار نہیں رہا لیکن کاشتکار کا عام طور پر کوئی اور ذریعہ روزگار نہیں، اس لئے وہ مجبور ہے کہ وہ زراعت پر ہی انحصار کرے اور زراعت پر ہی اپنا گزارہ کرے۔ وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا، کہیں اور جا نہیں سکتا، اس لئے وہ زراعت کرتا ہے، اس لئے میں جناب! درخواست کروں گا کہ زراعت پر special توجہ کی جائے۔اور unemployment کے متعلق بھی۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بھنڈر صاحب! ذرا wind up کی طرف آ جائیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس پر اشارۃً اور کنایۃً بات کروں اور اب ختم کروں، میں کوشش کروں گا کہ بڑی جلدی ختم کروں

جناب والا! اس کے علاوہ unemployment دوسرا مسئلہ ہے، ملک میں بیروزگاری بہت زیادہ ہے۔ اس کے متعلق بھی ہمیں کچھ سوچنا ہو گا۔ میرے ہی ضلع میں ایک B.Sc. Electrical Engineering تھا، ایک سپاہی بھرتی ہونے کے لئے اس نے درخواست دی اور وہ سرفہرست سپاہی بھرتی ہوا۔ ایم اے جو ہیں وہ چپڑاسی کے لئے درخواست دے رہے ہیں۔ ان چیزوں کو ہمیں دیکھنا ہو گا۔ ایک طرف تو ہماری population بہت زیادہ ہے، دوسری طرف ہمارے ہاں بیروزگاری زیادہ ہو رہی ہے۔ روزگار کے مواقع بہت کم فراہم ہو رہے ہیں۔ اتنی بڑھتی ہوئی population کی، میں مانتا ہوں، کہ حکومت کفالت نہیں کر سکتی۔ اس لئے ضروری ہو گا کہ ہم حکومت کے علاوہ بھی industrial production کو یا انڈسٹری کو فروغ دے کر، industry کو incentives دے کر، ہم ان کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کریں۔ اگر industry کو incentives نہ دیئے گئے تو نہ ہی بیرونی investment آئے گی اور نہ ہی اندرونی investment اس میں لگے گی اور نہ ہی روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور روزگار کے مواقع پیدا نہیں ہوں گے تو بیروزگاری بڑھے گی اور اس سے بے چینی اور زیادہ ہو گی۔ حکومت کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس طرح کی بیروزگاری کی طرف بھی توجہ دے۔

جناب والا! Law and Order کے متعلق تو کوئی دو آراء نہیں، law and order کی

situation اصلاح کی متقاضی ہے law کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ میرا تعلق اس شعبہ سے ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جتنی allocations آئی ہیں، اگر جناب ملاحظہ فرمائیں گے تو وہ allocations ہمیشہ کم رہی ہیں۔ سب سے کم توجہ ان کورٹس، لاء کورٹس پر اور law enforcement پر رہی ہے۔ آج بھی جناب والا! حالت یہ ہے کہ کسی بھی عدالت میں جج پورے نہیں ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ میں ابھی دس پندرہ vacancies خالی پڑی ہیں، مقدموں کے ڈھیر ہیں، انبار ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹوں میں ججوں کے پاس صبح سے شام تک کام ہوتا ہے اور they work very hard وہ بالکل کام کرتے ہیں، کام بے حد بڑھ گیا ہے۔ اس کے لئے حکومت کو بہت ہی جلدی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ خالی آسامیاں نہ رہیں۔ اگر یہ خالی آسامیاں رہیں گی تو ظاہر ہے کہ back log ہو گا، جب back log ہو گا تو صحیح انصاف عوام تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ حکومت اس کی طرف بھی پوری توجہ دے اور جتنی بھی پوسٹیں خالی ہیں، خواہ سول جج کی ہیں، خواہ سیشن ججز کی ہیں، خواہ ہائی کورٹ کی ہیں، وہ تمام کی تمام پوسٹیں خالی نہیں رہنی چاہیئیں۔ تا کہ وہ دلجمعی کے ساتھ، صحیح طور پر لوگوں کو انصاف فراہم کر سکیں۔

جناب والا! باتیں تو اور بہت سی ہیں لیکن جناب کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے میں انہی گزارشات پر اکتفا کرتے ہوئے ختم کروں گا۔ میں آپ کا مشکور ہوں، دراصل میں نے کچھ اضافی وقت لیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ بھنڈر صاحب، بڑا اچھا ہوا کہ آپ کو میری بے چینی وہاں اتنی دور سے نظر آ گئی۔ ویسے تھی کوئی نہیں۔ جی بات کریں۔

POINT OF ORDER RE: COVERAGE OF SENATE PROCEEDINGS BY PTV

Miss Anisa Zeb Tahir Kheli: OK, Thank you. Sir, I just happened to see the News at 6 O'clock, the News on TV while I was in the Senate Services Center and I found out that the news report contains all

the details of the National Assembly today and it was just briefly stated that Senate also discussed or debated the National Budget. So, I think this is quite injustice. This is the prime time and Senate is not being given attention on the electronic media. I just wanted to raise this to bring into your consideration.

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, the complaint has been launched and I have already discussed with the representatives of PTV and they have assured me Sir, that they will give proper coverage to the debate which is being held in the Senate. So, I hope they will look after the Senate.

Mr. Deputy Chairman: OK. This brings us to the end of this general debate, our discussion on Finance Bill, 2003. We will take recommendations only in our next sessions.

And the House is adjourned till 5:00 p.m tomorrow Thursday, 12th of June, 2003.

[Then the House was ad journed to meet again at 5:00 p.m. in the evening on Thursday the 12th June, 2003.]